سلسلة فقه الحديث

طہارت کے جدید و قدیم مسائل

كتاب الطهارة

فقه الطهارة بإزالة النجاسة ورفع الحدث

مصنف: دکتور حافظ ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ

جلد چہارم Volume 4/5

نظر ثانی: شیخ رضاء اللہ عبدالکریم المدنی حفظہ اللہ

رفعِ حدث

جلدِ چہارم Volume 4/5

اس کتاب کو تیار کرنے کے لئے 6 سال کیوں لگے ؟

اسکے جواب کا اندازہ اسی وقت ہوگا جب 5 جلدوں کی اس ضخیم کتاب کو گہرائی کے ساتھ پڑھا جائیگا، ان شاء اللہ، کئی ماہ تو دن کے ساتھ مکمل راتیں بھی لگ گئیں الحمد للہ، چار مسالک کے فقہی اقوال جمع کر کے اردو میں ترجمہ کرنا مقارنہ اور ترجیح تک پہنچنے کے لئے سارے جدید اور قدیم مصادر وکتب کا مطالعہ کرنا یہ کافی محنت طلب کام ہے، اللہ ہی کا فضل کہ یہ اس کی توفیق سے ممکن ہوسکا۔ ﴿ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ﴾

اس کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ اس کام کے ساتھ ساتھ دیگر آسک اسلام پیڈیا کے پراجکٹس پر بھی کام جاری ہے اور اس کے علاوہ تفسیر کے پراجکٹس اور فقہ کے پرجکٹس پر بھی کام جاری ہے لہذا الگ پراجکٹس کے لئے بھی وقت کو تقسیم کرنا پڑتا ہے، تاخیر کے لیے میں معذرت خواہ ہوں ان حضرات سے جو کتاب الطہارۃ کے منتظر تھے۔ شکریہ

[illegible]

سلسلة فقه الحديث

كتاب الطهارة

فقه الطهارة بإزالة النجاسة ورفع الحدث

مصنف: دکتور حافظ ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ

نظر ثانی: شیخ رضاء اللہ عبدالکریم المدنی حفظہ اللہ

رفع حدث

جلد چہارم Volume 4/5

SHAIKH Dr. ARSHAD BASHEER UMARI MADANI waffaqahullah
Hafiz and Aalim, Fazil (Madina University, K.S.A), M.B.A
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean the ABM School, Hyderabad, TS,INDIA
+91 92906 21633 (WhatsApp only)
www.abmqurannotes.com| www.askislampedia.com| www.askmadanicom



بسم الله الرحمن الرحيم

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

الطهور شطر الإيمان

سلسلة فقه الحديث
كتاب الطهارة
رفعِ حدث
جلد چہارم

فہرس

مقدمہ

نواقض الوضوء

وضو کو توڑنے والی چیزیں

نواقضِ وضو کا تفصیلی بیان

مذی اور ودی کے احکام

نواقضِ وضو (1) پیشاب وپاخانہ کرنے کے بعد وضو ٹوٹ جاتا ہے

نواقضِ وضو (2) پیشاب کے قطرے خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

نواقضِ وضو (3) ہوا خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے:

نواقض وضو (4) گہری نیند سے اٹھنے کے بعد وضو ٹوٹ جاتا ہے:

نواقضِ وضو (5) شرمگاہ کو اگر ہاتھ لگ جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے:

نواقض وضو (8) آگ پر پکی ہوئی چیز کھانا

ناقض وضوء (9) پاگل پن یا بے ہوشی یا شراب کی وجہ سے عقل کا زائل ہونا

الفصل الرابع مالا ینقض الوضوء (چوتھی فصل) وہ چیزیں جن سے وضو نہیں ٹوٹتا

وضوء سے متعلق دیگر مسائل

(1) کیا قے اور نکسیر سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

(2) قے کرنے کے بعد وضو کرنے کا مسئلہ

(3) کیا عورت (بیوی) کو چھونے یا بوسہ لینے سے وضو ٹوٹتا ہے؟

(4) جنازے کو کندھا دینے کے بعد وضو

(5) کیا قہقہہ لگا کر ہنسنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

وہ امور جن پر وضوء کا حکم ہے

الفصل الخامس وہ چیزیں جن پر وضو کرنا مستحب ہے (تفصیلی معلومات)

1۔ ہر نماز کے لئے نیا وضو

2۔ دوبارہ جماع کرنے کے لئے وضو کرنا مستحب ہے

3۔ جماع کے بعد سونے سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے

4۔ جنبی کا بغیر وضو سونا

5۔ حالتِ جنابت میں کھانے پینے سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے

6۔ وضو کے بجائے صرف ہاتھ دھو لینا بھی کافی ہے

7۔ غسل سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے

8۔ سونے سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے

9۔ سونے کے لئے وضو کے بجائے ہاتھ منہ دھونا

10۔ تلاوت قرآن کے لئے وضوء کب مستحب ہے اور کب واجب یہ جاننا ضروری ہے

11۔ حائضہ اور جنبی کے لئے تلاوتِ قرآن کے بارے میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں

12۔ بغیر وضو قرآنِ مجید کی تلاوت، ذکر واذکار، اور بغیر وضو سلام کرنے اور سلام کا جواب دینے کا حکم

13۔ حفظ کرنے والے بچوں کا بغیر وضو قرآن کو ہاتھ لگانے کا حکم

14۔ جب بھی وضو ٹوٹے وضو کرنا مستحب ہے

15۔ طوافِ کعبہ کے لئے وضو

متفرق مسائل (بعض قدیم وجدید مسائل وضوء)

مصنوعی چیزوں کا استعمال اعضاء وضوء پر اور اسکا کا حکم

مسواک کے مسائل

مسح کے احکامات ومسائل





بسم الله الرحمن الرحيم

مُقَدِّمَة

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ، وَسَلَّمَ تَسْلِيماً كَثِيراً، أَمَّا بَعْدُ:

طہارت (پاکیزگی) کی اہمیت اسلام میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے، اور نماز (صلوۃ) کے قبول ہونے کے لیے ایک لازمی شرط ہے۔ حدیث میں آیا ہے:

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: " لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ، وَلَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُولٍ))

"سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالی کوئی بھی نماز بغیر پاکی (وضو) کے اور کوئی بھی صدقہ چوری کے مال سے قبول نہیں کرتا"۔

(تخریج الحدیث: « صحیح مسلم / الطہارة 2 (224)، سنن الترمذی / الطہارة 1 (1)، (تحفة الأشراف: 7457)، وقد أخرجہ: مسند احمد (2/20، 39، 51، 57، 73) (صحیح) »)

فقہ اسلامی میں طہارت کے باب میں ازالہ نجاست اور رفع حدث کے مسائل انتہائی اہمیت کے حامل ہیں کیونکہ یہ عبادات کی صحت اور قبولیت سے جڑے ہوئے ہیں، ایک مسلمان کے جسم، لباس اور جگہ پر کسی بھی قسم کی نجاست (ناپاکی) اور حدث (نجاست یا ناپاکی کی حالت) کا پایا جانا مسلمان کی طہارت (پاکیزگی) میں خلل پیدا کر سکتا ہے اور اس کی وجہ سے اس کی نماز، روزہ، اور دیگر عبادات متاثر ہو سکتے ہیں اسلام میں طہارت کی بڑی اہمیت ہے اور یہ بنیادی شرط ہے نماز کی ادائیگی کے لئے، قرآن مجید میں

اللہ سبحانہ وتعالی ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾

(سورۃ البقرۃ، سورۃ نمبر 2، آیت نمبر: 222)

"اللہ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے"۔

اور ایک حدیث میں ہے سیدنا ابو مالک الاشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((الطُّهُورُ شَطْرُ الإِيمَانِ))

"پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے"

(صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، بَابُ فَضْلِ الْوُضُوءِ: وضو کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر: 223[534])

لغوی اعتبار سے نجاست کا معنیٰ گندگی ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے (تنجس الشيء) یعنی کہ چیز ناپاک ہوگئی، گندی ہوگئی، ازالہ نجاست سے مراد ناپاکی یا نجاست کو دور کرنا ہے یعنی کسی بھی جگہ یا جسم پر جو بھی ناپاکی لگی ہوئی ہو جیسا کہ پیشاب پاخانہ وغیرہ یا دیگر ناپاک چیزیں لگی ہوئی ہوں تو انہیں دور کرنا ضروری ہے تاکہ ایک مسلمان عبادات میں شامل ہونے کے قابل ہو جائے چنانچہ قرآن اور حدیث میں طہارت کو بڑی اہمیت دی گئی ہے، اس لیے ازالہ نجاست ایک بنیادی عمل ہے جو عبادات سے قبل کی حالت ہے۔

رفع حدث سے مراد وہ عمل ہے جس سے انسان کے جسم سے حکمی ناپاکی یا نجاست دور ہو جائے اور وہ عبادت کے قابل بن سکے۔

حدث وہ حالت ہوتی ہے جو شرعی اعتبار سے رکاوٹ ہو نماز جیسی عبادت ادا کرنے کے لئے، جیسے پیشاب یا پاخانہ کرنا، حیض یا نفاس کا آنا وغیرہ۔ حدث اصغر کی وجہ سے وضو کرنا ضروری ہوتا ہے تاکہ وہ نماز جیسی عبادات کے لیے تیار ہو سکے اور حدثِ اکبر کی وجہ سے غسل کرنا ضروری ہوتا ہے تاکہ وہ نماز جیسی عبادات کے لیے تیار ہو سکے، وضو، غسل دونوں سے شرعی عذر کی بنیاد پر عاجز ہونے کی وجہ سے اسکا بدل بتایا گیا ہے تیمم اور تیمم وہ طریقے ہیں جس کے ذریعہ رفع حدث کیا جا سکتا ہے۔

قرآن و حدیث میں وضو اور غسل کے اصول واضح طور پر بیان کیے گئے ہیں جیسا کہ اللہ تعالی قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا﴾

(سورۃ المائدۃ، سورۃ نمبر 5، آیت نمبر:6)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھو لو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک (دھولو) اور اگر جنبی ہو تو غسل کر لو"۔

ازالہ نجاست اور رفع حدث کی بڑی اہمیت ہے، اسلام میں، طہارت اور پاکیزگی لازم ہے۔

زیرِ نظر کتاب کی خصوصیات

"سلسلہ فقہ الحدیث، کتاب الطہارۃ، فقہ الطہارۃ بازالۃ النجاسۃ ورفع الحدث"

یہ کتاب پانچ جلدوں پر مشتمل ہے پہلی اور دوسری جلد "ازالہ نجاست" پر مشتمل ہے، تیسری، چوتھی اور پانچویں جلد "رفع حدث" پر مشتمل ہے اور کتاب کبار علماء کے راجح فقہی فیصلوں کا ڈاکیومنٹ ہے:

1) فقہ مقارن اور الفقہ الراجح بالدلیل کے نقولات۔

2) مبتدئین طلبۂ فقہ کو فقہ کی چاشنی کا ذائقہ چکھنے کا سنہرا موقع۔

3) مبتدئین طلبۂ حدیث کو تخریج و علم الرواۃ کے علم کی تشویق کی ایک پہل۔

4) بعض مقامات پر اہم فقہی مباحث میں المغنی، المجموع للنووی، بدائع الصنائع، بدایۃ المجتہد "الفقہ علی المذاهب الأربعة" للشیخ عبد الرحمن بن محمد عوض الجزیری مصری رحمہ اللہ (المتوفی:1360ھ) کے دور سے پہلے کی کتابوں سے مذاہب اربعہ کے معتبر فقہاء کے کتب سے اقتباسات نقل کر کے اسکا ترجمہ پیش کیا گیا ہے، کیونکہ اہل علم نے ہمیں درس میں بتایا کہ علامہ الجزیری رحمہ اللہ نے "الفقہ علی

المذاهب الأربعة" کتاب میں اقوال ائمہ کی نسبت میں چوک کی ہے لہذا وہ غیر معتمد ہے حوالوں میں، لہذا میں نے اصل مصادر سے اقوال کی نسبت نقل کر کے ان اقتباسات کے ترجمہ کئے ہیں جس کے لئے کئی مہینے لگ گئے اور کمر توڑ محنت لگی اور مشینی ترجمہ سے اطمئنان حاصل نہیں ہوتا ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا﴾۔

5) امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے کتب کا مراجعہ، فقہ حنفی کی نسبت کے لئے، امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح السنۃ، امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ کی کتب، وسنن الترمذی، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال وغیرہ جو پانچویں صدی سے پہلے کے کتب ہیں ان کے حوالوں کا اہتمام شامل ہے۔

6) جدید وقدیم مسائل وفتاوی کے لئے کبار علماء کے تحقیقی مقالات کا اندراج۔

ازالہ نجاست اور رفع حدث کے موضوعات کا جامع احاطہ:

زیر نظر کتاب میں ازالہ نجاست اور رفع حدث کے تمام ضروری مسائل کا جامع احاطہ کیا گیا ہے مثلاً: وضو، غسل، تیمم، حیض ونفاس اور استحاضہ کی حالت میں طہارت اور ناپاکی کی مختلف اقسام اور اس بابت پائے جانے والے مختلف فقہی آراء اور اس کی وضاحت شامل کی گئی ہیں تاکہ قارئین کو اس سے متعلق مختلف فیہ مسائل سمجھنے اور ارجح جاننے میں آسانی ہو۔

مختلف فقہی آراء کی اہمیت اور افادیت:

زیر نظر کتاب میں فقہائے کرام رحمہم اللہ کے درمیان پائے جانے والے مختلف اقوال کو بھی نقل کیا گیا ہے جیسے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام داود ظاہری رحمۃ اللہ علیہ کی آراء کا موازنہ کیا گیا ہے تاکہ قارئین مختلف مکاتب فکر کو سمجھ سکیں اور ان کے سبب الخلاف کو جانے (إذا عُرف السبب بطَل العجب) اور ترجیح بالدلیل کا مزاج اپنائے، اس بارے میں قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس کی روشنی میں مختلف آراء پیش کی گئی ہیں۔

اس کتاب کو تیار کرنے کے لئے 6 سال کیوں لگے؟

اسکے جواب کا اندازہ اسی وقت ہو گا جب 5 جلدوں کی اس ضخیم کتاب کو گہرائی کے ساتھ پڑھا جائیگا ان شاء اللہ، کئی ماہ تو دن کے ساتھ مکمل راتیں بھی لگ گئیں الحمد للہ، چار مسالک کے فقہی اقوال جمع کر کے اردو میں ترجمہ کرنا مقارنہ اور ترجیح تک پہنچنے کے لئے، سارے جدید اور قدیم مصادر و کتب کا مطالعہ کرنا یہ کافی وقت طلب کام ہے، اللہ ہی کا فضل کہ یہ اسکی توفیق سے ممکن ہو سکا۔﴿ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ﴾۔

اس کتاب کا اجمالی تعارف مندرجہ ذیل ہے

عصر حاضر میں طہارت کے مسائل:

یہ کتاب عصر حاضر کے حالات میں طہارت کے مسائل پر بھی روشنی ڈالتی ہے، جیسے جدید طبی مسائل، طبی طریقہ کار، اور انسانی جسم کی صفائی سے متعلق مسائل، جو ازالہ نجاست اور رفع حدث میں اہمیت رکھتے ہیں۔

طہارت عبادات کی صحت اور قبولیت کا اولین ذریعہ:

ازالہ نجاست اور رفع حدث کے قدیم وجدید مسائل اور فتوے:

کتاب میں قدیم وجدید مسائل اور ان کے حل کے لیے فتویٰ بھی شامل کیے گئے ہیں۔

مستدل روایات، تحقیق اور تخریج:

ہر ایک مسئلہ میں مستدل روایات پیش کی گئی ہیں نیز روایات میں پائے جانے والے صحیح اور ضعیف کی نشاندہی بھی کر دی گئی ہے احادیث پر خصوصیت کے ساتھ محدث العصر الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی تحکیم لگائی گئی ہے اور دیگر علمائے کرام کی تحقیقات بھی نقل کی گئی ہیں اور حسب ضرورت رواۃ کا مختصر تعارف بھی پیش کیا گیا ہے تاکہ حدیث سے متعلق علمائے کرام کی تحقیقات کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

مصادر اور مراجع:

مصادر اور مراجع کا خاص اہتمام کیا گیا ہے تاکہ اگر کوئی شخص حوالوں کو کراس چیک کرنا چاہے تو آسانی کے ساتھ کراس چیک کرسکے نیز کتب اور ابوابِ کتب کا حوالہ اور ناشر کا نام بھی درج کر دیا گیا ہے تاکہ تمام حوالجات مکمل رہیں۔

مضامین کی گہرائی اور زبان کی سادگی کا امتزاج:

اس کتاب میں فنی و علمی مواد کو نہایت سادہ اور سمجھنے کے لیے آسان اردو زبان میں پیش کیا گیا ہے، اور اصل عربی متن بھی نقل کیا گیا ہے اس کتاب کے مضامین کی گہرائی اور زبان کی سادگی دونوں کا امتزاج قارئین کے لیے فائدہ مند ثابت ہوگا ان شاء اللہ۔

نظر ثانی:

اس کتاب کی چار جلدوں (1 تا 4) پر فضیلۃ الشیخ رضاء اللہ عبدالکریم المدنی حفظہ اللہ نے نظر ثانی فرمائی ہے پانچویں جلد زیر ترتیب ہے ان شاء اللہ۔

ہدیہ تشکر:

آخر میں تمام احباب کا دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں جنہوں نے دامے درمے سخنے ہمارے معاون و مددگار رہے خصوصاً فضیلۃ الشیخ رضاء اللہ عبدالکریم المدنی حفظہ اللہ کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تمام جلدوں پر نظر ثانی فرمائی اور ان تمام حضرات کا بھی میں شکر گزار ہوں جن کی ہمیں اس کام کی تکمیل میں فنی معاونت (کمپوزنگ، پروف ریڈنگ وغیرہ) حاصل رہی جیسے جناب علی اویس

صاحب اور شیخ عبدالواسع عمری حفظہ اللہ (جزاهم الله خيرا)، تمام حضرات کا میں دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں اور اللہ سبحانہ وتعالی سے دعا گو ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالی ہم سب کی اس چھوٹی سی کوشش کو قبول فرمائے، میرے لیے اور تمام معاونین کے لیے آخرت کا توشہ بنائے، آمین۔

الحمد لله رب العالمين، وصلى الله وسلم وبارك على عبده ورسوله نبينا محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دکتور ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ

تاریخ:26/مارچ/2025ء

مطابق:25/رمضان/1446ھ





نواقض الوضوء

وضوء کو توڑنے والے اور فاسد کرنے والے امور

وضوء کو توڑنے والے اور فاسد کرنے والے امور

1) پیشاب۔

2) پاخانہ کا نکلنا۔

3) ہوا خارج ہونا۔

4) مذی۔

5) ودی۔

6) دونوں راستوں شرمگاہ سے کوئی بھی چیز کا نکلنا جیسے بول و براز (پیشاپ وپاخانہ)، کیڑے کنکر یا بواسیر کا خون ہی کیوں نہ ہو۔

7) عورت کی شرمگاہ کی رطوبت سے وضوء کے لازم کی دلیل نہیں[1] [شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ]۔

---

[1] عورت کی شرمگاہ والی رطوبت وتری(1) (عضو تناسل کی نالی و مشکیزے) سے ہو تو اس سے وضوء نہیں ٹوٹتا، اور اس موقف کو ابن حزم رحمہ اللہ اور ابن عثیمین رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے۔

(1)۔ شرمگاہ کی رطوبت وتری: وہ سفید و شفاف پانی جس کے مذی اور پسینہ ہونے کے درمیان تردد واحتمال ہو۔ نووی رحمہ اللہ کی کتاب "المجموع" (570/2)۔

دلائل:

اول: کتاب اللہ کی دلیل:

اللہ تعالیٰ کے فرمان کا عام معنی ومفہوم:

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ [الحج: ٧٨]

"اور اس نے تم پر دین کے بارے میں کوئی تنگی نہیں ڈالی"

آیت سے استدلال کی صورت:

عورت کی شرمگاہ کی تری کو ناقض وضوء قرار دینے میں واضح طور پر حرج ومشقت ہے کیونکہ رطوبت وتری کا تعلق عورت کی شرمگاہ کے طبعی وفطری امور سے ہے

دوم: سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل

((عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنهَا ، قَالَتْ: "كُنَّا لَا نَعُدُّ الْكُدْرَةَ وَالصُّفْرَةَ شَيْئًا))

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ: "ہم زرد اور خیالے رنگ کو کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے۔

(صحیح بخاری / کتاب: حیض کے احکام ومسائل / باب: اس بیان میں کہ زرد اور خیالا رنگ حیض کے دنوں کے علاوہ ہو (تو کیا حکم ہے؟)۔ حدیث نمبر: 326، حدیث متعلقہ: حیض میں شمار نہیں ہوتا۔

لیکن شیخ بن باز رحمہ اللہ نے کہا وضوء کرنا ہے۔

8) پیشاب اور پاخانہ شرمگاہ کے علاوہ کسی اور راستے سے نکل جائے۔[2]

حدیث سے استدلال کی صورت:

حدیث کا عمومی معنی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنھن شرمگاہ سے نکلنے والی اس چیز کو کوئی اہمیت نہ دیتی تھیں جو حیض کے بعد نکلتا تو نجس ہونے کے اعتبار سے اور نہ ناقض وضوء ہونے کے لحاظ سے۔

سوم: اس ضمن میں وضوء کے وجوب پر دلالت کرنے والی نہ قرآن مجید کی کوئی آیت ہے نہ سنت صحیحہ ہی ہے اور نہ اجماع ثابت ہے، اس لئے شریعت وہی ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے واجب فرمایا اور جو ہمارے نبی نے ہمیں عنایت فرمایا۔

سبیلین (پیشاب اور پاخانہ والی جگہ) کے علاوہ کسی اور جگہ سے پیشاب یا پاخانہ نکلنے سے مطلق طور پر وضوء ٹوٹ جاتا ہے اور یہ حنفیہ اور حنابلہ کا مذہب ہے اور اسی کو ابن حزم، ابن تیمیۃ اور ابن عثیمین نے اختیار کیا ہے اور دائمی کمیٹی برائے فتوی نے یہی فتوی جاری کیا۔

دلائل:

اول: کتاب اللہ کی دلیل

اللہ تعالیٰ کے فرمان کا عام معنی: أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ [النساء: ٤٣]

"یا تم میں سے کوئی پاخانہ کر کے آئے"

آیت سے استدلال کی صورت:

شارع نے پاخانہ نکلنے کی جگہ کے بجائے، نکلنے والی چیز یعنی پاخانہ کا اعتبار کیا اور اس امر میں کوئی فرق نہیں کہ وہ اپنی عام ومعتاد جگہ سے نکلے یا کسی اور جگہ سے۔

دوم: سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل:

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفْرًا أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ، وَلَكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ.

سیدنا صفوان بن عسال کہتے ہیں کہ جب ہم مسافر ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیتے کہ ہم اپنے موزے تین دن اور تین رات تک، پاخانہ، پیشاب یا نیند کی وجہ سے نہ اتاریں، الا یہ کہ جنابت لاحق ہو جائے۔

(سنن ترمذی / کتاب: طہارت کے احکام ومسائل / باب: مسافر اور مقیم کے مسح کی مدت کا بیان۔ حدیث نمبر: 96، حدیث کے الفاظ ترمذی کے ہیں، نسائی (127)، ابن ماجہ (478)، احمد (4/239) (18116)۔ بخاری نے اس حدیث کو حسن قرار دیا جیسا کہ "التلخیص الحبیر" (1/247) میں ہے اور امام ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے، بیہقی فرماتے ہیں: موزوں پر مسح کی مدت کے ضمن میں وارد مرویات میں یہ سب سے زیادہ صحیح روایت ہے اور ابن العربی نے "احکام القرآن" (2/49) میں فرمایا کہ یہ حدیث ثابت ہے، نووی نے "المجموع" (1/479) میں، ابن الملقن نے "البدر المنیر" (3/9) میں اور ابن باز نے فتاوی نور علی الدرب" (5/203) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا اور البانی نے "صحیح سنن النسائی" (1/83) میں اور وادعی نے "الصحیح المسند" (504) میں اس حدیث کو حسن قرار دیا)

حدیث سے استدلال کی صورت:

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم: " ولكن من غائط وبول" پاخانہ، پیشاب یا نیند کی وجہ سے" میں اس بات کی دلیل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خارج ہونے والی چیز پاخانہ یا پیشاب کا اعتبار کیا اور اس بات سے صرف نظر فرمایا کہ اس کے نکلنے کی جگہ کیا ہے۔

9) شرمگاہ کے علاوہ سے نکلے جیسے خون یا قئی وضوء نہیں ٹوٹتا:

- [شیخ ابن باز رحمہ اللہ، شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ، فتاوی لجنہ دائمہ]۔
- مستحب ہے وضوء کرلے (الالبانی رحمہ اللہ)

10) وہ نیند جو بھاری ہو اور گہری نیند میں شمار ہو جائے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔
[شیخ البانی رحمہ اللہ کی رائے: چاہے لیٹ کر یا بیٹھ کر]۔(اگر نیند گہری نہ ہو تو وضوء نہیں ٹوٹتا
[شیخ ابن باز رحمہ اللہ، شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ])

11) عقل کا مکمل زوال یا جزئی زوال جیسے جنون، "إِغْمَاءٌ" [یا چکر کی] یا نشہ کی وجہ سے۔

12) بغیر کسی حائل کے شرمگاہ کو چھونا۔
پہلا قول: بغیر آڑ کے ڈائرکٹ چھونے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔
دوسرا قول: بغیر آڑ کے ڈائرکٹ چھونے سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔
تیسرا قول: بغیر حائل کے شہوت سے چھونے پر ہی ٹوٹتا ہے ورنہ نہیں (شیخ البانی رحمہ اللہ کا قول)۔

13) عورت کا اپنی شرمگاہ چھونے سے وضوء۔[3]

سوم: سبیلین کے علاوہ کسی اور جگہ سے نکلنے والا پیشاب اور پاخانہ، ہر لحاظ سے سبیلین سے نکلنے والے پیشاب اور پاخانہ ہی کے حکم میں ہوگا: دونوں کے مابین تفریق کا کوئی معنی و مطلب نہیں رہتا۔

چہارم: سبیل کا حکم مطلقاً یعنی محض نوعیت کا ہے: کیونکہ ان کے نکلنے کی جگہ عام و معتاد ہے، اور جب ان کی وجہ سے حکم میں حقی ہوگی تو ان دونوں جیسی دیگر جگہوں کا حکم بھی بدرجہ اولیٰ محض نوعیت کا ہونا چاہئے۔

[3] عورت کا اپنی شرمگاہ چھونا

عورت اپنی شرمگاہ کو چھوئے تو اس سے وضوء ٹوٹنے کے تئیں اہل علم کے دو مختلف قول ہیں:

پہلا قول: اس سے وضوء نہیں ٹوٹتا ہے اور یہ حنفیہ، مالکیہ اور ایک روایت کے مطابق احمد کا مذہب ہے۔

دلائل:

اول: سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل

I. ٹوٹ جاتا ہے۔

II. نہیں ٹوٹتا۔

عَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، قَالَ: خَرَجْنَا وَفْدًا حَتَّى قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْنَاهُ وَصَلَّيْنَا مَعَهُ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ، جَاءَ رَجُلٌ كَأَنَّهُ بَدَوِيٌّ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا تَرَى فِي رَجُلٍ مَسَّ ذَكَرَهُ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: " وَهَلْ هُوَ إِلَّا مُضْغَةٌ مِنْكَ أَوْ بَضْعَةٌ مِنْكَ؟ ".

سیدنا طلق بن علی کہتے ہیں کہ ہم ایک وفد کی شکل میں نکلے یہاں تک کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، اور ہم نے آپ سے بیعت کی اور آپ کے ساتھ نماز ادا کی، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ایک شخص جو دیہاتی لگ رہا تھا آیا اور اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ اس آدمی کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو نماز میں اپنا عضو تناسل چھو لے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ تمہارے جسم کا ایک ٹکڑا یا حصہ ہی تو ہے"۔

(سنن نسائی / ابواب: وضو کا طریقہ / باب: عضو تناسل چھونے سے وضو نہ کرنے کا بیان۔ حدیث نمبر: 165، حدیث کے الفاظ سنن نسائی کے ہیں، سنن ابی داود / کتاب: طہارت کے مسائل / باب: عضو تناسل چھونے سے وضو نہ کرنے کی رخصت کا بیان۔ حدیث نمبر: 182، سنن الترمذی / فیہ 62 (85) مختصرا، سنن ابن ماجہ / فیہ 64، 483، (تحفۃ الأشراف: 5023 البانی نے " صحیح سنن النسائي" (165) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

حدیث سے استدلال کی صورت:

فرمان نبوی ﷺ

فرمان نبوی ﷺ " وہ تمہارے جسم کا ایک ٹکڑا یا حصہ ہی تو ہے؟!" میں ایک ایسی علت ہے جو زائل نہیں ہو سکتی، اور اس چیز میں مرد اور عورت کے مابین کوئی فرق نہیں۔

دوم: نصوص میں محض شرمگاہ چھونے کا ذکر وارد ہے: اس لیے حکم اس کے ماسوا جو کچھ ہو وہ اپنی اصل یعنی طہارت پر باقی رہے گا اور وضوء نہیں ٹوٹے گا اور اس بنیادی اصول سے اسی وقت نکلیں گے جب (وضوء ٹوٹنے کی) کوئی یقینی دلیل موجود ہو۔

دوسرا قول: عورت کا اپنی شرمگاہ چھونا نقض وضوء ہے اور یہ شافعیہ اور حنابلہ کا مذہب ہے اور اسی کو ابن باز نے اختیار کیا۔

اول: سنت رسول ﷺ کی دلیل

((عن عبد اللهِ بن عمرو رضي اللهُ عنهما: أنَّ النبيَّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم قال: ((أيُّما رجلٍ مسَّ فرجَه، فليتوضَّأْ، وأيُّما امرأةٍ مسَّت فرجَها، فلتتوضَّأْ))

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جو مرد اپنی شرمگاہ چھوئے تو اس کو وضوء کرنا چاہیے اور جو عورت اپنی شرمگاہ چھوئے تو اس کو بھی وضوء کرنا چاہیے۔"

(اس حدیث کو امام احمد نے (7076) بیان کیا ہے، اور ابن حجر نے "موافقة الخبر الخبر" (1/400) میں اس حدیث کو حسن کہا اور البانی نے " صحیح الجامع" (2725) میں اس حدیث کو صحیح کہا)

دوم: مرد کا اپنی شرمگاہ چھونے سے وضوء ٹوٹ جانے پر قیاس کرتے ہوئے۔

14) دوسرے کی شرمگاہ کو چھویا اگر وہ شخص بڑی عمر کا ہو یا چھوٹا ہو، مرد یا عورت:[4]

I. قول اول: ٹوٹ جاتا ہے۔

II. قول ثانی: نہیں ٹوٹتا۔

15) سرین اور خصیتین (فوطے) کو چھونا۔[5]

---

[4] کسی غیر مرد یا عورت (بڑے یا چھوٹے) کی شرمگاہ چھونے کے ضمن میں علماء کے دو مختلف قول ہیں:

پہلا قول: کسی غیر مرد یا عورت چاہے وہ بڑا یا چھوٹا، اس کی شرمگاہ چھونے سے مطلق طور پر وضوء ٹوٹ جاتا ہے؛ اور یہ شافعیہ اور حنابلہ کا مذہب ہے اور اسی کو ابن باز رحمہ اللہ نے اختیار کیا۔

اس کی درج ذیل وجوہات ہیں:

اول: غیر کی شرمگاہ جس کا چھونا اس کے لئے حرام ہے۔ چھونے سے شہوت برانگیختہ ہونے کا زیادہ باعث ہوتا ہے۔

دوم: کبھی انسان کو دوسرے کی شرمگاہ چھونے کی ضرورت پیش آتی ہے، اس لئے اگر خود کی شرمگاہ چھونے سے وضوء ٹوٹ جائے تو دوسرے کی شرمگاہ چھونے سے بدرجہ اولی وضوء ٹوٹ جائے گا۔

دوسرا قول: کسی غیر مرد یا عورت، چاہے وہ بڑا یا چھوٹا، اس کی شرمگاہ چھونے سے مطلق طور پر وضوء نہیں ٹوٹتا؛ اور یہ حنفیہ اور ظاہریہ کا مذہب ہے۔

دلائل:

اول: سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل

عنْ بُسرة بنتِ صَفْوان رضي الله عنها، أنَّها سمِعتْ رسُول الله صلَّى اللهُ عليْه وسلَّم يقُولُ: "منْ مسَّ ذكرهُ فلْيتوضَّأْ."

سیدہ بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "جو اپنا عضو تناسل چھوئے وہ وضو کرے"۔

(سنن ابي داود / کتاب: طہارت کے مسائل / باب: عضو تناسل چھونے سے وضو ٹوٹ جانے کا بیان۔ حدیث نمبر: 181، سنن الترمذی / الطھارۃ 61 (82)، سنن النسائی / الطھارۃ 118 (163)، الغسل 30 (445)، سنن ابن ماجہ / الطھارۃ 63 (479)، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

حدیث سے استدلال کی صورت:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آلہ تناسل کے چھونے سے وضوء کرنے کا حکم فرمایا نہ کہ کسی اور کا چھونے سے، اور یہ ایسی علت ہے جس کے معنی کا ادراک عقل نہیں کر سکتی، اس لئے اس کو دوسرے پر قیاس کرنا ممکن نہیں ہے۔

دوم: بنیادی اصول وہی ہے جس پر اجماع منعقد ہے کہ: وضوء کا ٹوٹنا اجماع یا کسی دلیل کا احتمال نہ رکھنے والی محقق سنت ہی کی بناء پر ہوگا، اس لئے ہم اس بنیادی اصول سے اسی وقت ہٹیں گے جب (وضوء ٹوٹ جانے کی) کوئی یقینی دلیل وارد ہو۔

[5] دبر یعنی پاخانہ والی جگہ چھونا

پاخانہ والی جگہ چھونے سے وضوء ٹوٹنے کے ضمن میں اہل علم کے دو مختلف قول ہیں:

پہلا قول: ذکر چھونے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے: اور یہ شافعیہ اور حنابلہ کا مذہب ہے اور سلف کی ایک جماعت اسی کی قائل ہے اور اسی کو شوکانی اور ابن حزم نے اختیار کیا ہے۔

سنت نبوی ﷺ کی دلیل:

((عن عبد اللهِ بنِ عمرو رضي اللهُ عنهما: أنّ النبيّ صلّى اللهُ عليه وسلّم قال: ((أيّما رجلٍ مسّ فرجَه، فليتوضّأ، وأيّما امرأةٍ مسّت فرجها، فلتتوضّأ))

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جو مرد اپنی شرمگاہ چھوئے تو اس کو وضوء کرنا چاہیے اور جو عورت اپنی شرمگاہ چھوئے تو اس کو بھی وضوء کرنا چاہیے۔

(اس حدیث کو امام احمد نے (7076) میں، ابن الجارود نے (19) میں، طحاوی نے "شرح معانی الآثار" (454) میں، دارقطنی نے (1/147) میں اور بیہقی نے (652) میں روایت کیا ہے۔ بخاری فرماتے ہیں جیسا کہ "علل الترمذی" (ص: 49) میں ہے: (شرمگاہ چھونے کے تئیں سیدنا عبد اللہ بن عمرو کی حدیث میرے نزدیک صحیح ہے)۔ اور ذہبی نے "تنقيح التحقيق" (1/60) میں اس حدیث کی اسناد کو قوی قرار دیا اور ابن الملقن نے "البدر المنیر" (2/477) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا اور ابن حجر نے "موافقة الخبر الخبر" (1/400) میں اس حدیث کو حسن کہا اور البانی رحمہ اللہ نے "صحیح الجامع" (2725) میں اس حدیث کو صحیح کہا)

حدیث سے استدلال کی صورت:

دبر شرمگاہ ہے کیونکہ وہ بیت کا شگاف ہے۔

دوسرا قول: دبر چھونے سے وضوء نہیں ٹوٹتا: اور یہ حنفیہ، مالکیہ، ظاہریہ اور ایک روایت کے مطابق حنابلہ کا مذہب ہے اور سلف کی ایک جماعت اسی کی قائل ہے۔

دلائل:

اول: سنت نبوی ﷺ کی دلیل

عَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ رضي الله عنه ، قَالَ: خَرَجْنَا وَفْدًا حَتَّى قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْنَاهُ وَصَلَّيْنَا مَعَهُ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ، جَاءَ رَجُلٌ كَأَنَّهُ بَدَوِيٌّ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا تَرَى فِي رَجُلٍ مَسَّ ذَكَرَهُ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ:" وَهَلْ هُوَ إِلَّا مُضْغَةٌ مِنْكَ أَوْ بَضْعَةٌ مِنْكَ ؟ ".

سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک وفد کی شکل میں نکلے یہاں تک کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، اور ہم نے آپ سے بیعت کی اور آپ کے ساتھ نماز ادا کی، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ایک شخص جو دیہاتی لگ رہا تھا آیا اور اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ اس آدمی کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو نماز میں اپنا عضو تناسل چھوئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ تمہارے جسم کا ایک ٹکڑا یا حصہ ہی تو ہے"۔

(سنن نسائی / ابواب: وضو کا طریقہ / باب: عضو تناسل چھونے سے وضو نہ کرنے کا بیان۔ حدیث نمبر: 165، حدیث کے الفاظ سنن نسائی کے ہیں۔ سنن ابی داود / کتاب: طہارت کے مسائل / باب: عضو تناسل چھونے سے وضو نہ کرنے کی رخصت کا بیان۔ حدیث نمبر: 182، سنن الترمذی / فیہ 62 (85) مختصرا، سنن ابن ماجہ فیہ 64، 483 (تحفۃ الأشراف: 5023)، مسند احمد 4/22، 23، (16338)، ابن حبان (3/403) (1120)۔ ابن المدینی نے فرمایا جیسا کہ طحاوی کی "شرح معانی الآثار" (1/76) میں ہے: یہ بُسْرَة کی حدیث سے زیادہ عمدہ ہے، طحاوی نے "شرح معانی الآثار" (1/76) میں اور ابن حزم نے "المحلی" (1/238) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا اور ابن القطان نے "بیان الوهم والإیهام" (4/144) میں اس حدیث کو حسن قرار دیا اور ابن حجر نے "فتح الباري" (1/306) میں اس حدیث کو صحیح یا حسن قرار دیا اور محمد ابن عبد الہادی نے "التعليقة على العلل" (83) میں اس حدیث کو حسن یا صحیح کہا اور البانی نے " صحیح سنن النسائی" (165) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

I. قول اول: وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

II. قول ثانی: وضوء نہیں ٹوٹتا۔

16) عورت کو چھونے سے

I. قول اول ٹوٹ جاتا ہے۔

II. قول ثانی: نہیں ٹوٹتا اگرچہ شہوت سے چھوا ہو (یہی راجح ہے)

III. قول ثالث: شہوت سے چھوئے تو ٹوٹ جاتا ہے۔

17) غسل میت سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔ البتہ مستحب ہے۔

18) نماز میں قہقہ سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔ (حدیث ضعیف ہے)

19) اونٹ کا گوشت کھانے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔

20) پکی ہوئی چیز پر وضوء ٹوٹنے کے متعلق والا حکم منسوخ ہے

حدیث سے استدلال کی صورت:

آلہ تناسل جس طرح انسانی جسم کا ایک حصہ ہے، یہی معاملہ دبر کا بھی ہے؛ اس لئے دبر چھونے سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔

دوم: عضو تناسل چھونے سے وضوء کے واجب ہونے کے خصوص وارد ہیں نہ کہ دبر چھونے کے، اس لئے بنیادی اصول یہی ہے کہ طہارت باقی ہے اور وضوء نہیں ٹوٹتا، اور ہم اس بنیادی اصول سے اسی صورت میں نکلیں گے جب کوئی یقینی دلیل وارد ہو۔

دونوں خصیوں، چوتڑوں اور چڈھوں کے اطراف کے دونوں جانبین کو چھونا؟

خصیوں، چڈھا کے اطراف کے دونوں جانبین (مثل جمع ہونے کی جگہ) اور چوتڑوں کے چھونے سے وضوء نہیں ٹوٹتا اور اس پر چاروں فقہی مذاہب: حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کا اتفاق ہے اور عام اہل علم اسی کے قائل ہیں؛ اس کی وجہ یہ ہے کہ خصیوں، چوتڑوں اور چڈھا کے اطراف کے دونوں جانبین کے چھونے کے ضمن میں کوئی ایسی دلیل وارد نہیں ہے جو شرمگاہ کے علاوہ حصوں کے ناقض وضوء ہونے پر دلالت کرے، اس لئے اصل یہی ہے کہ وضوء باقی ہے اور وضوء کی صحت ختم ہونے کا حکم کسی دلیل ہی کی بنیاد پر لگایا جائے گا۔

چوپایہ کی شرمگاہ چھونا؟

چوپایہ (درندہ کے علاوہ چوپاؤں کو کہتے ہیں) کی شرمگاہ چھونے سے وضوء نہیں ٹوٹتا ہے اور اس پر چاروں فقہی مذاہب: حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ اور حنابلہ کا اتفاق ہے، اور اکثر اہل علم اسی کے قائل ہیں۔ ابن تیمیہ نے اس مسئلہ میں اجماع نقل کیا ہے؛ اس کی وجہ یہ ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ یا صحیح قیاس سے اس بات کی کوئی دلیل نہیں ملتی کہ یہ ناقض وضوء ہے۔

21) ارتداد[6]

---

[6] مرتد ہو جانا

اسلام سے پھر جانا۔ اس ہلاکت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ۔ ناقض وضوء ہونے کے ضمن میں فقہاء کے دو مختلف قول ہیں :

پہلا قول: ارتداد ناقض وضوء ہے، یہ مالکیہ اور حنابلہ کا مذہب ہے اور ایک صورت میں یہی شافعیہ کا مذہب ہے اور سلف کی ایک جماعت اسی کی قائل ہے اور اسی کو ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ابن باز رحمہ اللہ نے اختیار کیا۔

دلائل :

کتاب اللہ کے دلائل

اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

وَمَنْ يَكْفُرْ بِالإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ [المائدة: ٥] .

"منکرین ایمان کے اعمال ضائع اور اکارت ہیں"

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ [الزمر: ٦٥] .

"یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہو جائے گا"

دونوں آیات سے استدلال کی صورت:

وضوء ایک عمل ہے اس لئے قرآن مجید کی ان دونوں آیات کی روشنی میں ارتداد سے عمل وضوء ضائع ہو جائے گا۔

دوم: سنت نبی ﷺ کی دلیل

عَنْ أَبِي مَالِكٍ الأَشْعَرِيِّ رضي اللهُ عنه ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " الطُّهُورُ شَطْرُ الإِيمَانِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلأُ الْمِيزَانَ، وَسُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلآنِ أَوْ تَمْلأُ مَا بَيْنَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ، وَالصَّلاةُ نُورٌ، وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ، وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ، وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ، كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو، فَبَائِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوبِقُهَا ."

سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے (جن کا نام حارث یا عبید یا کعب بن عاصم یا عمرو ہے) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "طہارت آدھے ایمان کے برابر ہے۔ اور "الحمدللہ" ترازو کو بھر دے گا اور "سبحان اللہ" اور "الحمدللہ" دونوں آسمانوں اور زمین کے بیچ کی جگہ کو بھر دیں گے اور نماز نور ہے اور صدقہ دلیل ہے اور صبر روشنی ہے اور قرآن تیری دلیل ہے۔ دوسرے پر یا دوسرے کی دلیل ہے تجھ پر، ہر ایک آدمی (بھلا ہو یا برا) صبح کو اٹھتا ہے پھر اپنے تئیں آزاد کرتا ہے یا اپنے آپ کو تباہ کرتا ہے۔"

(صحیح مسلم / طہارت کے احکام و مسائل / باب: وضو کی فضیلت کا بیان۔ حدیث نمبر: 223)

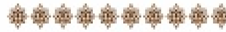
حدیث سے استدلال کی صورت:

جب پاکی آدھا ایمان ہوا اور ارتداد ایمان ہی کو باطل کر دیتا ہے تو ارتداد وضوء کو بھی باطل کر دیتا ہے کیونکہ وضوء آدھا ایمان ہے۔

دوسرا قول: ارتداد سے وضوء نہیں ٹوٹتا اور یہ حنفیہ، شافعیہ اور ایک قول کے مطابق مالکیہ کا مذہب ہے اور اسی کو ابن حزم رحمہ اللہ اور ابن عثیمین رحمہ اللہ نے اختیار کیا۔

I. ناقض وضو" ابن باز رحمہ اللہ، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ۔

22) حدثِ دائم کا شکار وضوء کے بعد حدث واقع ہو تو ناقض نہیں۔[7]



دلائل:

اول: کتاب اللہ کی دلیل:

اللہ تعالیٰ کا قول ہے: وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ [البقرة: 217].

"اور تم میں سے جو لوگ اپنے دین سے پلٹ جائیں اور اسی کفر کی حالت میں مریں، ان کے اعمال دنیوی اور اخروی سب غارت ہو جائیں گے۔ یہ لوگ جہنمی ہوں گے اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں ہی رہیں گے۔"

آیت سے وجہ دلالت:

اس آیت میں یہ دلیل ہے کہ ارتداد سے عمل ضائع نہیں ہوتا الا یہ کہ یہ ارتداد، مرتد کی موت تک ساتھ رہے۔

دوم: قرآن مجید، صحیح یا ضعیف نوعیت کی سنتوں، اجماع اور قیاس کی کوئی ایسی دلیل نہیں کہ ارتداد سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے، بلکہ علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ ارتداد سے جنابت کا غسل، حیض کا غسل اور اس کی مانند آزادی کو وضوء نہیں توڑتا تو ارتداد سے وضوء ٹوٹ جائے گا؟!

نوٹ: شیخ رضا نے ترجیح قول اول کو دی ہے کیونکہ ایمان ہی نہ رہا تو وضوء کیسے باقی رہ سکتا ہے

[7] دائمی (بے وضوء ہونا)۔

جس کو دائمی بے وضگی کا مرض لاحق ہو اور وہ وضوء کرے تو اس دائمی حدث کی وجہ سے اس کا وضوء نہیں ٹوٹے گا۔

وضو کو توڑنے والی چیزیں

نواقض الوضوء

وضو کو توڑنے والی چیزیں

نواقض کا لغوی معنی :

((النواقض واحدها ناقض، وهو اسم فاعل من نقض الشيء إذا أفسده، فنواقض الوضوء، مفسداتُه))

نواقض جمع ہے اور اس کا واحد ناقض ہے اور یہ اسم فاعل ہے نقض ینقض سے اس کا معنی ہے بگاڑ آجانا، نواقض وضو یعنی کہ وضو کو توڑنے والی چیزیں یعنی وضو کو خراب کرنے والی چیزیں۔

(کتاب المطلع علی ألفاظ المقنع لشمس الدین البعلی، صفحہ:38، الناشر: مکتبۃ السوادی)

نواقض وضو کا اصطلاحی معنی:

الشیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کا قول:

((ونواقض الوُضُوء: مفسداتُه، أي: التي إذا طرأت عليه أفسدته))

وضو کو توڑنے والی چیزیں اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ چیزیں جن سے باوضو شخص کا وضو ٹوٹ جاتا ہے کہ ایک شخص باوضو تھا لیکن وضو کو توڑنے والی چیزوں نے اس کا وضو توڑ دیا۔

(الشرح الممتع على زادالمستقنع لابن عثيمين:1/267، کتاب الطہارۃ، "باب نواقض الوضوء"، الناشر: دار ابن الجوزی)

نواقض وضو یعنی کہ وہ ان چیزوں کا بیان جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے نواقض کے بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے اس کی تفصیل آگے ہم بیان کریں گے اس عنوان کے تحت سب سے پہلے مختصر طور پر نواقض وضو بیان کروں گا اور اس کے بعد تفصیلی طور پر نواقض وضو اور موجبات پر

مفصل بحث نیز دیگر مسائل اور علمائے کرام کے اقوال، نواقضِ وضو سے جڑی تمام تفصیلات پیش کی جائیں گی ان شاء اللہ۔

نواقضِ وضو کا مختصر خاکہ:

1) حدثِ اکبر([جماع یا خروجِ منی] جنابت)، حیض ونفاس) سے غسل فرض ہو جاتا ہے لہذا جو چیزیں غسل کو فرض کر دیتی ہیں بالاجماع ان چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(سورۃ المائدۃ، سورۃ نمبر 5، آیت نمبر:6)

2) مذی اور ودی سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔(مذی:یعنی کہ عضوءِ خاص سے نکلنے والا وہ سفید پانی جو میاں بیوی کے بوس وکنار کی وجہ سے یا شہوت کے وقت شرم گاہ سے خارج ہوتا ہے، یہ مرد اور عورت دونوں میں یکساں ہے)

(صحیح البخاری:132)

3) پیشاب کا قطرہ خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(صحیح البخاری:228)

4) ہوا خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(صحیح البخاری:137)

5) پاخانہ کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(سورۃ المائدۃ، سورۃ نمبر 5، آیت نمبر:6۔ صحیح البخاری:6954)

6) (گہری) نیند سو جانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(سنن ابو داود:203، حسن)

7) شہوت سے شرمگاہ کو اگر بلا حائل ہاتھ لگ جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے ورنہ نہیں۔

(سنن النسائی:163)

8) شرمگاہ سے شرم گاہ بلا حائل مل جائے تو وضو اور غسل ٹوٹ جاتا ہے اور غسل بھی لازم ہے۔

(صحیح البخاری:291)

9) اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(صحیح مسلم:360([802])

10) عقل کے زائل ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔(یعنی کہ بیہوشی، جنون یا مرگی کی وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے)

(صحیح البخاری:687۔الاجماع لابن المنذر، رقم:2)





نواقضِ وضو کا تفصیلی بیان

نواقضِ وضو (1)

حدثِ اکبر([جماع یا خروج منی] جنابت)، حیض ونفاس) سے غسل فرض ہو جاتا ہے لہٰذا جو چیزیں غسل کو فرض کر دیتی ہیں بالاجماع ان چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔(اس کی مزید تفصیلات غسل میں ملاحظہ فرمائیں)

نواقضِ وضو (2)

مذی اور ودی سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

مرد اور عورت کی شرم گاہ سے چار چیزیں نکلتی ہیں: پیشاب، منی، مذی اور ودی، مذی شہوانی خیال یا بیوی کے ساتھ مقاربت سے قبل از خود نکل جاتی ہے البتہ ودی کے لئے یہ کہا جاتا ہے کہ یہ پیشاب سے پہلے یا پیشاب کے بعد نکلتی ہے جو چپک دار ریشہ دار سیال مادہ کے مانند ہوتا ہے چنانچہ مذی اور ودی میں غسل واجب نہیں ہوتا صرف وضو واجب ہو جاتا ہے لہٰذا جب کوئی نماز کے لئے جائے تو مذی اور ودی کو اچھی طرح دھو کر وضو کر لے تو یہ کافی ہے بعض علمائے کرام کہتے ہیں کہ مرد کے لئے عضوئے خاص کے ساتھ فوطے بھی دھونا ضروری ہیں۔اور جہاں جہاں لگے اسکو دھونا ہے۔

مذی اور ودی کا مفہوم :

مذی:یعنی کہ عضوِء مخصوص سے نکلنے والا سفید پانی میاں بیوی کے بوس وکنار کی وجہ سے شرم گاہ سے خارج ہونے والا پانی۔مذی شہوانی جذبات اور کبھی بغیر شہوت کے اور بیماری کے سبب سے بھی نکلتی ہے یہ شرط نہیں ہے کہ میاں بیوی کے بوس وکنار کی وجہ سے ہی خارج ہو۔

ودی:یعنی کہ پیشاب سے پہلے یا بعد میں نکلنے والا وہ مادہ جو چپک دار، چپچپا سیال پانی کا،سا ہوتا ہے بعض نے اس کو پیشاب کے قطروں سے بھی تعبیر کیا جو اکثر اوقات پیشاب کرنے کے کچھ وقت بعد نکلتے ہیں۔ مذی ہو یا ودی دونوں حالتوں میں وضو لازم ہو جاتا ہے اور غسل منی کے اخراج کے بعد ہی واجب ہوتا ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ کا قول:

مذی کے بارے میں امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

((الْمَذْيُ مَاءٌ أَبْيَضُ دَقِيقٌ لَزِجٌ يَخْرُجُ عِنْدَ شَهْوَةٍ وَلَا بِشَهْوَةٍ وَبِلَا دَفْقٍ وَلَا يَعْقُبُهُ فُتُورٌ وَرُبَّمَا لَا يُحَسُّ بِخُرُوجِهِ وَيَكُونُ ذَلِكَ لِلرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ وَهُوَ فِي النِّسَاءِ أَكْثَرُ مِنْهُ فِي الرِّجَالِ وَاللهُ أَعْلَمُ))

سفید پتلے چپکنے والے پانی کو مذی کہتے ہیں یہ اس وقت نکلتا ہے جب (مرد یا عورت) کو شہوت ہوتی ہے یا کبھی یہ بغیر شہوت کے بھی نکلتا ہے مگر شدت اور زور اس میں پر نہیں ہوتا، جب کسی کو مذی لاحق ہوتی ہے تو اس کو تھکان محسوس نہیں ہوتی اور بعض وقت مذی کے اخراج کا پتہ بھی نہیں چلتا مرد اور عورت دونوں میں یہ چیز پائی جاتی ہے اور مردوں کی بہ نسبت عورتوں میں یہ زیادہ پائی جاتی ہے۔

(المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج للنووی:3/213، کتاب الحیض، باب المذی، الناشر: دار احیاء التراث العربی، بیروت)

امام نووی رحمہ اللہ مزید مذی کے بارے میں کہتے ہیں:

((أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلَى نَجَاسَةِ الْمَذْيِ وَالْوَدْيِ))

اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ مذی اور ودی نجس ہے۔

(الجموع شرح المہذب للنووی:2/552، کتاب الحیض، "باب إزالة النجاسة"، الناشر: ادارة الطباعة المنیریة، القاہرة)

الشیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کا قول:

((الفرق بين المني والمذي، أن المني غليظ له رائحة، ويخرج دفقا عند اشتداد الشهوة وأما المذي فهو ماء رقيق وليس له رائحة المني، ويخرج

بدون دفق ولا يخرج أيضا عند اشتداد الشهوة بل عند فتورها إذا فترت تبين للإنسان))

منی اور مذی میں یہ فرق ہے کہ منی گاڑھی ہوتی ہے اور یہ بدبودار ہوتی ہے اور شہوت کے اختتام پر زور سے اچھل کر نکلتی ہے البتہ مذی پتلی پانی کے جیسی ہوتی ہے اور اس میں بدبو بھی نہیں پائی جاتی اور نہ یہ منی کی طرح زور سے اچھل کر نکلتی ہے اور مذی شدتِ شہوت کے وقت نہیں نکلتی البتہ شہوت کے ٹھنڈے پڑ جانے کے وقت نکلتی ہے لہذا جب شہوت جاتی رہے تو مذی کے نکلنے کا احساس ہوتا ہے۔

((أما الودي فإنه عصارة تخرج بعد البول نقط بيضاء في آخر البول))

(الودي) عام طور پر ودی کو قطرہ یا دھات کہا جاتا ہے، پیشاب کے بعد آنے والے سفید پانی کے قطروں کو ودی کہا جاتا ہے۔

(مجموع فتاویٰ ورسائل لابن عثیمین: 11/222، "باب الغسل 129) وسئل الشيخ: عن الفرق بين المني والمذي والودي ؟"، الناشر: دار الوطن، دار الثریا)



مذی اور ودی کے احکام

نماز کے لیے وضو فرض ہے

نماز کے لئے طہارت یعنی کہ وضو واجب ہے جیسا کہ سیدنا عبد اللہ ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ))

"کہ نماز مکمل پاکی کے بغیر قبول نہیں ہوتی"۔

(صحیح مسلم:224([353])

نماز کے لئے پاکیزگی اختیار کرنا شرط ہے لہذا بعض علمائے کرام کہتے ہیں کہ مذی اور ودی یہ دونوں پیشاب کے حکم میں آتے ہیں البتہ ان کے لاحق ہونے کے حالات مختلف ہیں ،لہذا مذی یا ودی کے اخراج پر وضو ٹوٹ جاتا ہے چنانچہ جس کسی مرد یا عورت کو یہ چیز لاحق ہو انہیں نیا وضو بنانا پڑے گا اور اپنی شرم گاہ کو دھونا یا چھینٹے مارنا پڑے گا ان کے دلائل حسب ذیل ہیں۔

پہلی دلیل:(حدیثِ علی رضی اللہ عنہ)

مذی نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اس کے لئے غسل کی ضرورت نہیں شرم گاہ کو دھو کر یا اس پر پانی کے چھینٹے مار کر وضو کر لینا کافی ہے، محمد ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً، فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ أَنْ يَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: فِيهِ الْوُضُوءُ))

کہ میں ایسا شخص تھا جسے جریان مذی کی شکایت تھی، تو میں نے (اپنے شاگرد) سیدنا مقداد بن اسود کو حکم دیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کریں، تو انہوں نے آپ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس (مرض) میں غسل نہیں ہے (ہاں) وضو فرض ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الوضوء، "بَابُ مَنِ اسْتَحْيَا فَأَمَرَ غَيْرَهُ بِالسُّؤَالِ-اس بیان میں کہ مسائل شرعیہ معلوم کرنے میں جو شخص (کسی معقول وجہ سے) شرمائے وہ کسی دوسرے آدمی کے ذریعے سے

مسئلہ معلوم کر لے،حدیث نمبر :132(178، 269)۔و صحیح مسلم:303[696]۔وجامع الترمذی:114۔وسنن ابوداود:206۔وسنن النسائی:152وسنن ابن ماجہ:504)

اس حدیث کا ایک اور اہم نکتہ :

اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ علمائے کرام سے جب سوال کیا جاتا ہے تو اپنا سوال دوسروں کے ذریعے سے بھی کرنا جائز ہے جیسا کہ سیدنا علی جو داماد رسول ہیں سیدہ فاطمہ الزہرا کے شوہر ہیں تو اس وجہ سے سیدنا علی نے سیدنا مقداد بن اسود کے ذریعے سے سوال دریافت کیا تھا اور مسئلے کا حل پوچھا تھا بعض دوسری احادیث میں سیدنا عمار کے ذریعے سے سوال کرنے کا ذکر بھی ہے نیز جس وقت سیدنا مقداد بن اسود نے نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تو وہاں پر سیدنا علی موجود تھے اسی بنیاد پر علمائے کرام نے اپنا سوال دوسروں کے ذریعے سے پوچھنے کی اجازت دی ہے۔

دوسری دلیل:(حدیث سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ)

سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

((كُنْتُ أَلْقَى مِنَ الْمَذْيِ شِدَّةً وَعَنَاءً فَكُنْتُ أُكْثِرُ مِنْهُ الْغُسْلَ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَأَلْتُهُ عَنْهُ، فَقَالَ: " إِنَّمَا يُجْزِئُكَ مِنْ ذَلِكَ الْوُضُوءُ " ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ بِمَا يُصِيبُ ثَوْبِي مِنْهُ؟ قَالَ: " يَكْفِيكَ أَنْ تَأْخُذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَتَنْضَحَ بِهِ ثَوْبَكَ حَيْثُ تَرَى أَنَّهُ أَصَابَ مِنْهُ))

کہ مجھے مذی کی وجہ سے پریشانی اور تکلیف سے دوچار ہونا پڑتا تھا، میں اس کی وجہ سے کثرت سے غسل کیا کرتا تھا، میں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا اور اس سلسلے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے لیے تمہیں وضو کافی ہے، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! اگر وہ کپڑے میں لگ جائے تو کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو ایک چلو

پانی لے اور اسے کپڑے پر جہاں جہاں دیکھے کہ وہ لگی ہے چھڑک لے یہ تمہارے لیے کافی ہو گا۔

((هٰذا حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاق فِي الْمَذْيِ مِثْلَ هَذَا، وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْمَذْيِ يُصِيبُ الثَّوْبَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا يُجْزِئُ إِلَّا الْغَسْلُ، وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ ، وَإِسْحَاق، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: يُجْزِئُهُ النَّضْحُ، وقَالَ أَحْمَدُ: أَرْجُو أَنْ يُجْزِئَهُ النَّضْحُ بِالْمَاءِ))

یہ حدیث حسن صحیح ہے، ہم مذی کے سلسلہ میں اس طرح کی روایت محمد بن اسحاق کے طریق سے ہی جانتے ہیں، کپڑے میں مذی لگ جانے کے سلسلہ میں اہل علم میں اختلاف ہے، بعض کا قول ہے کہ دھونا ضروری ہے، یہی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، اور بعض اس بات کے قائل ہیں کہ پانی چھڑک لینا کافی ہو گا، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مجھے امید ہے کہ پانی چھڑک لینا کافی ہو گا۔

(جامع الترمذی: کتاب الطہارۃ، "بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَذْيِ يُصِيبُ الثَّوْبَ- کپڑے میں مذی لگ جانے کا بیان" حدیث نمبر: 115، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ تخريج الحديث: «سنن ابى داود/ الطهارة83(210)، سنن ابن ماجه/الطهارة70(506)، (تحفة الأشراف: 4664)، مسند احمد (3/485)، سنن الدارمي/الطهارة 49 (750) [حسن])

تیسری دلیل: (عبد اللہ بن سعد رضی اللہ عنہ)

سیدنا عبد اللہ بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَّا يُوجِبُ الْغُسْلَ، وَعَنِ الْمَاءِ يَكُونُ بَعْدَ الْمَاءِ، فَقَالَ:" ذَاكَ الْمَذْيُ، وَكُلُّ فَحْلٍ يمْذِي، فَتَغْسِلُ

مِنْ ذَلِكَ فَرْجَكَ وَأُنْثَيَيْكَ وَتَوَضَّأْ وُضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ))

"کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس چیز کے بارے میں پوچھا جو غسل کو واجب کرتی ہے، اور وہ پانی جو پانی کے بعد نکلتا ہے؟ (یعنی پیشاب کے بعد اس کا کیا حکم ہے) تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ مذی ہوتی ہے، اور ہر نر (مرد) کی مذی نکلتی ہے، لہٰذا تم اپنی شرمگاہ اور اپنے دونوں فوطوں کو دھوڈالو، اور وضو کرو جیسے نماز کے لیے وضو کرتے ہو۔"

(سنن ابوداود، کتاب الطهارة، "باب فِي الْمَذْيِ - مذی کا بیان"، حدیث نمبر: 211، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ تخریج الحدیث: «تفرد بہ أبو داود، (تحفة الأشراف: 5328)، وقد اخرجہ: سنن الترمذی / الطهارة 100 (133)، سنن ابن ماجہ / الطهارة 130 (651)، مسند احمد (4/342، 5/293)(صحیح)»)

مذی جب خارج ہو جاتی ہے تو اس وقت وضو ٹوٹ جاتا ہے لہذا اس وقت وضو کرنے سے پہلے شرم گاہ کو دھونا چاہیے یا شرم گاہ پر پانی کے چھینٹے مارنا چاہیے اور اگر کسی شخص کے کپڑوں پر بھی مذی لگ جائے تو اس میں بھی یہی قول راجح ہے کہ کپڑوں کے اس حصے کو جس پر مذی لگی ہو اس کو دھونا یا چھینٹے مارنا چاہیے ان کے دلائل اوپر ذکر کی گئی احادیث میں گزر چکے ہیں۔

شیخ البانی رحمہ اللہ کا قول:

((قوله في صدد عد النواقض: "6,5,4 - المني والمذي والودي لقول ابن عباس: أما المني فهو الذي منه الغسل وأما المذي والودي فقال: اغسل ذكرك أو مذاكيرك وتوضأ وضوءك للصلاة. رواه البيهقي في السنن))

مؤلف (سید سابق) نمبر 4، 5 اور 6 میں منی، مذی اور ودی کے تحت کہتے ہیں کہ: سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ کہتے ہیں کہ منی کے نکلنے سے غسل واجب ہے اور مذی، ودی

کے لئے آپ نے فرمایا کہ اپنی شرمگاہ کو دھولو اور اسی طرح سے وضو کرو جس طرح نماز کے لیے وضو کرتے ہو اس روایت کو امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں نقل کیا ہے۔

((قلت: هذا موقوف والاستدلال به وحده - مع أنه مختلف في صلاحيته للاحتجاج به - يوهم أن ليس في المرفوع ما يدل على ما دل عليه الموقوف ولو بالنسبة لبعض النواقض وليس كذلك ففي المذي أحاديث أشهرها حديث علي ابن أبي طالب قال: استحييت أن أسأل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن المذي من أجل فاطمة فأمرت رجلا فسأله فقال: "فيه الوضوء". أخرجه الشيخان وغيرهما وهو مخرج في "صحيح أبي داود" 200و "الإرواء" 108))

میں (شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ یہ روایت موقوف روایت ہے اور اس کے مقبول ہونے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے پھر بھی اس مختلف فیہ سے استدلال کرنے سے یہ وہم ہوتا ہے کہ مرفوع احادیث میں اس طرح کی کوئی بھی حدیث موجود نہیں ہے جو اس پر دلالت کرے جیسا کہ اس موقوف روایت کو بطور دلیل پیش کیا گیا ہے جبکہ یہ حدیث کچھ نواقض کے بارے میں ہی کیوں نہ پیش کی گئی ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ مذی کے بارے میں کئی دیگر احادیث موجود ہیں جن میں سے سب سے زیادہ مشہور اور معروف حدیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر ہیں اس وجہ سے مذی کے بارے میں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنے میں شرم محسوس کرتا تھا لہذا میں نے کسی اور (سیدنا مقداد بن اسود، سیدنا عمار رضی اللہ عنہما) کے ذریعے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ دریافت کیا لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مذی کی وجہ سے وضو ہے اس حدیث کو شیخین وغیرہ نے نقل کیا ہے اور میں نے اس کی تخریج صحیح ابوداود:200، اور الارواء:108 میں کر دی ہے۔

(تمام المنة في التعليق على فقه السنة للالبانی، صفحہ:99، "ومن نواقض الوضوء"، الناشر: دار الراية)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مذی کو دھونا لازم جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں سنن ابوداود کی حدیث میں یہ حکم موجود ہے کہ مذی کی وجہ سے شرمگاہ اور فوطوں کو دھویا جائے پھر اس کے بعد وضو کیا جائے البتہ پیشاب کے معاملے میں یہ ہے کہ جہاں پر پیشاب لگا ہو اسی جگہ کو دھویا جائے اور ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ جس کپڑے پر مذی لگی ہوئی ہو تو اس پر چھینٹے مار دینا بھی کافی ہو گا جیسا کہ یہ حدیث جامع الترمذی حدیث نمبر 115 (اسنادہ حسن) میں یہ حدیث بھی اوپر گزر چکی ہے اس کے راوی سیدنا سہل بن حنیف ہیں اور مذکورہ دلائل سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ مذی کے لیے صرف وضو لازم ہے غسل کی ضرورت نہیں۔

نوٹ: جامع ترمذی کی حدیث میں نضح کا ذکر ہے لیکن تمام نصوص کی موجودگی میں یہ بات واضح ہے کہ نضح بمعنی غسل ہے اور جب ہم مذی، اور ودی کو نجس کہہ رہے ہیں تو بغیر دھوئے نجاست کیسے زائل ہو گی؟

شیخ بن باز رحمہ اللہ کا قول:

شیخ بن باز رحمہ اللہ [8] نے اس اشکال کا جواب دیا کہ مذی کی نجاست، نجاست خفیفہ ہے اس لئے نضح چھڑک کر (بھگانا) کافی ہے غسل یعنی دھونا لازم نہیں

[8] كيفية طهارة المذي (ابن باز)

السؤال:هل المذي يكفي فيه النضح بكف أو أكثر؟

الجواب :المذي يكفي، المذي هو الماء اللزج الذي يخرج من الرجل على إثر الشهوة غير المني لونه أبيض لزج يخرج من الرجل . . . يسمى مذيا هذا نجس، لكن نجاسته مخففة يغسل فرجه وأنثييه خصيتيه ويتوضأ وضوء الصلاة، وإذا أصاب فخذه شيء أو ثوبه يرشه بالماء ويكفي بنضحه بالماء.

نواقضِ وضو (1) پیشاب و پاخانہ کرنے کے بعد وضو ٹوٹ جاتا ہے

پہلی دلیل: (سورۃ المائدۃ: 6)

اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ﴾

(سورۃ المائدۃ، سورۃ نمبر 5، آیت نمبر: 6)

"یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت (پیشاب پاخانہ) سے (فارغ) ہو کر آیا ہو۔"

دوسری دلیل: (حدیثِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ إِذَا أَحْدَثَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ))

"اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی ایسے شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جسے وضو کی ضرورت ہو یہاں تک کہ وہ وضو کر لے۔"

(صحیح البخاری، کتاب الحیل، "بَابٌ فِي الصَّلَاةِ- نماز ختم کرنے میں ایک حیلے کا بیان"، حدیث نمبر: 6954۔ و صحیح مسلم: 225[537]۔ و جامع الترمذی: 76۔ و سنن ابو داود: 60)

تیسری دلیل: (حدیثِ صفوان رضی اللہ عنہ)

زر بن حبیش رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک آدمی کے پاس آیا جسے صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا، میں ان کے دروازہ پر بیٹھ گیا، تو وہ نکلے، تو انہوں نے پوچھا کیا بات ہے؟ میں نے کہا: علم حاصل کرنے آیا ہوں، انہوں نے کہا: طالب علم کے لیے فرشتے اس چیز سے خوش ہو کر جسے وہ حاصل کر رہا ہو اپنے بازو بچھا دیتے ہیں، پھر پوچھا: کس چیز کے متعلق پوچھنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا:

((كُنَّا إِذَا كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، أَمَرَنَا أَنْ

لَا نَنْزِعَهُ ثَلَاثًا إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ وَلَكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ))

دونوں موزوں کے متعلق کہا: جب ہم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ کسی سفر میں ہوتے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہمیں حکم دیتے کہ ہم انہیں تین دن تک نہ اتاریں، الاّ یہ کہ جنابت لاحق ہو جائے، لیکن پاخانہ، پیشاب اور نیند (تو ان کی وجہ سے نہ اتاریں)۔

(سنن النسائی، کتاب الوضوء، "باب: الْوُضُوءِ مِنَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ - پاخانہ اور پیشاب سے وضو کا بیان، حدیث نمبر: 158، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ وجامع الترمذی: 96۔ وسنن ابن ماجہ: 478)

اس حدیث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ پیشاب پاخانہ اور نیند وغیرہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہ حدث اصغر ہے البتہ جب حدثِ اکبر لاحق ہو جائے تو موزے اتارنے پڑیں گے اور غسل لینا پڑے گا ورنہ موزے اتارنے کے ذکر کا کوئی مطلب نہیں ہو گا۔

چوتھی دلیل: (اجماعِ امت)

امام ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وَأَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّ خُرُوجَ الْغَائِطِ مِنَ الدُّبُرِ حَدَثٌ يَنْقُضُ الْوُضُوءَ - وُجُوبُ الْوُضُوءِ مِنَ الْبَوْلِ مَأْخُوذٌ مِنْ أَخْبَارِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلًا وَفِعْلًا))

(الاجماع لابن المنذر، رقم: 2۔ والاوسط فی السنن والاجماع والاختلاف لابن المنذر: 1/113۔ المغنی لابن قدامہ المقدسی: 1/16)

یعنی کہ جب کوئی پیشاب پاخانہ سے فارغ ہوتا ہے تو اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے لہٰذا اس پر وضو فرض ہو جاتا ہے۔

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ کا قول:

((بَابُ ذِكْرِ وُجُوبِ الْوُضُوءِ مِنَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَالنَّوْمِ))

باب: پیشاب، پاخانہ اور گہری نیند سے وضو واجب ہونے کا بیان۔

(صحیح ابن خزیمہ: 1/12، باب: 13، الناشر: المکتب الاسلامی، بیروت)

ابومالک کمال بن سید سالم نے شیخ بن باز رحمہ اللہ، شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ اور شیخ البانی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں:

((فأما البول والغائط فلقوله تعالى:﴿أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ﴾ (المائدة:٦)والغائط كناية عن قضاء الحاجة من بول أو غائط، وقد أجمع العلماء على انتقاض الوضوء بخروجهما من السبيلين "القُبُل والدُبُر))

(صحیح فقہ السنۃ وادلتہ وتوضیح مذاہب الائمۃ لسید سالم: 1/127، کتاب الوضوء، باب نواقض الوضوء، الناشر: المکتبۃ التوفیقیۃ، القاہرۃ، مصر)



نواقض وضو (2) پیشاب کے قطرے خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

اس بات پر علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ سبیلین (آگے اور پیچھے) سے کچھ بھی خارج ہو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ وضو کے بعد جب پیشاب کے قطرے نکلتے ہیں تو وضو ٹوٹ جاتا ہے البتہ علمائے کرام کہتے ہیں کہ جب کسی کو پیشاب کے قطرے نکلتے ہیں اس شخص اس بات کا یقین ہونا چاہئے چنانچہ علمائے کرام نے اس مسئلے میں یہ قاعدہ بتایا ہے وہ یہ ہے کہ:

پہلی دلیل: (حدیث عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ)

((اليقين لا يزول بالشك))

"یقین کو شک سے دور نہیں کیا جا سکتا"۔

چنانچہ صحیحین میں ہمیں یہ الفاظ ملتے ہیں سیدنا عبد اللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((أَنَّهُ شَكَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ الَّذِي يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَجِدُ الشَّيْءَ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ: "لَا يَنْفَتِلْ أَوْ لَا يَنْصَرِفْ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا))

وہ بیان کرتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ سے ایک شخص نے اپنی شکایت بیان کی کہ ان کو نماز میں اب لگتا ہے کہ کوئی چیز خارج ہوئی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ (نماز سے) نہ پھرے یا نہ مڑے، جب تک آواز نہ سنے یا بو نہ پائے۔

(صحیح البخاری، کتاب الوضوء، بَابُ لاَ يَتَوَضَّأُ مِنَ الشَّكِّ حَتَّى يَسْتَيْقِنَ - اس بارے میں کہ جب تک وضو ٹوٹنے کا پورا یقین نہ ہو محض شک کی وجہ سے نیا وضو نہ کرے، حدیث نمبر: 137۔ و صحیح مسلم: 361[804]۔ و سنن ابو داود: 176۔ و سنن النسائی: 160۔ و سنن ابن ماجہ: 513)

اوپر جو حدیث اور امام نووی رحمہ اللہ کا قول ذکر کیا گیا یہ ہوا خارج ہونے کے بارے میں ہے لیکن قاعدہ اور اصول ایک ہی ہے یعنی کہ اگر کسی کو پیشاب کے قطرے نکلنے کی علت ہو اور اس کو اس

بات پر یقین بھی ہو تو اس صورت میں نماز سے قبل ہو تو وضو لازم ہے اور اگر دورانِ نماز ہو تو وضو لازم نہیں ہوتا۔

دوسری دلیل: (حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ، أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَا، إِنَّمَا ذَلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِحَيْضٍ))

کہ ابو حبیش کی بیٹی فاطمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے کہا کہ میں ایک ایسی عورت ہوں جسے استحاضہ کی بیماری ہے، اس لیے میں پاک نہیں رہتی تو کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، یہ ایک رگ (کا خون) ہے حیض نہیں ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الوضوء، بَابُ غَسْلِ الدَّمِ - حیض کا خون دھونا ضروری ہے، حدیث نمبر: 228)

علمائے کرام کہتے ہیں کہ اگر کسی کو پیشاب کے قطرے نکلنے کی بیماری ہو تو ایسا شخص وضو کرے اور نماز ادا کرلے اور پھر دوسری نماز کے لیے دوسرا وضو کرے اور نماز ادا کرے، سلف صالحین کے نزدیک پیشاب کے قطروں کے مسئلے میں ایک اثر ملتا ہے لیکن وہ ضعیف ہے، امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

((حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَمَانٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، «أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ، أَصَابَهُ سَلَسٌ مِنْ بَوْلٍ، فَكَانَ يُصَلِّي وَهُوَ لَا يَرْقَأُ))

کہ سیدنا زید بن ثابت کو پیشاب کے قطرے آنے کی شکایت تھی اور آپ کو ہمیشہ پیشاب

کے قطرے آیا کرتے تھے لیکن آپ اسی حالت میں نماز پڑھا کرتے تھے۔

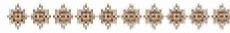
(مصنف ابن ابي شيبة:2/432، كتاب الطهارة، باب في الرجل لا (يستمسك) بوله، رقم:2127، اسناده ضعيف ،الناشر: دار الكنوز اشبيليا، رياض ، محقق :سعد بن ناصر بن عبدالعزيز ابو حبيب الشثري حفظہ اللہ اس روایت کی تحقیق میں کہتے ہیں "منقطع ضعيف؛ يحيى ضعيف، والزهري لم يسمع من زيد "اس روایت میں یحیٰ بن یمان ضعیف راوی ہے اور امام زہری رحمہ اللہ کا زید بن ثابت سے سماع ثابت نہیں)

پیشاب کے قطرے اور احتیاطی تدبیر :

جس کسی کو پیشاب کرنے کے بعد وقتاً فوقتاً پیشاب کے قطرے آنے کی علت ہو تو ایسے شخص کو چاہئے پیشاب سے فارغ ہونے کے بعد کچھ دیر انتظار کرے اور فارغ ہوتے وقت اچھی طرح سے عضوء سے پیشاب کو نکالے، کھانس نے سے بھی پیشاب کے قطرے نکل جاتے ہیں، مزید یہ کہ تھوڑا سا چہل قدمی کرلے اور کچھ دیر انتظار کے بعد جب اطمنان ہو جائے تو وضو کرلے لہذا پیشاب سے فارغ ہونے اور نماز باجماعت کے درمیان اتنا وقت ہو کہ آپ پوری طرح سے پیشاب سے فارغ ہو سکیں، اس صورت میں کسی ڈاکٹر سے باضابطہ علاج کرنا بے ضروری ہے کیونکہ جب تک کوئی بھی انسان اس مرض میں مبتلا رہے گا نمازوں اور دیگر عبادات میں اس طرح کی مشکلیں پیش آتی رہیں گی لہذا مرض کا علاج لازم ہے، نیز اس علت کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

1) نمبر ایک - اگر کسی کو یہ مرض بہت زیادہ ہو اس کے لئے علمائے کرام یہ حکم تجویز کرتے ہیں کہ ایسا شخص معذور ہے لہذا نماز کا وقت شروع ہوتے ہی وہ وضو کر کے نماز ادا کر سکتا ہے اور اسی وضو کے ساتھ وہ دیگر عبادات بھی کر سکتا ہے البتہ جب باجماعت نماز کا وقت ختم ہو جائے تو اس کا وضو بھی ختم ہو جاتا ہے۔ (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے وقت داخل ہوتے ہی وضو کرنا کی اور جماعت ہوتے ہی بلا سبب ناقض ہونے کو قبول نہیں کیا)

2) نمبر دو: اگر کسی کو قطرے کی علت کم ہو تو ایسا شخص معذور نہیں کہلائے گا تو ایسے شخص کو چاہئے کہ پیشاب کرنے کے اچھی طرح وضو کرے اور نماز ادا کرے۔





نواقضِ وضو (3) ہوا خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے:

پہلی دلیل: (سورۃ النساء 43)

﴿أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾

(سورۃ النساء، سورۃ نمبر 4، آیت نمبر: 43)

"یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی کا قصد کرو۔"

دوسری دلیل: (حدیثِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ مَنْ أَحْدَثَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ" قَالَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ: مَا الْحَدَثُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: فُسَاءٌ أَوْ ضُرَاطٌ))

"کہ جو شخص حدث کرے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک کہ وہ (دوبارہ) وضو نہ کر لے، حضر موت کے ایک شخص نے سیدنا ابوہریرہ سے پوچھا کہ حدث (پھسکی یا ٹھسکی) کیا ہے؟ سیدنا ابوہریرہ نے کہا: (پاخانہ کے مقام سے نکلنے والی) آواز والی یا بے آواز والی ہوا۔

(صحیح البخاری، کتاب الوضوء، "بَابُ لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ- اس بارے میں کہ نماز بغیر پاکی کے قبول ہی نہیں ہوتی"، حدیث نمبر: 135۔ و صحیح مسلم: 225[537]۔ وجامع الترمذی: 76۔ وسنن ابوداود: 60)

تیسری دلیل: (حدیثِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا وُضُوءَ إِلَّا مِنْ صَوْتٍ أَوْ رِيحٍ))

"وضو اس وقت تک واجب نہیں ہوتا جب تک کہ ہوا کی آواز یا بدبو نہ ہو۔"

(جامع الترمذی، کتاب الطھارۃ "بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مِنَ الرِّيحِ-ہوا خارج ہونے سے وضو کے ٹوٹ جانے کا بیان"، حدیث نمبر:74، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ و سنن ابن ماجہ :515)

امام ابن رشد رحمہ اللہ کا قول:

امام ابن رشد رحمہ اللہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے آپ کہتے ہیں:

((وَاتَّفَقُوا فِي هَذَا الْبَابِ عَلَى انْتِقَاضِ الْوُضُوءِ مِنَ الْبَوْلِ وَالْغَائِطِ وَالرِّيحِ وَالْمَذْيِ وَالْوَدْيِ))

اس بات پر تمام علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ پیشاب، پاخانہ، ہوا خارج ہونا، مذی اور ودی سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(بدایۃ المجتہد ونھایۃ المقتصد:1/40، کتاب الوضوء "الباب الرابع في نواقض الوضوء"، الناشر: دار الحدیث، القاہرۃ)

دیگر علمائے کرام نے بھی اس پر اجماع نقل کیا ہے دیکھئے: تبیین الحقائق للزیلعی:1/7۔ المجموع شرح المہذب للنووی:2/3۔ الذخیرۃ للقرافی: 1/213۔ بدائع الصنائع للکاسانی: 1/25۔ الفروع لابن مفلح:1/219۔ المغنی لابن قدامۃ المقدسی: 1/125۔ الحاوی الکبیر للماوردی: 1/176۔

الشیخ صدیق حسن خان قنوجی رحمہ اللہ کا قول:

((وينتقض الوضوء بما خرج من الفرجين من عين أو ريح))

پیشاب پاخانہ اور ہوا خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(الروضۃ الندیۃ شرح الدرر البہیۃ: 1 / 44، کتاب الطہارۃ، باب الوضوء، الناشر: دار المعرفۃ)

ہوا خارج ہونے میں شک اور یقین کی حالت اور اس کا حکم:

اليقين لا يزول بالشک

جب کسی مرد یا عورت کے ذبر سے ہوا نکلتی ہے اور ان کو پختہ یقین ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے چنانچہ سیدنا عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

پہلی دلیل: (حدیثِ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ)

((أَنَّهُ شَكَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ الَّذِي يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَجِدُ الشَّيْءَ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ: لَا يَنْفَتِلْ أَوْ لَا يَنْصَرِفْ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا))

"کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ ایک شخص ہے جسے یہ خیال ہوتا ہے کہ نماز میں کوئی چیز (یعنی ہوا نکلتی) معلوم ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (نماز سے) نہ پھرے یا نہ مڑے، جب تک آواز نہ سنے یا بو نہ پائے"۔

(صحیح البخاری، کتاب الوضو، بَابُ لاَ يَتَوَضَّأُ مِنَ الشَّكِّ حَتَّى يَسْتَيْقِنَ - اس بارے میں کہ جب تک وضو ٹوٹنے کا پورا یقین نہ ہو محض شک کی وجہ سے نیا وضو نہ کرے، حدیث نمبر: 137۔ و صحیح مسلم: 361[804]۔ و سنن ابوداود: 176۔ و سنن النسائی: 160۔ و سنن ابن ماجہ: 513)

اگر کسی کو یہ شک ہو کہ دورانِ نماز ہوا خارج ہوئی تو صرف شک کی بنیاد پر وضو نہیں ٹوٹتا جب تک کہ ہوا خارج ہونے کی آواز یا بدبو محسوس نہ ہو، کیونکہ یہ قاعدہ مسلم ہے کہ تمام چیزیں اپنی اصل پر باقی رہتی ہیں جب تک کہ اس کی ضد، مدمقابل کا یقین نہ ہو جائے کیونکہ یقین کو شک کے ذریعے ختم نہیں کیا جاسکتا محض شک سے وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ پیشاب پاخانہ وغیرہ سے وضو ٹوٹنا صحیح

دلائل سے ثابت ہے۔

دوسری دلیل: (حدیثِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِي بَطْنِهِ شَيْئًا، فَأَشْكَلَ عَلَيْهِ، أَخَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ، أَمْ لَا، فَلَا يَخْرُجَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ، حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا، أَوْ يَجِدَ رِيحًا))

"جب تم میں سے کسی کو اپنے پیٹ میں کچھ محسوس ہو اور اسے شبہ ہو جائے کہ اس میں سے کچھ نکلا ہے یا نہیں تو ہرگز مسجد سے نہ نکلے یہاں تک کہ آواز سنے یا بو محسوس کرلے۔"

(صحیح مسلم، کتاب الحیض، "باب الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ تَيَقَّنَ الطَّهَارَةَ ثُمَّ شَكَّ فِي الْحَدَثِ فَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ بِطَهَارَتِهِ تِلْكَ- جس آدمی کو وضو کا یقین ہو پھر وضو ٹوٹنے کا شک ہو جائے تو وہ اس وضو سے نماز پڑھ سکتا ہے، حدیث نمبر :362[805]۔ وجامع الترمذی:75۔ وسنن ابوداود:177۔ وسنن ابن ماجہ:515)

جب ایک شخص کو اس بات کا پختہ یقین ہو کہ اس کا وضو باقی نہیں رہا تو صرف شک کی بنیاد پر وہ نماز کو نہ توڑے کیونکہ ایک مسلمان شبہات کے پیچھے نہیں پڑتا بلکہ ایک مسلمان شبہات کی چیزوں سے حتی الامکان بچتا ہے مزید یہ کہ فقہ کا یہ اصول ہے کہ یقین شک کی وجہ سے ختم زائل نہیں ہوتا احادیث میں یہ بیان کیا گیا ہے شیطان بندے کے دل میں شک و شبہ ڈالتا ہے سیدنا عبداللہ ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تیسری دلیل: (حدیثِ ابن عباس رضی اللہ عنہما)

((يأتي الشيطانُ أَحَدَكُم فَيَنْقُرُعِنْدَ عِجانِهِ ('العجان': ما بين الدبر والأنثيين؛ قاله الحربي) فلا ينصرِفُ حتى يَسْمَعَ صوتاً؛"أو يَجِدَ ريحاً"))

"شیطان آدمی کے پاس آتا ہے اور (اسے وسوسہ ڈالنے کے لیے) اس کی دبر (یعنی پاخانہ کی

جگہ) کے پاس پھونک مارتا ہے، (ایسی صورت میں) آدمی اس وقت تک (وضوء کرنے کے لیے) نہ جائے جب تک ہوا کی آواز نہ سن لے یا اس کی بو نہ پالے۔"

(سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی، حدیث نمبر:3026، الناشر: مکتبۃ المعارف، ریاض)

چوتھی دلیل: (حدیثِ ابو سعید رضی اللہ عنہ)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّشَبُّهِ فِي الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ:" لَا يَنْصَرِفْ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا، أَوْ يَجِدَ رِيحًا."))

کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں حدث (بے وضو ہو جانے کا شبہ) کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تک کہ آواز نہ سن لے یا بو نہ محسوس کر لے نماز نہ توڑے۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، بَابُ : لاَ وُضُوءَ إِلاَّ مِنْ حَدَثٍ - حدث کے بغیر وضو کے واجب نہ ہونے کا بیان، حدیث نمبر:514، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو "صحیح لغیرہ" کہا ہے)

دورانِ نماز اگر بے وضو ہو جائے تو نماز سے نکلنے کا طریقہ؟

حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا:

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا أَحْدَثَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَأْخُذْ بِأَنْفِهِ ثُمَّ لِيَنْصَرِفْ))

"جب حالت نماز میں تم میں سے کسی شخص کو حدث ہو جائے تو وہ اپنی ناک پکڑ کر نکل جائے۔"

(سنن ابو داود، کتاب الجمعۃ، "باب اسْتِئْذَانِ الْمُحْدِثِ الإِمَامَ - جس کا وضو ٹوٹ جائے وہ امام سے باہر جانے کی اجازت لے، حدیث نمبر :1114، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ وسنن ابن ماجہ:1222)

اس حدیث میں اس بات کی وضاحت ہے کہ اگر کسی مسلمان کو نماز کے دوران ہوا خارج ہو جائے یا کوئی ایسی چیز پیش آ جائے جو اس کی طہارت کو ختم کر دے تو اس شخص کو چاہئے کہ وہ اپنی ناک پر اس طرح ہاتھ رکھے جیسا کہ اس کی ناک سے خون بہہ رہا ہو پھر وہ جماعت سے علاحدہ ہو جائے اور دوبارہ وضو بنا کر پھر اس کے بعد جماعت میں شامل ہو سکتا ہے ناک پر ہاتھ رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ لوگ یہ سمجھیں کہ نماز چھوڑنے والے کی ناک سے خون بہہ رہا ہے اس وجہ سے وہ نماز چھوڑ رہا ہے یعنی کہ جس سے ہوا خارج ہو گئی ہے اس کو زیادہ شرمندگی کا احساس نہ ہو نبی کریم ﷺ کا ارشادِ مبارک اسی کے مدِ نظر ہے، نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کا ایک بہترین پہلو یہ ہے کہ آپ کی تعلیمات میں انسانیت کی بقا کا پہلو بہت غالب ہے، چنانچہ حالتِ نماز میں بے وضو ہونے والا اپنی ناک پر ہاتھ رکھ کر نماز سے نکل جائے لہذا ناک پر ہاتھ رکھنا اس بات کی نشانی ہو گی کہ اس کا وضو ٹوٹ چکا ہے۔

ہوا خارج ہونے کا مرض اور اس کا حکم

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول:

بعض لوگوں کو ہوا خارج ہونے کا مرض ہوتا ہے اور اس میں مسلسل ہوا خارج ہوتی رہتی ہے علمائے کرام نے اس مرض کے بارے میں یہ کہا ہے جیسا کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

((حُكْمُهُ حُكْمُ أَهْلِ الْأَعْذَارِ: مِثْلِ الِاسْتِحَاضَةِ وَسَلَسِ الْبَوْلِ؛ وَالْمَذْيِ؛ وَالْجُرْحِ الَّذِي لَا يَرْقَأُ؛ وَنَحْوِ ذَلِكَ. فَمَنْ لَمْ يُمْكِنْهُ حِفْظُ الطَّهَارَةِ مِقْدَارَ الصَّلَاةِ فَإِنَّهُ يَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي وَلَا يَضُرُّهُ مَا خَرَجَ مِنْهُ فِي الصَّلَاةِ وَلَا يَنْتَقِضُ وُضُوءُهُ بِذَلِكَ بِاتِّفَاقِ الْأَئِمَّةِ وَأَكْثَرُ مَا عَلَيْهِ أَنْ يَتَوَضَّأَ لِكُلِّ صَلَاةٍ))

ان کے لئے وہی حکم ہے جو عذر والوں کے لئے ہے مثلاً استحاضہ، پیشاب کے قطرے، مذی اور وہ زخم جو سوکھتے نہ ہوں یہ تمام علتیں عذر میں شمار ہوتی ہیں لہذا جس کسی کے لئے نماز

ادا کرنے کے دوران اور وقت میں بھی وضو باقی رکھنا ممکن نہ ہو تو ایسے فرد کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ وضو کر کے نماز شروع کر دے اور نماز کے دوران مذکورہ علتوں میں سے کوئی بھی علت اس کے لئے کوئی نقصاندہ نہیں ہوگی اور نہ اس کی وجہ سے اس کا وضو ختم ہو جائے گا اس بات پر علمائے کرام کا اجماع ہے لیکن ایسا شخص ہر نماز کے لئے نیا وضو کرے گا۔

(مجموع فتاویٰ لابن تیمیہ: 21/221، "باب نواقض الوضوء خروج النجاسات من غير السبيلين"، الناشر: مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف، المدینۃ المنورۃ، السعودیۃ)

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کا قول:

((وهذه الغازات التي شكوت منها حكمها حكم المستحاضة ومن به سلس البول))

(سائل نے پیٹ کی گیس کے بارے میں سوال کیا ہے) تو یہ گیاسز کی شکایت میں شمار کی جاتی ہیں لہذا اس کا حکم استحاضہ اور مسلسل پیشاب کے قطروں کے گرتے رہنے کا حکم ہے۔

(الشرح الممتع علی زاد المستقنع لابن عثیمین: 1/413، الناشر: دار ابن الجوزی)

یعنی اس مرض میں مبتلا افراد کے لیے یہ حکم ہے کہ وہ ہر نماز کے لئے نیا وضو کریں اور دورانِ نماز اگر ہوا خارج بھی ہو جائے تو اس کی طرف دھیان نہ دے اطمینان سے اپنی نماز ادا کریں چونکہ یہ اہل عذر میں شمار کئے جاتے ہیں تو ان شاء اللہ ان سے اس بابت سوال نہ ہو گا۔ واللہ اعلم

بدبودار ہوا خارج ہونے کا مرض اور اس کا حکم؟

(حدیثِ عمر رضی اللہ عنہ)

سیدنا معدان بن ابی طلحہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں ایک دن امیر المومنین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جمعہ کا خطبہ دیتے ہوئے فرمایا (طویل حدیث کا آخری حصہ):

((لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، " إِذَا وَجَدَ رِيحَهُمَا مِنَ الرَّجُلِ فِي الْمَسْجِدِ، أَمَرَ بِهِ، فَأُخْرِجَ إِلَى الْبَقِيعِ، فَمَنْ أَكَلَهُمَا فَلْيُمِتْهُمَا طَبْخًا))

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، جب مسجد میں آپ ﷺ کو کسی آدمی سے ان (لہسن اور پیاز) کی بو آتی تو آپ ﷺ اسے بقیع کی طرف نکال دینے کا حکم صادر فرماتے۔"

(صحیح مسلم، کتاب المساجد، "بَابُ نَهْيِ مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلاً أَوْ كُرَّاثًا أَوْ نَحْوَهَا عَنْ حُضُورِ الْمَسْجِدِ- لہسن، پیاز، گندنا یا کوئی بدبو دار چیز کھا کر مسجد میں جانا اس وقت تک ممنوع ہے جب تک اس کی بو منہ سے ختم نہ ہو جائے اور اس کو مسجد سے نکالنا، حدیث نمبر: 567[1258])

بعض علمائے کرام نے اس حدیث کی بنیاد پر یہ کہا ہے کہ کوئی بھی شخص کسی بھی بدبو کے ساتھ مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا کیونکہ مساجد کو ہر طرح کی گندگی اور بدبو سے پاک وصاف رکھنا لازم ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ نمازیوں اور خصوصا فرشتوں کو اس بدبو کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے لہذا جو کوئی اس مرض میں مبتلا ہے اس کو چاہئے کہ فوراً اس کا علاج کروائے تاکہ اس کی یہ بیماری لوگوں کے لئے تکلیف کا باعث نہ بنے۔ واللہ اعلم



نواقضِ وضو (4) گہری نیند سے اٹھنے کے بعد وضو ٹوٹ جاتا ہے:

کتاب اللہ سے دلیل: (سورہ المائدۃ:6)

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾

"اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے منھ کو، اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو۔"

زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وَحَدَّثَنِي، عَنْ مَالِك، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ" أَنَّ تَفْسِيرَ هَذِهِ الْآيَةِ: ﴿يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ سورة المائدة آية ٦: أَنَّ ذَلِكَ إِذَا قُمْتُمْ مِنَ الْمَضَاجِعِ، يَعْنِي النَّوْمَ"))

یعنی کہ جو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ: "اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے منھ کو، اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو۔" اس آیتِ مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ جب تم سو کر اٹھو تو نماز کے لیے وضو کرلو۔

(موطا امام مالک روایۃ یحییٰ، کتاب الطھارۃ، بَابُ وُضُوءِ النَّائِمِ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ- جو کوئی سو کر نماز کے لیے اٹھے اس کے وضو کا بیان، حدیث نمبر: 38، تخریج الحدیث: «مقطوع صحيح،

وأخرجه مالك فى «الموطأ» برقم:38، والبيهقي فى «سننه الكبير» برقم:578، والدارقطني فى «سننه» برقم:90، 91،شركة الحروف نمبر:35، فواد عبدالباقي نمبر:2- كِتَابُ الطَّهَارَةِ-ح:10ب)

امام ابن کثیر رحمہ اللہ کا قول:

((قَالَ كَثِيرُونَ من السلف في قوله: إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلاةِ: يعني وَأَنْتُمْ مُحْدِثُونَ، وَقَالَ آخَرُونَ: إِذَا قُمْتُمْ مِنَ النَّوْمِ إِلَى الصَّلَاةِ، وَكِلَاهُمَا قَرِيبٌ. وَقَالَ آخَرُونَ: بَلِ الْمَعْنَى أَعَمُّ مِنْ ذَلِكَ، فَالْآيَةُ آمِرَةٌ بِالْوُضُوءِ عِنْدَ الْقِيَامِ إِلَى الصَّلَاةِ، وَلَكِنْ هُوَ في حق المحدث واجب، وفي حق المتطهر ندب، وَقَدْ قِيلَ: إِنَّ الْأَمْرَ بِالْوُضُوءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ كَانَ وَاجِبًا فِي ابْتِدَاءِ الْإِسْلَامِ، ثُمَّ نُسِخَ))

اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ وضو کا حکم اس وقت ہے جب کہ آدمی بے وضو ہو، ایک جماعت کہتی ہے جب تم کھڑے ہو یعنی نیند سے جاگو یہ دونوں قول تقریباً ایک ہی مطلب کے ہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ آیت تو عام ہے اور اپنے عموم پر ہی رہے گی لیکن جو بے وضو ہو اس پر وضو کرنے کا حکم وجوباً ہے اور جو باوضو ہو اس پر استحباباً وضو کرنے کا حکم ہے، ایک جماعت کا خیال ہے کہ ابتداء اسلام میں ہر نماز کے وقت وضو کرنے کا حکم تھا پھر وہ حکم منسوخ ہو گیا۔

(تفسیر ابن کثیر: 3/ 39، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت)

حدیثِ علی رضی اللہ عنہ :

سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((وِكَاءُ السَّهِ الْعَيْنَانِ، فَمَنْ نَامَ فَلْيَتَوَضَّأْ))

"دُبر کا بندھن دونوں آنکھیں (کی بیداری میں) ہے، پس جو سو جائے وہ وضو کرے"۔

(سنن ابوداود، کتاب الطہارۃ، بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ النَّوْمِ- نیند (سونے) سے وضو ہے یا نہیں؟، حدیث نمبر: 203، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو "حسن" کہا ہے۔ تخريج الحديث: «أخرجه: سنن ابن ماجه/كتاب الطهارة وسننها/62 باب: الوضوء من النوم/ ح:477 من حديث بقية به، سنده ضعيف ومع ذلك حسنه المنذري وغيره، وللحديث شواهد، تحفة الأشراف: 10208، وقد أخرجه: مسند احمد (1/111، 4/97)"حسن")

علمائے کرام کے اقوال:

اس مسئلے میں علمائے کرام کے مختلف اقوال ملتے ہیں:

1) نیند کسی بھی حالت میں ہونا نقض وضو ہے۔
2) نیند کسی بھی حالت میں ناقض وضو نہیں ہے۔
3) بیٹھے بیٹھے اونگنے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور نہ ہی بیٹھے بیٹھے سو جانے سے وضو ٹوٹتا ہے۔
4) اصل بنیاد یہ ہے کہ گہری نیند سے وضوء ٹوٹتا ہے چاہے لیٹ کر یا بیٹھ کر (اسکو ترجیح دی ہے شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ ، الشوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے)

قول اول پہلا موقف

ہر حالت میں نیند وضو کو ناقض کر دیتی ہے:

پہلی دلیل: (حدیثِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((وَإِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلْيَغْسِلْ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهَا فِي وَضُوئِهِ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ))

"اور جب تم میں سے کوئی سو کر اٹھے، تو وضو کے پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اسے دھو لے، کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ رات کو اس کا ہاتھ کہاں رہا ہے۔"
(صحیح البخاری، کتاب الوضوء، بَابُ الاِسْتِجْمَارِ وِتْرًا - طاق عدد (ڈھیلوں) سے استنجاء کرنا چاہیے، حدیث نمبر:162۔)

امام ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے بارے میں کہتے ہیں:

((وَظَاهِرُ هٰذَا الْحَدِيثِ يُوجِبُ الْوُضُوءَ عَلٰى كُلِّ نَائِمٍ لِأَنَّهُ لَمْ يَخُصَّ نَائِمًا عَلٰى حَالٍ دُونَ حَالٍ وَكَذٰلِكَ الْوُضُوءُ يَجِبُ عَلٰى كُلِّ نَائِمٍ عَلٰى ظَاهِرِ حَدِيثِ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَرَنَ النَّوْمَ إِلَى الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَأَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ أَنَّ الْغَائِطَ وَالْبَوْلَ حَدَثَانِ يُوجِبُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا الطَّهَارَةَ عَلٰى أَيِّ حَالٍ كَانَ ذٰلِكَ، وَجَبَ أَنْ يَكُونَ الْمَقْرُونُ إِلَيْهِمَا وَهُوَ النَّوْمُ يُوجِبُ الْوُضُوءَ عَلٰى أَيِّ حَالٍ كَانَ النَّوْمُ، وَالْأَخْبَارُ عِنْدَ أَصْحَابِنَا عَلَى الْعُمُومِ لَا يَجُوزُ الْخُرُوجُ عَنْ ظَاهِرِ الْحَدِيثِ إِلٰى بَاطِنِهِ وَلَا عَنْ عُمُومِهِ إِلٰى خُصُوصِهِ إِلَّا بِكِتَابٍ أَوْ سُنَّةٍ أَوْ إِجْمَاعٍ، وَلَا حُجَّةَ مِنْ حَيْثُ ذَكَرْنَا مَعَ مَنْ أَوْجَبَ الْوُضُوءَ عَلَى النَّائِمِ فِي حَالٍ وَأَسْقَطَهُ عَنْهُ فِي حَالٍ أُخْرَى. وَقَدِ احْتَجَّ بَعْضُ مَنْ مَذْهَبُهُ إِيجَابُ الْوُضُوءِ عَلٰى كُلِّ نَائِمٍ))

اس حدیث کا ظاہری معنی یہ ہے کہ ہر سونے والے پر وضو فرض ہے اور یہ حکم کسی مخصوص نیند کے لئے نہیں بلکہ ہر حالت میں سونے والے کے لئے یہی حکم ہے اسی طرح اس شخص کے لئے بھی وضو فرض ہے جو ہلکی نیند سویا ہو، سیدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ظاہری معنی بھی یہی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نیند کو پیشاب اور پاخانہ کے مشابہ

قرار دیا اور اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ پیشاب اور پاخانہ یہ دونوں حدث ہیں ان دونوں میں سے کسی ایک کے لاحق ہونے سے کسی بھی حال میں وضو فرض ہو جاتا ہے بعینہ نیند کی حالت بھی اسی طرح ہے یعنی کہ نیند کا تعلق بھی حدث سے ہے خواہ نیند کسی بھی حالت میں ہو وضو فرض ہے یہ تمام حدیثیں ہمارے اصحاب کے نزدیک عمومی معنیٰ میں ہیں لہذا یہ جائز نہیں کہ حدیث کے ظاہری معنیٰ کو چھوڑ دیا جائے اور باطنی معنیٰ مراد لئے جائیں ایسا کرنا جائز نہیں اور نہ ہی اس کے عمومی حکم کو کسی خاص حکم کی طرف پھیرا جا سکتا ہے الّا یہ کہ قرآنِ مجید یا سنت یا اجماع میں اس کی دلیل موجود ہو جیسا کہ ہم نے اس بات کو بیان کر دیا ہے کہ اور یہ بات اس طرح نہیں ہو سکتی کہ سونے والے پر ایک حال میں وضو فرض قرار دیا جائے اور دوسرے حال میں وضو کو ساقط قرار دیا جائے اس طرح کی کوئی بھی دلیل موجود نہیں ہے لہذا بعض مذاہب کے نزدیک سوئے ہوئے ہر شخص پر وضو فرض ہے۔

(الاوسط فی السنن والاجماع والاختلاف لابن المنذر: 1 / 143، کتاب الطہارۃ، ذکر الوضوء من النوم، الناشر: دار الطیبۃ، ریاض، السعودیۃ)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((قَالَ يَحْيَى: قَالَ مَالِك: الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّهُ لَا يَتَوَضَّأُ مِنْ رُعَافٍ، وَلَا مِنْ دَمٍ، وَلَا مِنْ قَيْحٍ يَسِيلُ مِنَ الْجَسَدِ، وَلَا يَتَوَضَّأُ إِلَّا مِنْ حَدَثٍ يَخْرُجُ مِنْ ذَكَرٍ، أَوْ دُبُرٍ أَوْ نَوْمٍ))

"کہ ہمارے نزدیک نکسیر پھوٹنے یا خون نکلنے یا پیپ بہنے سے وضو لازم نہیں آتا، بلکہ وضو نہ کرے مگر اس گندگی سے جو دُبر یا ذکر سے نکلے یا سو جانے سے۔"

(موطا امام مالک روایۃ یحییٰ، کتاب الطہارۃ، بَابُ وُضُوءِ النَّائِمِ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ- جو کوئی سو کر

نماز کے لیے اٹھے اس کے وضو کا بیان، حدیث نمبر :38(ب)،تخريج الحديث: «شركة الحروف نمبر:35،فواد عبدالباقي نمبر:2- كِتَابُ الطَّهَارَةِ-ح:11)

دوسری دلیل:(حدیثِ صفوان رضی اللہ عنہ)

سیدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفَرًا أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ، وَلَكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ))

"کہ جب ہم مسافر ہوتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیتے کہ ہم اپنے موزے تین دن اور تین رات تک، پیشاب، پاخانہ یا نیند کی وجہ سے نہ اتاریں، الا یہ کہ جنابت لاحق ہو جائے۔"

(جامع الترمذی، کتاب الطہارۃ،"بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ لِلْمُسَافِرِ وَالْمُقِيمِ-مسافر اور مقیم کے مسح کی مدت کا بیان"، حدیث نمبر:96)

اس حدیث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ پیشاب پاخانہ اور نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ پیشاب اور پاخانہ کے بعد جس طرح وضو کیا جاتا ہے اسی طرح نیند کے بعد وضو لازم ہے۔

تیسری دلیل:(حدیثِ ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ)

سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، قَالَ : مَنِ اسْتَحَقَّ النَّوْمَ فَعَلَيْهِ الْوُضُوءُ))

جس شخص پر نیند ثابت ہو گئی اس پر وضو کرنا ثابت ہو گیا۔

نوٹ: شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو سلسلۃ احادیث الضعیفہ میں نقل کیا ہے دیکھئے: سلسلۃ احادیث الضعیفۃ:2/371-370، رقم:954۔((من استحق النوم وجب عليه الوضوء ". شاذ لا يصح)) البتہ اس روایت کا موقوف ہونا صحیح ہے۔

ایک ضعیف حدیث اور اس کی تحقیق

سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ، ثنا عَبْدُ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: وَجَبَ الْوُضُوءُ عَلَى كُلِّ نَائِمٍ إِلَّا مَنْ خَفَقَ بِرَأْسِهِ خَفْقَةً))

جو کوئی شخص سو جائے اس پر وضو فرض ہے البتہ جس کا صرف سر جھک جائے (یعنی کہ کوئی اونگھ میں ہو تو اس پر وضو نہیں)

(الاوسط فی السنن والاجماع والاختلاف لابن المنذر:1/145، رقم: 37، الناشر: دار طیبۃ، ریاض، السعودیۃ، وسندہ ضعیف، اس میں یزید بن ابی زیاد ضعیف راوی ہے)

سنن الکبریٰ للبیہقی میں بھی یہ حدیث موجود ہے اور اس میں سفیان الثوری رحمہ اللہ عنعنہ سے روایت بیان کر رہے ہیں اور اس میں بھی یزید بن ابی زیاد ضعیف راوی ہے لہذا سنن الکبریٰ للبیہقی کی روایت بھی ضعیف ہے دیکھئے : (سنن الکبریٰ للبیہقی:1/191، کتاب الطہارۃ، " باب الوضوء من النوم"، رقم:583، الناشر: دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((فالحق أن النوم ناقض مطلقا ولا دليل يصلح لتقييد حديث صفوان بل يؤيده حديث علي مرفوعا: "وكاء السه العينان فمن نام فليتوضأ" وإسناده حسن كما قال المنذري والنووي وابن الصلاح وقد بينته في "صحيح أبي داود" رقم ١٩٨ فقد أمر صلى الله عليه وسلم كل نائم أن يتوضأ))

یہ بات حق ہے کہ کہ مطلق نیند وضو توڑ دیتی ہے اور اس بارے میں کوئی ایسی دلیل بھی نہیں ملتی جس کی وجہ سیدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کی حدیث کو مقید کیا جاسکے بلکہ سیدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کی حدیث کی تائید امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہو جاتی ہے "وكاء السه العينان فمن نام فليتوضأ - ڈبر کا بندھن دونوں آنکھوں کی بیداری ہے، پس جو سو جائے وہ وضو کرے" اس حدیث کی اسناد حسن ہیں جیسا کہ امام منذری رحمۃ اللہ علیہ ، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے میں (شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ) نے اس حدیث کو "صحیح ابو داود، نمبر: 198" میں ذکر کر دیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر سونے والے شخص کو وضو کرنے کا حکم دیا ہے۔

(تمام المنہ فی التعلیق علی فقہ السنہ للالبانی، صفحہ: 100، و من نواقض الوضوء، الناشر: دار الشریۃ)

دوسری ضعیف حدیث:

((حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ يَزِيدَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ يَعْنِي ابْنَ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ قَيْسٍ الْكِلَابِيِّ، أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ الْعَيْنَيْنِ وِكَاءُ السَّهِ، فَإِذَا نَامَتِ الْعَيْنَانُ اسْتَطْلَقَ الْوِكَاءُ))

یقیناً آنکھیں ڈبر کا بندھن ہیں لہذا جب آنکھیں سو جاتی ہیں تو بندھن کھل جاتا ہے۔

(مسند احمد، من مسند شامیین، حدیث نمبر: 16879؛ اسنادہ ضعیف، اس میں ابو بکر بن عبد اللہ بن ابی مریم ضعیف راوی ہے شیخ احمد محمد شاکر رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ شیخ شعیب ارناؤوط نے بھی اس حدیث کو ضعیف کہا ہے)

چوتھی دلیل: (حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

((حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، وَابْنُ عُلَيَّةَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ خَالِدِ بْنِ غَلَّاقٍ الْعَبْسِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: مَنِ اسْتَحَقَّ نَوْمًا فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ زَادَ ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ الْجُرَيْرِيُّ فَسَأَلْنَا عَنِ اسْتِحْقَاقِ النَّوْمِ فَقَالَ إِذَا وَضَعَ جَنْبَهُ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص گہری نیند سو جائے اس کا وضو ٹوٹ گیا، جریری بیان کرتے ہیں کہ ہم نے نیند کے استحقاق کے بارے میں پوچھا تو بتایا گیا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اپنا پہلو زمین پر ٹکا دینا یہ نیند کا استحقاق ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ: 2/ 284، کتاب الطھارۃ، من كان يقول: إذا نام فليتوضأ، جو یہ کہتے ہیں کہ جس طرح سے بھی سوئے وضو ٹوٹ جاتا ہے، حدیث نمبر: 1428، الناشر: دار کنوز اشبیلیا، ریاض، الشیخ سعد بن ناصر بن عبد العزیز ابو حبیب الشثری حفظہ اللہ نے اس حدیث کی سند کو "حسن" کہا ہے، حسن؛ خالد بن غلاق صدوق، أخرجه عبد الرزاق (481)، ومالك في المدونة 1/ 10، والبغوي في الجعديات (1452)، والطحاوي في شرح المشكل 9/ 70، والبيهقي 1/ 119، وابن المنذر في الأوسط (83)، وابن المظفر في حديث شعبة)(45)

دورانِ نماز سونے والے کا وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

اس مسئلے میں بعض یہ کہتے ہیں کہ چونکہ نماز میں مسلسل حرکت ہوتی رہتی ہے پہلے قیام کیا پھر رکوع کیا

پھر سجدہ کیا وغیرہ لہذا ایسا شخص گہری نیند نہیں سو سکتا۔

امام نووی رحمہ اللہ کا قول:

((أَنَّهُ إِذَا نَامَ عَلَى هَيْئَةٍ مِنْ هَيْئَاتِ الْمُصَلِّينَ كَالرَّاكِعِ وَالسَّاجِدِ والقائم والقاعد لاينتقض وضوؤه سَوَاءٌ كَانَ فِي الصَّلَاةِ أَوْ لَمْ يَكُنْ وَإِنْ نَامَ مُضْطَجِعًا أَوْ مُسْتَلْقِيًا عَلَى قَفَاهُ انْتَقَضَ وَهَذَا مَذْهَبُ أَبِي حَنِيفَةَ وَدَاوُدَ وَهُوَ قَوْلٌ لِلشَّافِعِيِّ غَرِيبٌ))

کہ اگر کوئی نماز کی حالت میں سو جائے مثلاً اگر کوئی رکوع میں سجدے میں قیام اور قاعدے کی حالت میں سو جائے تو ایسے شخص کا وضو نہیں ٹوٹتا اگرچہ کہ وہ نماز پڑھ رہا ہو یا نہ ہو جب تک کوئی شخص لیٹ کر یا پیٹھ کے بل نہیں سوتا اس کا وضو نہیں ٹوٹتا، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ، امام داود رحمہ اللہ، کا یہی قول ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی یہ قول ہے لیکن غیر معروف و مشہور ہے۔

(المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج للنووی:4/75-74، کتاب الحیض، "باب الدليل على أن نوم الجالس لا ينقض الوضوء" الناشر: دار احیاء التراث العربی، بیروت)

الشیخ صفی الرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ کا قول:

حدیث مذکور سے معلوم ہوتا ہے کہ نیند فی نفسہ ناقض وضو نہیں بلکہ اس سے وضو کے ٹوٹ جانے کا گمان اور ظن پیدا ہو جاتا ہے، مگر دونوں روایتوں کی سندوں میں ضعف ہے کیونکہ ان میں ایک "بقیہ" نامی راوی ہے جس کے بارے میں بہت سے محدثین نے کہا ہے کہ اس کی احادیث صاف (صحیح) نہیں ہیں۔ مگر یہ ضعف خفیف سا ہے، تاہم منذری رحمہ اللہ، نووی رحمہ اللہ اور ابن الصلاح رحمہ اللہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ حدیث میں ہے کہ لیٹ کر سونے کی حالت میں وضو ٹوٹ جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ مطلق نیند سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ دونوں احادیث میں تطبیق اس

طرح ہے کہ پہلو کے بل گہری نیند آتی ہے۔ ایسی حالت میں اعضائے جسم ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔ اس صورت میں ریح خارج ہونے کا گمان غالب ہوتا ہے جبکہ ہلکی نیند میں ایسا نہیں ہوتا۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سیدھا یا چت لیٹ کر گہری نیند کی صورت میں بھی وضو نہیں ٹوٹتا۔ گہری نیند جس صورت میں بھی ہو وہ ناقض وضو ہوگی۔ پہلو کے بل عموماً نیند گہری ہوتی ہے، اس لیے اس کا خاص ذکر کر دیا۔

(شرح بلوغ المرام (از صفی الرحمٰن مبارک پوری) تحت حدیث:77)

قول ثانی :دوسرا موقف

جو یہ کہتے ہیں کہ کسی بھی قسم کی نیند وضو کو ناقض نہیں کرتی؟

(حدیثِ انس رضی اللہ عنہ)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنَامُونَ، ثُمَّ يُصَلُّونَ، وَلَا يَتَوَضَّئُونَ ، قَالَ: قُلْتُ: سَمِعْتَهُ مِنْ أَنَسٍ ؟ قَالَ: إِي وَاللَّهِ))

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ (بیٹھے بیٹھے) سو جاتے تھے، پھر وضو کیے بغیر نماز پڑھ لیتے، (شعبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:) میں نے (قتادہ رحمہ اللہ سے) پوچھا: آپ نے یہ حدیث سیدنا انس سے سنی ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! اللہ کی قسم!۔

(صحیح مسلم، کتاب الحیض، بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ نَوْمَ الْجَالِسِ لاَ يَنْقُضُ الْوُضُوءَ- بیٹھے بیٹھے سو جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا، حدیث نمبر:376([835])

امام ترمذی رحمہ اللہ کا قول:

((وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي الْوُضُوءِ مِنَ النَّوْمِ، فَرَأَى أَكْثَرُهُمْ أَنْ لَا يَجِبَ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ إِذَا نَامَ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا، حَتَّى يَنَامَ مُضْطَجِعًا، وَبِهِ يَقُولُ الثَّوْرِيُّ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ، وَأَحْمَدُ، قَالَ: وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِذَا نَامَ حَتَّى غُلِبَ

عَلَى عَقْلِهِ وَجَبَ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ، وَبِهِ يَقُولُ إِسْحَاق، وقَالَ الشَّافِعِيُّ: مَنْ نَامَ قَاعِدًا فَرَأَى رُؤْيَا أَوْ زَالَتْ مَقْعَدَتُهُ لِوَسَنِ النَّوْمِ، فَعَلَيْهِ الْوُضُوءُ))

نیند کی وجہ سے وضو ٹوٹنے کے سلسلہ میں علمائے کرام کا اختلاف ہے، اکثر اہل علم کی رائے یہی ہے کہ کوئی کھڑے کھڑے سو جائے تو اس پر وضو نہیں جب تک کہ وہ لیٹ کر نہ سوئے، یہی امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام عبد اللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ جب نیند اس قدر گہری ہو کہ عقل پر غالب آجائے تو اس پر وضو واجب ہے اور یہی امام اسحاق بن راہو یہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ جو شخص بیٹھے بیٹھے سوئے اور خواب دیکھنے لگ جائے، یا نیند کے غلبہ سے اس کے سرین اپنی جگہ سے ہٹ جائیں تو اس پر وضو واجب ہے۔

(جامع الترمذی، کتاب الطہارۃ، "بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مِنَ النَّوْمِ-نیند سے وضو کا بیان"، تحت حدیث:78)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

اس موقف کے قائلین کے بارے میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((أَنَّ النَّوْمَ لَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ عَلَى أَيِّ حَالٍ كَانَ وَهَذَا مَحْكِيٌّ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ وَأَبِي مِجْلَزٍ وَحُمَيْدٍ الْأَعْرَجِ وشُعْبَةَ))

اگر کوئی شخص سو جاتا ہے تو کسی بھی حال میں اس کا وضو ناقض نہیں ہوتا سیدنا ابو موسیٰ اشعری، سعید ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ، ابو مجلز رحمۃ اللہ علیہ، حمید رحمۃ اللہ علیہ، اعرج رحمۃ اللہ علیہ، اور شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے۔

(المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج للنووی:4/74، کتاب الحیض، "باب الدلیل علی أن نوم

الجالس لا ينقض الوضوء "الناشر: داراحیاء التراث العربی، بیروت)

بحالتِ نیند وضو کا نہ ٹوٹنا انبیائے کرام علیہم السلام کا خاصہ ہے:

(حدیثِ ابن عباس رضی اللہ عنہما)

سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

((۔۔۔ثُمَّ صَلَّى مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ، ثُمَّ أَتَاهُ الْمُنَادِي فَآذَنَهُ بِالصَّلَاةِ فَقَامَ مَعَهُ إِلَى الصَّلَاةِ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔۔۔))

۔۔۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی جس قدر اللہ کو منظور تھا، پھر آپ لیٹ گئے اور سو گئے، حتیٰ کہ خراٹوں کی آواز آنے لگی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مؤذن حاضر ہوا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی اطلاع دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ نماز کے لیے تشریف لے گئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔۔۔

(سفیان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ) ہم نے عمرو سے کہا، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سوتی تھیں، دل نہیں سوتا تھا، عمرو نے کہا میں نے عبید بن عمیر سے سنا، وہ کہتے تھے کہ انبیاء علیہم السلام کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں، پھر (قرآن کی یہ) آیت پڑھی: میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔

(صحیح البخاري، کتاب الوضوء، بَابُ التَّخْفِيفِ فِي الْوُضُوءِ- اس بارے میں کہ ہلکا وضو کرنا بھی درست اور جائز ہے، حدیث نمبر:138)

بعض علمائے کرام کہتے ہیں کہ نیند بذاتِ خود وضو توڑنے والی نہیں ہے البتہ نیند سے وضو اس لئے ٹوٹ جاتا ہے کہ انسان کو نیند کی حالت میں کسی چیز کا علم نہیں رہتا لہذا دورانِ نیند ہوا بھی خارج ہو جائے تو آدمی کو کچھ پتہ نہیں رہتا لیکن اس علت سے انبیائے کرام علیہم السلام بری ہیں انبیائے کرام علیہم السلام کا وضو بحالتِ نیند بھی نہیں ٹوٹتا کیونکہ انبیائے کرام علیہم السلام کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل نہیں سوتا البتہ

انبیائے کرام علیہم السلام نیند کی حالت میں وضو ٹوٹتا ہے تو انبیائے کرام علیہم السلام کو اس بات کا علم ہو جاتا ہے البتہ ایک عام آدمی کو نیند کی حالت میں کچھ ہوش نہیں رہتا اور نہ کسی بات کا علم ہوتا ہے لہٰذا ایک عام آدمی کو نیند کی حالت میں اس بات کا علم نہیں رہتا کہ اس کا وضو ٹوٹ گیا ہے یا نہیں۔ لہٰذا مندرجہ بالا دلیل خاص ہے عام نہیں نیند کی حالت میں وضو کا نہ ٹوٹنا یہ انبیائے کرام صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے، ایک نبی کو نیند کی حالت میں بھی وحی آسکتی ہے اسی لئے نبیوں کی آنکھ سوتی لیکن دل نہیں سوتے ۔

قول ثالث: بیٹھے بیٹھے سو جانے یا اونگھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وَفِيهِ أَنَّ نَوْمَ الْجَالِسِ لا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ وَهَذِهِ هِيَ الْمَسْأَلَةُ الْمَقْصُودَةُ بِهَذَا الْبَابِ وَقَدِ اخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِيهَا عَلَى مَذَاهِبَ))

بیٹھے بیٹھے سو جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا، اس مسئلے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے لہٰذا امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلے میں آٹھ مختلف اقوال نقل کئے ہیں، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ علمائے کرام کا اس میں اختلاف ہے[9]

---

[9] (1)أَحَدُهَا أَنَّ النَّوْمَ لَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ عَلَى أَيِّ حَالٍ كَانَ وَهَذَا مَحْكِيٌّ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي مِجْلَزٍ وَحُمَيْدٍ الْأَعْرَجِ وَشُعْبَةَ

پہلا موقف: اگر کوئی شخص سو جاتا ہے تو کسی بھی حال میں اس کا وضو ناقض نہیں ٹوٹتا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ، سعید ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ، ابو مجلز رحمۃ اللہ علیہ، حمید رحمۃ اللہ علیہ، اعرج رحمۃ اللہ علیہ، اور شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے۔

(2)وَالْمَذْهَبُ الثَّانِي أَنَّ النَّوْمَ يَنْقُضُ الْوُضُوءَ بِكُلِّ حَالٍ وَهُوَ مَذْهَبُ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَالْمُزَنِيِّ وَأَبِي عُبَيْدٍ الْقَاسِمِ بْنِ سَلَّامٍ وَإِسْحَاقَ بْنِ رَاهَوَيْهِ وَهُوَ قَوْلٌ غَرِيبٌ لِلشَّافِعِيِّ قَالَ ابن الْمُنْذِرِ وَبِهِ أَقُولُ قَالَ وَرُوِيَ مَعْنَاهُ عن بن عَبَّاسٍ وَأَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ

دوسرا موقف: اگر کوئی شخص سو جاتا ہے تو کسی حال میں بھی سوئے اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، مزنی رحمۃ اللہ علیہ، ابو عبید قاسم بن سلام رحمۃ اللہ علیہ، اسحاق ابن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول غریب ہے، امام ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا عبداللہ ابن عباس، سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا انس رضی اللہ عنہم سے اس بارے میں احادیث نقل کی ہیں۔

(3)وَالْمَذْهَبُ الثَّالِثُ أَنَّ كَثِيرَ النَّوْمِ يَنْقُضُ بِكُلِّ حَالٍ وَقَلِيلَهُ لا يَنْقُضُ بِحَالٍ وَهَذَا مَذْهَبُ الزُّهْرِيِّ وَرَبِيعَةَ وَالْأَوْزَاعِيِّ وَمَالِكٍ وَأَحْمَدَ فِي إِحْدَى الرِّوَايَتَيْنِ عَنْهُ

تیسرا موقف: بہت زیادہ گہری نیند ہر حال میں وضو کو ناقض بنا دیتی ہے اور تھوڑی سی نیند وضو کو ناقض نہیں کرتی، زہری رحمہ اللہ، ربیعہ رحمہ اللہ، اوزاعی رحمہ اللہ، مالک رحمہ اللہ، احمد رحمہ اللہ سے یہی منقول ہے۔

(4)وَالْمَذْهَبُ الرَّابِعُ أَنَّهُ إِذَا نَامَ عَلَى هَيْئَةٍ مِنْ هَيْئَاتِ الْمُصَلِّينَ كَالرَّاكِعِ وَالسَّاجِدِ والقائم والقاعد لا ينتقض وضوؤه سواءٌ كَانَ فِي الصَّلاةِ أَوْ لَمْ يَكُنْ وَإِنْ نَامَ مُضْطَجِعًا أَوْ مُسْتَلْقِيًا عَلَى قَفَاهُ انْتَقَض وَهَذَا مَذْهَبُ أَبِي حَنِيفَةَ وَدَاوُدَ وَهُوَ قَوْلٌ لِلشَّافِعِيِّ غَرِيبٌ

چوتھا موقف: کہ اگر کوئی نماز کی حالت میں سو جائے مثلاً اگر کوئی رکوع میں سجدے میں قیام اور قاعدے میں سو جائے تو ایسے شخص کا وضو نہیں ٹوٹتا اگرچہ کہ وہ نماز کی حالت میں ہو یا نہ ہو جب تک کوئی شخص لیٹ کر پیٹ کے بل نہیں سوتا اس کا وضو ناقض نہیں ہوتا ابو حنیفہ رحمہ اللہ، داود رحمہ اللہ، شافعی رحمہ اللہ کا یہ قول غیر معروف ہے۔

(5)والْمَذْهَبُ الْخَامِسُ أَنَّهُ لَا يَنْقُضُ إِلَّا نَوْمُ الرَّاكِعِ وَالسَّاجِدِ رُوِيَ هَذَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى

پانچواں موقف: حالتِ رکوع اور حالتِ سجدہ میں اگر کوئی سو جائے تو اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے اور کسی حالت پر نہیں ٹوٹتا امام احمد رحمہ اللہ سے اسی طرح نقل کیا جاتا ہے۔

(6)والمذهب السادس أنه لا ينقض الانوم السَّاجِدِ وَرُوِيَ أَيْضًا عَنْ أَحْمَدَ رَضِيَ اللهُ عنه

چھٹواں موقف: امام احمد رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی سجدہ کرتے ہوئے سو جائے تو اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(7)والمذهب السابع أنه لاينقض النَّوْمِ فِي الصَّلاةِ بِكُلِّ حَالٍ وَيَنْقُضُ خَارِجَ الصَّلاةِ وَهُوَ قَوْلٌ ضَعِيفٌ لِلشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى

نماز کے اندر کوئی سو جاتا ہے تو کسی بھی حال میں تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا اور اگر نماز میں نہ ہو اور سو جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے یہ قول امام شافعی رحمہ اللہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے لیکن یہ قول ضعیف ہے۔

(8)وَالْمَذْهَبُ الثَّامِنُ أَنَّهُ إِذَا نَامَ جَالِسًا مُمَكِّنًا مَقْعَدَتَهُ مِنَ الْأَرْضِ لَمْ يَنْتَقِضْ وَإِلَّا انْتَقَضَ سَوَاءٌ قَلَّ أَوْ كَثُرَ سَوَاءٌ كَانَ فِي الصَّلاةِ أَوْ خَارِجَهَا وَهَذَا مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ

اگر کوئی بیٹھ کر اس طرح سو جائے کہ اس کے سرین زمین پر اچھی طرح لگے ہوں تو وضو نہیں ٹوٹتا، اگر اس طرح نہ بیٹھا ہو تو وضو جاتا ہے چاہے تھوڑی دیر کی نیند ہو یا زیادہ دیر کی، چاہے وہ نماز کے اندر ہو یا نماز کے باہر، یہ امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب ہے۔

قول ثالث :تیسرا موقف

اصل بنیاد یہ ہے کہ گہری نیند سے وضوء ٹوٹتا ہے چاہے لیٹ کر یا بیٹھ کر

(اسکو ترجیح دی ہے شیخ البانی رحمہ اللہ، الشوکانی رحمہ اللہ نے)

شیخ البانی رحمہ اللہ کا قول:

((كما ظن البعض – أن الحديث أشار إلى أن النوم ليس ناقضا في نفسه بل هو مظنة خروج شيء من الإنسان في هذه الحالة فإنا نقول: لما كان الأمر كذلك أمر صلى الله عليه وسلم كل نائم أن يتوضأ ولو كان متمكنا لأنه عليه السلام أخبر أن العينين وكاء السه فإذا نامت العينان انطلق الوكاء كما في حديث آخر والمتمكن نائم فقد ينطلق وكاؤه ولو في بعض الأحوال كأن يميل يمينا أو يسارا فاقتضت الحكمة أن يؤمر بالوضوء كل نائم. والله أعلم))

جیسا کہ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ حدیث کا اس طرف اشارہ ہے کہ نیند بذاتِ خود وضو کے ٹوٹنے کی وجہ نہیں ہے بلکہ حالتِ نیند میں کسی بھی شخص سے کچھ بھی نکلنے کا احتمال ہمیشہ رہتا ہے اسی وجہ سے ہم یہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اسی وجہ سے ہر سونے والے کو وضو کرنے کا حکم دیا ہے اگرچہ کہ سونے والا متمکن (کنٹرول) کیوں نہ ہو چنانچہ نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد مبارک ہے کہ "آنکھیں دُبر کا بندھن ہیں" چنانچہ جب آنکھیں سو جاتی ہیں تو دُبر کا بندھن کھل جاتا ہے مثلاً ایک اور حدیث کے یہ الفاظ ہیں کہ "بیٹھے بیٹھے سونے والے کے دُبر کا بندھن کھل جاتا ہے اور کبھی وہ دائیں طرف جُھکتا ہے اور کبھی بائیں طرف جُھکتا ہے" لہٰذا اس میں یہ حکمت کارگار ثابت ہوتی ہے کہ ہر سونے والے

(المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج للنووی:4/75-74، کتاب الحیض،"باب الدليل على أن نوم الجالس لا ينقض الوضوء" الناشر: دار احیاء التراث العربی، بیروت)

پر وضو کا حکم ہے۔

((وما اخترناه هو مذهب ابن حزم وهو الذي مال إليه أبو عبيد القاسم بن سلام في قصة طريفة حكاها عنه ابن عبد البر في "شرح الموطأ" 1/1117/2 قال:"كنت أفتي أن من نام جالسا لا وضؤ عليه حتى قعد إلى جنبي رجل يوم الجمعة فنام فخرجت منه ريح ! فقلت: قم فتوضأ. فقال: لم أنم. فقلت: بلى وقد خرجت منك ريح تنقض الوضوء! فجعل يحلف بالله ما كان ذلك منه وقال لي: بل منك خرجت! فزايلت ما كنت أعتقد في نوم الجالس وراعيت غلبة النوم ومخالطته القلب))

ہم نے اس مسئلے میں جو موقف اختیار کیا ہے وہ امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے، امام عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح المؤطا: 1/117/2" میں ایک بہترین واقعہ کا ذکر کیا ہے اور ابوعبید قاسم بن سلام رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی موقف ہے وہ کہتے ہیں: میں فتویٰ دیا کرتا تھا کہ جو بیٹھے بیٹھے سوئے اس کا وضو نہیں ٹوٹتا یعنی کہ اس پر وضو نہیں چنانچہ واقعہ یہ ہے کہ جمعہ کے ایک دن ایک شخص میرے بازو میں بیٹھا ہوا تھا اور وہ بیٹھے بیٹھے سو رہا تھا اسی دوران اس سے ہوا خارج ہوگئی میں نے اس شخص سے کہا کہ جاؤ اور تازہ وضو کر کے آؤ تو اس شخص نے کہا کہ میں تو سویا ہی نہیں تو پھر وضو کس چیز کے لئے ہے میں نے جواب دیا کہ ہاں تم گہری نیند میں نہ تھے لیکن تم سے ہوا خارج ہوگئی اور تمہارا وضو ٹوٹ گیا تو یہ بات سن کر وہ شخص قسم کھا کر کہنے لگا کہ اس کی ہوا خارج نہیں ہوئی ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ آپ کی ہوا خارج ہوئی ہو اس واقعے سے مجھے سونے والے کے وضو کے بارے میں جو میرا فتویٰ تھا اس کے بابت مجھے بات سمجھ میں آگئی اور میں یہ بات اچھی طرح سمجھ گیا کہ سوئے ہوئے شخص کے دل ودماغ پر نیند غلبہ پا لیتی ہے۔

((فائدة هامة: قال الخطابي في "غريب الحديث" ق 32/2: وحقيقة

النوم هو الغشية الثقيلة التي تهجم على القلب فتقطعه عن معرفة الأمور الظاهرة. والناعس: هو الذي رهقه ثقل فقطعه عن معرفة الأحوال الباطنة،وبمعرفة هذه الحقيقة من الفرق بين النوم والنعاس تزول إشكالات كثيرة ويتأكد القول بأن النوم ناقض مطلقا. ولقد انحرف قلم الشوكاني عن الصواب هنا في "السيل الجرار" فإنه بعد أن قرر وجه القول المذكور أحسن تقرير عقب عليه بقوله 96/1: ولكنها وردت أحاديث قاضية بأنه لا ينتقض الوضوء بالنوم إلا إذا نام مضطجعا وهي تقوي بعضها بعضا كما أوضحت ذلك في شرحي لـ "المنتقى" فتكون مقيدة لما ورد في نقض مطلق النوم فلا ينقض إلا نوم المضطجع))

ہمیں اس واقعے سے ایک بڑا فائدہ حاصل ہوا اور ایک اہم نکتہ معلوم ہوا ، امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ "غریب الحدیث:2/32" میں کہتے ہیں: کہ نیند کی اصل حقیقت بوجھ والی اور غشی (چھا جانے والی حالت) ہے جس کا اثر دل پر ہوتا ہے چنانچہ دل میں نیند کی وجہ سے تمام ظاہری کاموں کی سمجھ بوجھ ختم ہو جاتی ہے اور اونگھ یہ ہے کہ کچھ بوجھ غالب آتا ہے اور باطنی یعنی کہ دل و دماغ سے سمجھ بوجھ کو ختم کر دیتی ہے، چنانچہ یہاں پر بات یہ ہے کہ نیند اور اونگھ کے درمیان میں پائے جانے والے فرق کا جب علم ہو جاتا ہے تو اس میں پائے جانے والے سارے شک وشبہات کا ازالہ ہو جاتا ہے،لہذا یہ کہنا واجبی ہے کہ نیند مطلق طور پر ناقض وضو ہے البتہ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ سے اس معاملے میں "السیل الجرار" میں غلطی ہوئی ہے لہذا امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ قول کو ثابت کیا ہے لیکن اس مسئلے میں تعلیق کا اضافہ کیا کہ کچھ اہم احادیث مذکور ہیں جو فیصلہ کن ہے ان احادیث میں یہ ہے کہ پیٹ کے بل لیٹ نے سے ہی وضو ٹوٹتا ہے اور یہ تمام احادیث آپس میں ایک دوسرے کو تقویت پہنچاتی ہیں اور میں نے اس کی وضاحت "المنتقی" کی شرح میں کی ہے

لہذا ان احادیث کو مقید مانا جائے گا جو مطلق نیند سے وضو ٹوٹنے کے بارے میں وارد ہیں

چنانچہ وضو اس وقت ہی ٹوٹتا ہے جب کوئی پیٹ کے بل لیٹتا ہے۔

(تمام المنۃ فی التعلیق علی فقہ السنۃ للالبانی، صفحہ:100-102، ومن نواقض الوضوء، الناشر: دار الرایۃ)

کیا گوٹھ (ایک طرح کی بیٹھک) مار کر سونے سے وضو ٹوٹتا ہے؟

(الْإِحْتِبَاءُ/ احْتَبَي) گوٹھ مار کر بیٹھنا؛ یعنی کہ کسی کپڑے کی مدد سے یا اپنے ہاتھوں کی مدد سے پاؤں اور پیٹ کو ملا کر جکڑنے کو (الْإِحْتِبَاءُ/ احْتَبَي گوٹھ مار کر بیٹھنا) کہا جاتا ہے یعنی کہ دونوں گھٹنے کھڑے کر کے تلوے زمین پر لگا کر بیٹھے اور دونوں ہاتھ پنڈلیوں پر ہوں تو اس بیٹھک کو احتباء (گوٹھ مار کر بیٹھنا) کہا جاتا ہے۔

(احْتَبَي بالثّوب) عام) (فعل (کپڑے کو سرین کے بل بیٹھ کر کمر اور پنڈلیوں کے ارد گرد باندھنا، حبوہ بنانا۔ اس کی مزید تفصیلات (almaany.com) پر ملاحظہ فرمائیں۔

(اثر: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

اس مسئلے میں ایک اثر بیان کیا جاتا ہے:

((أَخْبَرَنَاهُ إِجَازَةً أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ الْفَضْلِ الْقَطَّانُ بِبَغْدَادَ، نا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ، ثنا يَعْقُوبُ بْنُ سُفْيَانَ، ثنا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ، ثنا عَبْدُ اللهِ هُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ، ثنا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو صَخْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ يَزِيدَ بْنِ قُسَيْطٍ، يَقُولُ: إِنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: " لَيْسَ عَلَى الْمُحْتَبِي النَّائِمِ وَلَا عَلَى الْقَائِمِ النَّائِمِ وَلَا عَلَى السَّاجِدِ النَّائِمِ وُضُوءٌ، حَتَّى يَضْطَجِعَ، فَإِذَا اضْطَجَعَ تَوَضَّأَ " وَهَذَا مَوْقُوفٌ))

إِسْنَادُهُ جَيِّدٌ وَهُوَ مَوْقُوفٌ

گوٹھ مار کر سونے والے کا کھڑے ہو کر سونے والے کا اور سجدہ میں سونے والے کا وضو نہیں ٹوٹتا یہاں تک کہ وہ لیٹ کر نہ سوجائے اور جب کوئی لیٹ کر سوجاتا ہے تو اس پر وضو ہے، یہ روایت موقوف ہے۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی:1/197، کتاب الطہارۃ، باب ما ورد في نوم الساجد، رقم:603، امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اس روایت کے موقوف ہونے کو صحیح کہا ہے،" وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ مِنْ طَرِيقِ يَزِيدَ بْنِ قُسَيْطٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: لَيْسَ عَلَى الْمُحْتَبِي النَّائِمِ وَلَا عَلَى الْقَائِمِ النَّائِمِ وَلَا عَلَى السَّاجِدِ النَّائِمِ وُضُوءٌ حَتَّى يَضْطَجِعَ فَإِذَا اضْطَجَعَ تَوَضَّأَ إِسْنَادُهُ جَيِّدٌ وَهُوَ مَوْقُوفٌ" التلخیص الحبیر:1/336، کتاب الطہارۃ، باب الاحداث، الناشر: دار الکتب العلمیہ)

نوٹ: شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو "سلسلۃ احادیث الضعیفۃ" میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ((وقال: " وهذا موقوف ". قلت: وإسناده جيد كما قال الحافظ في "التلخيص ". لكن الراجح أن العمل على خلافه كما تقدم في آخر الحديث الذي قبله)) امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو موقوف کہا ہے، میں (شیخ البانی) کہتا ہوں کہ اس کی اسناد جید ہیں جیسا کہ امام ابن حجر رحمہ اللہ نے "التلخیص" میں کہا ہے لیکن راجح بات یہ ہے کہ عمل اس کے برخلاف ہے جیسا کہ اس سے پہلے والی حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔

(السلسلۃ احادیث الضعیفۃ للالبانی:2/371، رقم:954، الناشر: مکتبۃ المعارف، ریاض)

خلاصہ کلام

نیند کی دو قسمیں ہیں ہلکی نیند (اونگھ) اور گہری نیند، بلاشبہ گہری نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے البتہ ہلکی نیند یا اونگھ سے وضو نہیں ٹوٹتا ان دو قسم کی نیندوں کی تین قسمیں ہیں:

1) "ثقیل طویل "طویل بھاری نیند طویل اور بھاری نیند وہ ہوتی ہے جس میں ہوش و حواس کام نہیں کرتے اس طرح کی نیند میں انسان کو یہ پتہ نہیں رہتا کہ اس نے نیند کی حالت میں کیا کیا اور کیا نہیں کیا اس نیند کی دیگر علامات یہ ہیں کہ اگر کوئی چیز اس کے ہاتھ سے گر جائے یا تو اس کو پتہ نہیں چلتا اور اگر اس کے منہ سے تھوک نکلے تو اس کو اس بات کا علم نہیں رہتا نہ اس کو کوئی آواز سنائی دیتی ہے اور نہ کچھ نظر آتا ہے یہ ایک گہری نیند ہے اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

2) "ثقیل قصیر "مختصر بھاری نیند: اس نیند کو بھی گہری نیند میں شمار کیا جاتا ہے اور اس سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

3) "خفیف قصیر "مختصر ہلکی نیند: یہ نیند دراصل اونگھ میں شمار کی جاتی ہے اور اس بات پر علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ اونگھ سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

گہری نیند چاہے وہ کم ہو یا زیادہ اس پر وضو فرض ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں سورۃ المائدۃ سورۃ نمبر 5، آیت نمبر 6 میں ارشاد فرمایا:

﴿إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ الْآيَة﴾

جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے چہروں کو دھولیا کرو۔

لہٰذا جو شخص نماز کے لئے اٹھے تو اس کو چاہئے کہ وہ سب سے پہلے وضو کرلے جیسا کہ اس آیت مبارکہ کی تشریح میں زید ابن اسلم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

((وَحَدَّثَنِي، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ" أَنَّ تَفْسِيرَ هَذِهِ الْآيَةِ: يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ سورة المائدة آية ٦: أَنَّ ذَلِكَ إِذَا قُمْتُمْ مِنَ الْمَضَاجِعِ، يَعْنِي النَّوْمَ"))

"اللہ جل جلالہ نے فرمایا کہ: جب اٹھو تم نماز کے لیے تو دھوؤ منہ اپنا، اور ہاتھ اپنے کہنیوں تک، اور مسح کرو سروں پر، اور دھوؤ پاؤں اپنے ٹخنوں تک، اس سے یہ غرض ہے کہ جب

اٹھو نماز کے لیے سو کر۔"

(مؤطامالک روایۃ یحییٰ، کتاب الطہارۃ، بَابُ وُضُوءِ النَّائِمِ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ-جو کوئی سو کر نماز کے لیے اٹھے اس کے وضو کا بیان، حدیث نمبر:38۔تخریج الحدیث: «مقطوع صحيح، وأخرجه مالك فى «الموطأ» برقم:38، والبيهقي فى «سننه الكبير» برقم:578، والدارقطني فى «سننه» برقم:90، 91، شركة الحروف نمبر:35، فواد عبدالباقي نمبر:2- كِتَابُ الطَّهَارَةِ-ح:10ب«)

﴿إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ﴾ یہاں پر مراد (الْمَضَاجِعِ) ہے یعنی کہ (مِنَ النَّوْمِ) میں نے اس سلسلے میں سیدنا صفوان بن عسال المرادی رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی ذکر کر دی ہے اور اس حدیث کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے حسن کہا ہے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی میں نے ذکر کر دی ہے لہذا یہ دونوں احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ گہری نیند وضو کو توڑ دیتی ہے اور گہری نیند میں انسان کو ہوا خارج ہونے کا پتہ بھی نہیں چلتا یہاں پر گہری نیند سے مراد گہری طویل نیند اور گہری مختصر نیند دونوں شامل ہے البتہ اونگھ اور ہلکی نیند سے انسان کا شعور غافل نہیں ہوتا لہذا اس پر وضو نہیں ہے جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے اس حدیث میں اس بات کا ذکر ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز کے انتظار میں بیٹھے بیٹھے سو جایا کرتے تھے پھر جب نبی کریم نماز پڑھاتے تو وہ نماز ادا کر لیا کرتے تھے لہذا اس پر امام نووی رحمہ اللہ نے اس طرح باب قائم کیا ہے((باب الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ نَوْمَ الْجَالِسِ لاَ يَنْقُضُ الْوُضُوءَ)) بیٹھے بیٹھے سو جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا چنانچہ اکثر علمائے کرام کا اسی پر عمل ہے، چنانچہ ان تمام دلائل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ گہری نیند وضو کو توڑتی ہے اور ہلکی نیند اور اونگھ سے وضو نہیں ٹوٹتا۔واللہ اعلم



نواقض وضو (5) شرمگاہ کو اگر ہاتھ لگ جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے:

شرمگاہ کو اگر ہاتھ لگ جائے تو وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں اس بارے میں علمائے کرام کے درمیان اختلاف ہے۔

امام ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ کا قول:

((يَنْقُضُ الْوُضُوءَ. وَهُوَ مَذْهَبُ ابْنِ عُمَرَ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ وَعَطَاءٍ وَأَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ، وَعُرْوَةَ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَالزُّهْرِيِّ وَالْأَوْزَاعِيِّ وَالشَّافِعِيِّ، وَهُوَ الْمَشْهُورُ عَنْ مَالِكٍ، وَقَدْ رُوِيَ أَيْضًا عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ سِيرِينَ وَأَبِي الْعَالِيَةِ))

شرمگاہ کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اس بات کے قائل: سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما، سعید ابن المسیب رحمہ اللہ، عطاء رحمہ اللہ، آبان بن عثمان رحمہ اللہ، عروۃ رحمہ اللہ، سلیمان بن یسار رحمہ اللہ، زہری رحمہ اللہ، اوزاعی رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ ہیں اور امام مالک رحمہ اللہ سے بھی یہی بات مشہور ہے (کہ وہ بھی شرمگاہ کو چھونے سے وضو ٹوٹنے کے قائل ہیں) اور اسی طرح اس میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ابن سیرین رحمہ اللہ اور ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایات مروی ہیں۔

(المغنی لابن قدامہ المقدسی: 132/1، "باب ما ينقض الطهارة مسألة مس الفرج"، الناشر: مکتبۃ القاہرۃ)

جو اس بات کے قائل ہیں کہ "شرمگاہ کو ہاتھ لگنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے" ان کے دلائل حسب ذیل ہیں۔

نوٹ: یاد رہے شرم گاہ کو ہاتھ لگنے سے وضو کے ٹوٹنے کا مسئلہ تب ہی ہے جب ہاتھ بلا حائل لگے، اور اگر کپڑے وغیرہ کے اوپر سے لگتا ہے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔

شرمگاہ کو ہاتھ لگنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

قول اول

پہلی دلیل:(حدیث بسرہ رضی اللہ عنہا)

عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((دَخَلْتُ عَلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، فَذَكَرْنَا مَا يَكُونُ مِنْهُ الْوُضُوءُ، فَقَالَ مَرْوَانُ: مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ الْوُضُوءُ، فَقَالَ عُرْوَةُ: مَا عَلِمْتُ ذَلِكَ. فَقَالَ مَرْوَانُ: أَخْبَرَتْنِي بُسْرَةُ بِنْتُ صَفْوَانَ، أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:" إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ"))

"کہ میں مروان بن حکم کے پاس گیا، پھر ہم نے ان چیزوں کا ذکر کیا جن سے وضو لازم آتا ہے، تو مروان نے کہا: ذکر (عضو تناسل) کے چھونے سے وضو ہے، اس پر عروہ نے کہا: مجھے معلوم نہیں، تو مروان نے کہا: سیدہ بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا نے مجھے بتایا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا کہ "جب کوئی اپنا ذکر (عضو تناسل) چھوئے تو وضو کرے۔"

(سنن النسائي، كتاب صفة الوضوء، بَابُ : الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ-عضو تناسل چھونے سے وضو کا بیان، حدیث نمبر: 163، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ تخریج الحدیث: «سنن ابي داود / الطہارة70 (181)، سنن الترمذی / فیہ 61(82) مختصرا، سنن ابن ماجہ / 63(479) مختصرا، (تحفة الأشراف: 15785)، موطا امام مالک/فیہ 15 (58)، مسند احمد 6/406، 407، سنن الدارمی / الطہارة50 (751، 752)، ویأتي عند المولف بأرقام: 163، 445-448[صحیح])

امام شوکانی رحمہ اللہ کا قول:

((الْحَدِيثُ أَخْرَجَهُ أَيْضًا مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَابْنُ الْجَارُودِ قَالَ أَبُو دَاوُد قُلْت لِأَحْمَدَ: حَدِيثُ بُسْرَةَ لَيْسَ بِصَحِيحٍ، قَالَ: بَلْ هُوَ صَحِيحٌ، وَصَحَّحَهُ الدَّارَقُطْنِيّ وَيَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، حَكَاهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ وَأَبُو حَامِدِ بْنُ الشَّرْقِيِّ تِلْمِيذُ مُسْلِمٍ، وَالْبَيْهَقِيُّ وَالْحَازِمِيُّ))

اس حدیث کو امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ ، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ ، امام ابن حبان رحمہ اللہ ، امام حاکم رحمہ اللہ اور امام ابن جارود رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے، امام ابوداود رحمہ اللہ نے امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا کہ سیدہ بسرہ بنت صفوان کی حدیث صحیح ہے تو امام احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ سیدہ بسرہ بنت صفوان کی حدیث صحیح ہے امام دار قطنی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح کہا ہے، امام یحیٰ ابن معین رحمہ اللہ نے اس کو صحیح کہا ہے امام عبد البر رحمہ اللہ، ابو حامد بن شرقی تلمیذ مسلم رحمہ اللہ، اور امام بیہقی رحمہ اللہ اور اور امام حازمی رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

(نیل الاوطار للشوکانی:1/249،"أبواب نواقض الوضوء-باب الوضوء من لمس القبل"،الناشر:دارالحدیث، مصر)

دوسری دلیل:(مصعب رضی اللہ عنہ کا اثر)

سیدنا مصعب بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((كُنْتُ أُمْسِكُ الْمُصْحَفَ عَلَى سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ فَاحْتَكَكْتُ، فَقَالَ سَعْدٌ :" لَعَلَّكَ مَسِسْتَ ذَكَرَكَ"، قَالَ: فَقُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ: " قُمْ فَتَوَضَّأْ"، فَقُمْتُ فَتَوَضَّأْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ))

کہ میں کلام اللہ لیے رہتا تھا اور سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ پڑھتے تھے، ایک روز میں

نے کھجایا تو سیدنا سعد نے کہا کہ شاید تم نے اپنی شرمگاہ کو چھوا ہے تو میں نے جواب دیا کہ ہاں! تو سیدنا سعد نے کہا جاؤ جا کر وضو بنا کر آؤ، تو میں گیا اور وضو بنا کر آیا۔

(موطا امام مالک روایۃ یحییٰ، کتاب الطہارۃ، بَابُ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الْفَرْجِ-شرمگاہ کو چھونے سے وضو لازم ہونے کا بیان، حدیث نمبر:89۔ تخريج الحديث: «موقوف صحيح، وأخرجه البيهقي فى «سننه الكبير» برقم:413، 637، وعبد الرزاق فى «مصنفه» برقم: 414، 415، وابن أبى شيبة فى «مصنفه» برقم:1742، والطحاوي فى «شرح معاني الآثار» برقم: 463، 468، 469، شركة الحروف نمبر: 82، فواد عبدالباقي نمبر: 2- كِتَابُ الطَّهَارَةِ-ح:59)

مرد اور عورت اس حکم میں دونوں برابر ہیں:

تیسری دلیل: (حدیثِ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ مُحَمَّدٍ يَعْنِي الْخَطَّابِيَّ، حَدَّثَنِي بَقِيَّةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ، فَلْيَتَوَضَّأْ، وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ مَسَّتْ فَرْجَهَا فَلْتَتَوَضَّأْ"))

جو بھی آدمی اپنی شرمگاہ کو چھوئے گا وہ نیا وضو کریگا اور جو عورت اپنی شرمگاہ کو چھوئے گی وہ بھی نیا وضو کرے گی۔

(مسند احمد ابن حنبل:6/487، مسند مکثرین، حدیث نمبر:7076، الناشر: دار الحدیث القاہرۃ، شیخ احمد محمد شاکر رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)[10]

---

[10] إسناده صحيح، على ما في ظاهره من عنعنة بقية، كما سيأتي: عبد الجبار بن محمد الخطابي:

- ✓ شیخ البانی رحمہ اللہ اس حدیث کو "صحیح الجامع" حدیث نمبر: 2725 میں ذکر کیا ہے اور اس حدیث کو "صحیح" کہا ہے۔
- ✓ شیخ شعیب ارناؤوط رحمہ اللہ نے اس حدیث کو "حسن" کہا ہے: (مسند احمد: 11/648، رقم: 7075، الناشر: مؤسسۃ الرسالۃ)[11]

مضت ترجمته (٢٥١٠). والحديث ذكره الهيثمي في مجمع الزوائد (١: ٢٤٥) وقال: رواه أحمد، وفيه بقية بن الوليد، وقد عنعنه، وهو مدلس". ورواه البيهقي في السنن الكبرى (١: ١٣٢ – ١٣٣)، من طريق أحمد بن الفرج الحجازي الحمصي: "حدثنا بقية بن الوليد حدثني الزبيدي حدثني عمرو بن شعيب"، بهذا الإسناد، نحوه. ثم قال البيهقي: "ورواه إسحق الحنظلي [يعني ابن راهويه، عن بقية عن الزبيدي، ومحمد بن الوليد الزبيدي ثقة. وهكذا رواه عبد الله بن المؤمل عن عمرو. وروي من وجه آخر عن عمرو". ثم رواه من طريق عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان "عن أبيه عن عمرو بن شُعيب، فذكره بإسناده ومعناه". ورواه الحازمي في الاعتبار (ص ٤١ – ٤٢)، من طريق إسحق بن إبراهيم الحنظلي؟ هو ابن راهويه: "حدثنا بقية بن الوليد حدثني الزبيدي حدثني عمرو بن شُعيب"، بهذا الإسناد، نحوه. ثم قال الحافظ الحازمي: "هذا إسناد صحيح؛ لأن إسحق بن إبراهيم: إمام غير مدافع، وقد خرجه في مسنده، وبقية بن الوليد، ثقة في نفسه، وإذا روى عن المعروفين فمحتجّ به، وقد أخرج مسلم بن الحجاج فمن بعده من أصحاب الصحاح حديثه، محتجين به. والزبيدي: هو محمد بن الوليد قاضي دمشق، من ثقات الشاميين، محتج به في الصحاح كلها. وعمرو بن شُعيب: ثقة باتفاق أئمة الحديث، وإذا روى عن غير أبيه لم يختلف أحد في الاحتجاج به. وأما روايته عن أبيه عن جده، فالأكثرون على أنها متصلة، ليس فيها إرسال ولا انقطاع، وقد روى عنه خلق من التابعين. وذكر الترمذي في كتاب العلل عن محمّد بن إسماعيل البخاري أنه قال: حديث عبد الله بن عمرو في هذا الباب، في باب مسّ الذكر- هو عندي صحيح. وقد روي هذا الحديث عن عمرو بن شُعيب من غير وجه، فلا يظنّ ظانّ أنه من مفاريد بقية فيحتمل أن يكون قد أخذه عن مجهول. والغرض من تبين هذا الحديث زجر من لم يتقن مخارج الحديث عن الطعن في الحديث، من غير تتبع وبحث عن مطالعة". وقد لخص الإمام ابن القيم كلام الحازمي هذا، في تهذيب السنن (١: ١٣٤) وأقره. وانظر التلخيص الحبير (ص ٤٥). ونصب الراية (١: ٥٨ – ٦٩). زيادة [بي]: من نسخة بهامش (م"))

شرمگاہ اور ہاتھ کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو تو نیا وضو کرنا ضروری ہے:

چوتھی دلیل: (حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((حديث أبي هريرة مرفوعا: إِذَا أَفْضَى أحدُكُمْ بِيَدِهِ إِلَى فَرْجِهِ ، لَيْسَ دُونَهَا حِجَابٌ وَلَا سِتْرٌ ، فَقَدْ وَجب عَلَيْهِ الْوُضُوءُ))

" إسناده حسن، بقية -وهو ابن الوليد- صرح بالتحديث كما سيأتي، عبد الجبار بن حمد: ذكره الحسيني في "الإكمال" ص ٢٥٤، والحافظ في "التعجيل" ٢٤٣، ٢٤٤، فقالا: عبد الجبار بن محمد بن عبد الحميد (في "الإكمال": عبد الرحمن، وهو خطأ) الخطابي العدوي، يروي عن ابن عيينة، وبقية،وعبيد الله بن عمرو الرقي، وعنه أحمد وغيره، مات سنة ٢٣٨، ثم قال الحافظ ابن حجر: وعبد الجبار هذا يعرف بالخطابي، لأن عبد الحميد جده هو أبو عبد الرحمن بن زيد بن الخطاب، ذكره ابن حبان في "الثقات" [٤١٨/٨] في الطبقة الرابعة، وروى عنه أيضاً يحيى بن يعقوب، والعلاء بن سالم، ومسعر. ذكره ابن أبي حاتم. قلنا: لم نجده عند ابن أبي حاتم في "الجرح والتعديل" ولا ذكره البخاري في "التاريخ الكبير"وأخرجه ابن الجارود في "المنتقى" (١٩) ، والدارقطني ١٤٧/١، والبيهقي في "السنن" ١٣٢/١ من طريق أحمد بن الفرج، والحازمي في "الاعتبار" ص ٤٢ من طريق إسحاق بن راهويه، كلاهما عن بقية، قال: حدثني الزبيدي، بهذا الإسناد. قال البيهقي: وهكذا رواه عبد الله بن المؤمل، عن عمرو (يعني ابن شعيب) ، وروي من وجه آخر عن عمرو. وأخرجه البيهقي في "السنن" ١٣٢/١ من طريق إدريس بن سليمان، عن حمزة بن ربيعة، عن يحيى بن راشد، عن عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان، عن أبيه، عن عمرو بن شعيب. قال البيهقي: فذكره بإسناده ومعناه. ونقل الحازمي عن الترمذي في "العلل" أن محمد بن إسماعيل البخاري، قال: حديث عبد الله بن عمرو في هذا الباب في باب مس الذكر هو عندي صحيح-وأورده الهيثمي في "المجمع" ٢٤٥/١، وقال: رواه أحمد، وفيه بقية بن الوليد

جب بھی تم میں سے کوئی اپنا ہاتھ اپنی شرم گاہ تک لیکر جائے اور شرمگاہ اور ہاتھ کے بیچ میں کوئی پردہ حائل نہ ہو تو اس پر وضو فرض ہو جاتا ہے۔

(سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی:3/238، حدیث نمبر:1235، الناشر: مکتبۃ المعارف، فیاض، أخرجه ابن حبان (210) والسياق له والدارقطني (53) والبيهقي (1/133) واسناد ابن حبان جيد. وله عند البيهقي شاهد آخر عن محمد بن عبد الرحمن بن ثوبان مرسلا۔)

پانچویں دلیل: (حدیثِ زید رضی اللہ عنہ)

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

((حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ الزُّهْرِيُّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " مَنْ مَسَّ فَرْجَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ"))

کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جس نے شرمگاہ کو ہاتھ لگایا اس پر وضو ہے۔

(مسند احمد ابن حنبل:16/62، حدیث نمبر:21585، الناشر: دار الحدیث، القاہرۃ، شیخ احمد محمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی سند کو صحیح کہا ہے، "اسنادہ صحیح، وابن إسحق صرح بحدثني والحديث مختلف فيه بين الفقهاء ..." شیخ شعیب ارناؤوط نے اس حدیث کو "حسن" کہا ہے[12])

---

[12] (دیکھئے: مسند احمد:36/19، حدیث نمبر:21689، الناشر: مؤسسۃ الرسالۃ) "إسناده حسن من أجل محمد بن إسحاق، وباقي رجاله ثقات رجال الشيخين. يعقوب: هو ابن إبراهيم بن سعْد الزهري. وأخرجه الطحاوي في "شرح معاني الآثار" ٧٣/١، والطبراني في "الكبير" (٥٢٢٢)، وابن عدي في "الكامل" ٢١٢٥/٦؛ من طريق يعقوب بن إبراهيم، بهذا الإسناد. وأخرجه ابن أبي شيبة ١٦٣/١، والبزار في "مسنده" (٣٧٦٢)، والطحاوي" . ٧٣/١، والطبراني (٥٢٢١) من طريق عبد الأعلى

چھٹویں دلیل:(حدیث ام حبیبہ رضی اللہ عنہا)

ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:مَنْ مَسَّ فَرْجَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ))

"کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو اپنی شرمگاہ چھوئے تو وضو کرے۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، بَابُ : الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ-شرمگاہ کو چھونے سے وضو کرنے کا بیان، حدیث نمبر:481، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو "صحیح لغیرہ" کہا ہے۔تخریج الحدیث: «تفرد به ابن ماجه، (تحفة الأشراف:15864،ومصباح الزجاجة:197)(صحیح)[سند میں مکحول رحمہ اللہ مدلس راوی ہیں، اور روایت عنعنہ سے کی ہے، لیکن سابقہ احادیث سے تقویت پر یہ صحیح ہے]۔امام ابو زرعہ رحمہ اللہ، امام حاکم رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔امام ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں

بن عبد الأعلى، عن محمد ابن إسحاق، به . وأخرجه ابن عدي ١٩٦/١ من طريق عبد الملك بن جريج، عن محمد بن مسلم بن شهاب الزهري، به . وقرن بزيد بن خالد عائشة، وقال: هو من حديث ابن جريج عن الزهري غير محفوظ .وفي الباب عن عبد الله بن عمرو بن العاص، سلف برقم (٧٠٧٦) ، وانظر تتمة شواهده هناك .

الشیخ سعد بن ناصر بن عبدالعزیز ابو حبیب الشثری حفظہ اللہ نے مصنف ابن ابی شیبہ کی حدیث کو "حسن" کہا ہے "حسن: ابن إسحاق صدوق صرح بالسماع عند أحمد، أخرجه أحمد (21689) والطحاوي 1/ 73- والطبراني (5222) وابن عدي 6/ 2125."(مصنف ابن ابی شیبۃ:2/ 348،حدیث نمبر:1739،الناشر:دار کنوز،اشبیلیا،ریاض)

الشیخ سعد بن ناصر بن عبدالعزیز ابو حبیب الشثری حفظہ اللہ کہتے ہیں:((قال أبو حنيفة: لا ينتقض الوضوء بمس الذكر، وقال الجمهور: ينتقض به، ومذهب الجمهور أرجح))امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں شرمگاہ کو چھولینے سے وضو نہیں ٹوٹتا، اور جمہور علمائے کرام کہتے ہیں کہ شرمگاہ کو چھونے سے وضو کرنا پڑے گا لہذا اس مسئلے میں جمہور علمائے کرام کا مذہب راجح ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ:2/348،کتاب الطہارۃ،"باب[٢٠٠] من كان يرى في مس الذكر وضوء"، الناشر:دار کنوز،اشبیلیا،ریاض)

امام ابن السکن رحمہ اللہ نے کہا:"لا اعلم به علة" التلخيص الحبير ص124ج1، التمهيد صفحہ:17/192۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے:ارواء الغلیل 117)

ساتویں دلیل:(ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اثر)

پہلا اثر:

((حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، صَلَّى يَوْمًا مِنَ الضُّحَى وَقَالَ: إِنِّي كُنْتُ مَسَسْتُ ذَكَرِي فَنَسِيتُ))

نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک دن سیدنا عبداللہ ابن عمر نے بوقتِ نماز کے وقت میں فجر کی نماز ادا کی اور فرمایا میں نے (فجر کی نماز کے وقت) اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگایا اور بھول گیا(شرمگاہ کو ہاتھ لگانے کے بعد میں نے بغیر وضو کے فجر کی نماز ادا کرلی اسی وجہ سے میں نے پھر سے فجر کی نماز ادا کی ہے)

(مصنف ابن ابی شیبۃ:2/350، حدیث نمبر:1748، الناشر: دار کنوز ،اشبیلیا، ریاض، الشیخ سعد بن ناصر بن عبدالعزیز ابو حبیب الشثری حفظہ اللہ نے اس اثر کو "صحیح" کہا ہے،"صحيح، أخرجه عبد الرزاق(417)والطحاوي1/72")

آٹھویں دلیل:(دوسرا اثر)

((حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، كَانَ إِذَا مَسَّ فَرْجَهُ أَعَادَ الْوُضُوءَ))

نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما شرمگاہ کو ہاتھ لگانے کے بعد نیا وضو کیا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ:2/351، حدیث نمبر:1749، الناشر: دار کنوز ،اشبیلیا، ریاض، الشیخ سعد بن ناصر بن عبدالعزیز ابو حبیب الشثری حفظہ اللہ نے اس اثر کو "صحیح" کہا ہے)

نویں دلیل: (تیسرا اثر)

((حَدَّثَنَا شَبَابَةُ، قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَابْنِ عُمَرَ قَالَا: مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ تَوَضَّأَ))

عطاء رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبداللہ ابن عباس اور عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں کہ جس نے شرمگاہ کو ہاتھ لگایا وہ وضو کرے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ:2/351، حدیث نمبر:1752، الناشر: دار کنوز، اشبیلیا، ریاض، الشیخ سعد بن ناصر بن عبدالعزیز ابو حبیب الشثری حفظہ اللہ نے اس اثر کو "صحیح" کہا ہے، "صحيح. أخرجه الطحاوي 1/ 76، والبيهقي١/ 131")

چھوٹے بچے اور بچیوں کی شرمگاہ کو چھونا اور اس کا حکم؟

اس بات سے تمام لوگ بخوبی واقف ہیں کہ کم عمر بچے اور بچیوں کو اکثر گھر کی عورتیں استنجاء کراتی ہیں یعنی کہ ان کی شرمگاہ کو رگڑ کر ان کا پیشاب پاخانہ دھوتی ہیں اور صفائی کرتی ہیں، نہلاتی ہیں اور ان کو کپڑے پہناتی ہیں ان تمام کاموں کے درمیان شرمگاہ کو ہاتھ لگنا ممکن ہے لہٰذا اس مسئلے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے کہ اگر چھوٹے بچوں کی شرمگاہ کو ہاتھ لگ جائے تو وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں اس میں علمائے کرام کے دو اقوال ہیں نمبر ایک وضو ٹوٹ جاتا ہے، نمبر دو وضو نہیں ٹوٹتا۔

امام ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ کا قول:

((وَلَا فَرْقَ بَيْنَ ذَكَرِ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ. وَبِهِ قَالَ عَطَاءٌ وَالشَّافِعِيُّ وَأَبُو ثَوْرٍ وَعَنْ الزُّهْرِيِّ وَالْأَوْزَاعِيِّ: لَا وُضُوءَ عَلَى مَنْ مَسَّ ذَكَرَ الصَّغِيرِ؛ لِأَنَّهُ يَجُوزُ مَسُّهُ وَالنَّظَرُ إلَيْهِ))

1) چھوٹوں اور بڑوں کی شرمگاہ میں کوئی فرق نہیں، عطاء رحمہ اللہ، شافعی رحمہ اللہ، ابو ثور رحمہ اللہ سے یہی منقول ہے (کہ چھوٹے ہوں یا بڑے کسی کی بھی شرمگاہ کو ہاتھ لگ جائے تو وضو

ٹوٹ جاتا ہے)۔

2) زہری رحمۃ اللہ علیہ اور اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ چھوٹے بچوں کی شرمگاہ کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ (ضرورت کے تحت) چھوٹے بچوں کی شرمگاہ کو ہاتھ لگانا اور دیکھنا جائز ہے۔

((وَقَدْ رُوِيَ عَنْ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - «أَنَّهُ قَبَّلَ زُبَيْبَةَ الْحَسَنِ، وَرُوِيَ أَنَّ النَّبِيَّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مَسَّ زُبَيْبَةَ الْحَسَنِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ))

(المغنی لابن القدامہ المقدسی:،الناشر:1/133،133کتاب الطہارۃ،مسألة مس الرجل ذكر نفسه خاصة عمدا،رقم:253، مکتبۃ القاہرۃ)

نوٹ:((مَسَّ زُبَيْبَةَ الْحَسَنِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ))کے الفاظ ضعیف ہیں جیسا کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن الکبری میں ذکر کیا ہے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((فَهَذَا إِسْنَادُهُ غَيْرُ قَوِيٍّ، وَلَيْسَ فِيهِ أَنَّهُ مَسَّهُ بِيَدِهِ، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ))

(سنن الکبریٰ للبیہقی:1/215،کتاب الطہارۃ، " باب ترک الوضوء من مس الفرج بظہر الکف "،الناشر:دار الکتب العلمیہ،بیروت)

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو ضعیف کہا ہے: (التلخیص الجبیر لابن حجر عسقلانی:1/352،کتاب الطہارۃ،باب الاحداث،الناشر:دار الکتب العلمیہ)

شیخ بن باز رحمہ اللہ کا قول:

((إذا غسلت طفلًا وأنا متوضئة، فهل ينتقض وضوئي؟ ((نعم إذا مسست فرج الطفل ينتقض الوضوء، فإن مس الفرج من الطفل ومن الكبير ينقض الوضوء، إذا كان من دون حائل، أما مع الحائل ومن وراء الحائل فلا ينقض الوضوء. نعم. المقدم: جزاكم الله خيرًا.))

جی ہاں! اگر کسی نے چھوٹے بچے کی شرمگاہ کو ہاتھ لگایا تو وضو ٹوٹ جاتا ہے چھوٹے بچے اور بڑوں کی شرمگاہ کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے البتہ شرمگاہ کے درمیان کوئی چیز حائل ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا۔

(نور على الدرب-حكم وضوء من غسلت طفلاً)

https://binbaz.org.sa/fatwas/9340/%D8%AD%D9%83%D9%85-%D9%88%D8%B6%D9%88%D8%A1-%D9%85%D9%86-%D8%BA%D8%B3%D9%84%D8%AA-%D8%B7%D9%81%D9%84%D8%A7

(یعنی کہ اگر کوئی یہ کام (Hand Gloves) پہن کر یا اس جیسی کوئی چیز استعمال کرے تو وضو نہیں ٹوٹتا)

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کا قول:

((هل غسل فرج الطفل ينقض الوضوء ؟ لا ، يعني : مس عورة الطفل لا ينقض الوضوء ، بل مس عورة الإنسان البالغ لا ينقض الوضوء ، إلا إذا كان لشهوة))

سوال: کیا بچے کی پیشاب پاخانہ والی جگہ یعنی کہ شرمگاہ کو دھونے سے وضو ٹوٹ جائے گا؟ اس سوال کے جواب میں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ بچے کی شرمگاہ کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا یہاں تک بالغ انسان کی شرمگاہ کو بھی چھونے سے اس وقت تک وضو نہیں ٹوٹتا جب تک کہ شہوت کے ساتھ نہ چھوا جائے۔

(کتاب لقاء الباب المفتوح لابن عثیمین: 31/162، "تأثير مس فرج الطفل على الوضوء" -

[لقاءات كان يعقدها الشيخ بمنزله كل خميس . بدأت في أواخر شوال1412هـ وانتهت في الخميس ١٤ صفر، عام1421هـ]مصدر الكتاب : دروس صوتية قام بتفريغها موقع الشبكة الإسلامية)

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ کا قول:

((سؤال: ما حكم مس عورة الطفل، هل تنقض الوضوء أم لا ؟))

سوال: بچے کی شرمگاہ کو چھونے کا کیا حکم ہے، کیا اس سے وضوٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

((الجواب: مس الفرج قبلًا كان أو دبرًا، ينقض الوضوء من الكبير ومن الصغير، فلا فرق بين الكبير والصغير في هذا))

جواب: خواہ شرمگاہ کو سامنے سے چھوئیں یا پیچھے سے چھوئیں چھوٹے بچے کی چھوئیں یا بڑے شخص کی دونوں حالتوں میں وضوٹوٹ جاتا ہے چاہے کوئی چھوٹا بچہ ہو یا بڑا دونوں کی شرمگاہ میں کوئی فرق نہیں۔

(مجموع فتاوی الشیخ صالح بن فوزان:1/222، کتاب الطہارۃ،" مس عورة الطفل تنقض الوضوء")

(اللجنة الدائمة) کا فتوی:

س ٥: هل لمس عورة صغيري أثناء تغيير ملابسه ينقض وضوئي؟

جـ٥: الحمد لله وحده والصلاة والسلام على رسوله وآله وصحبه. . وبعد: لمس العورة بدون حائل ينقض الوضوء سواء كان الملموس صغيرا أو كبيرا. لما ثبت أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: «من مس فرجه فليتوضأ . «

السؤال الخامس من الفتوى رقم ١٠٤٤٧

سوال: بچوں کو کپڑے پہناتے وقت اگر ان کی شرمگاہ کو ہاتھ لگ جائے تو کیا وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: اگر کوئی شرمگاہ کو بغیر کسی رکاوٹ کے چھوئے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے چاہے وہ شرمگاہ چھوٹوں کی ہو یا بڑوں کی کیونکہ یہ بات حدیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس نے شرمگاہ کو چھوا وہ وضو کرے"۔

(الفتاوی اللجنۃ الدائمۃ [المجموعۃ الاولی]: 286/5، "باب نواقض الوضوء لمس عورة الصغير"، المؤلف: اللجنةالدائمة للبحوث العلمية والإفتاءجمع وترتيب: احمد بن عبد الرزاق الدويش - الناشر: رئاسۃ ادارۃ البحوث العلمیۃ والافتاء - الادارۃ العامۃ للطبع - الریاض)

قول ثانی

شرمگاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا

علامہ سرخسی رحمہ اللہ کا قول:

((قَالَ (وَكَذَلِكَ إنْ مَسّ ذَكَرَهُ بَعْدَ الْوُضُوءِ فَلَا وُضُوءَ عَلَيْهِ، وَهَذَا عِنْدَنَا)، وَقَالَ الشَّافِعِيُّ - رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى - إذَا مَسّ بِبَاطِنِ كَفِّهِ مِنْ غَيْرِ حَائِلٍ فَعَلَيْهِ الْوُضُوءُ))

شرمگاہ کو چھونے سے وضو ہے یا نہیں اس مسئلے میں ہمارے نزدیک یہ ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہاتھ اور شرمگاہ کے درمیان اگر کوئی بھی چیز حائل نہ ہو تو شرمگاہ کو چھونے والے پر وضو ہے۔

(((وَلَنَا) حَدِيثُ «قَيْسُ بْنُ طَلْقٍ عَنْ أَبِيهِ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - عَمَّنْ مَسّ ذَكَرَهُ هَلْ عَلَيْهِ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَقَالَ لَا هَلْ هُوَ إلَّا بَضْعَةٌ مِنْك، أَوْ قَالَ جِذْوَةٌ مِنْك وَعَنْ جَمَاعَةٍ

مِنْ الصَّحَابَةِ مِنْهُمْ عُمَرُ وَعَلِيٌّ وَابْنُ مَسْعُودٍ - رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ - مِثْلُ قَوْلِنَا

حدیثِ سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ کی بنیاد پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت میں سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول بھی اسی کے مثل ہے (یعنی کہ شرمگاہ کو چھونے سے وضو نہیں)

(المبسوط للسرخسی: 1/66، کتاب الطہارۃ، باب الوضوء والغسل، الناشر: مطبعۃ السعادۃ، مصر)

امام ابن قدامہ المقدسی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وَالرِّوَايَةُ الثَّانِيَةُ، لَا وُضُوءَ فِيهِ. رُوِيَ ذَلِكَ عَنْ عَلِيٍّ وَعَمَّارٍ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَحُذَيْفَةَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ، وَبِهِ قَالَ رَبِيعَةُ وَالثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُنْذِرِ، وَأَصْحَابُ الرَّأْيِ لِمَا رَوَى قَيْسُ بْنُ طَلْقٍ، عَنْ أَبِيهِ))

اس مسئلے میں دوسری حدیث میں یہ ہے کہ شرمگاہ کو چھونے سے وضو نہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا عمار رضی اللہ عنہ، سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ، سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ، سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ ہیں اور ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ، سفیان الثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ اور اصحاب الرائے اسی بات کے قائل ہیں اور اس کی دلیل سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔

(المغنی لابن قدامہ المقدسی: 1/132، "باب ما ينقض الطهارة مسألة مس الفرج"، الناشر: مکتبۃ القاہرۃ)

شرمگاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا:

پہلی دلیل: (حدیثِ طلق رضی اللہ عنہ)

سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

((قَدِمْنَا عَلَى نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَ رَجُلٌ كَأَنَّهُ بَدَوِيٌّ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ" مَا تَرَى فِي مَسِّ الرَّجُلِ ذَكَرَهُ بَعْدَ مَا يَتَوَضَّأُ؟ فَقَالَ: هَلْ هُوَ إِلَّا مُضْغَةٌ مِنْهُ؟ أَوْ قَالَ: بَضْعَةٌ مِنْهُ"، قَالَ أَبُو دَاوُد: رَوَاهُ هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وشعبة، وابن عيينة، وجرير الرازي، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ.))

"کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اتنے میں ایک شخص آیا وہ دیہاتی لگ رہا تھا، اس نے کہا: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! وضو کر لینے کے بعد آدمی کے اپنے عضو تناسل چھونے کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ تو اسی کا ایک لوتھڑا ہے، یا کہا: "ٹکڑا ہے"۔

(سنن ابوداود، کتاب الطہارۃ، بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ- عضو تناسل چھونے سے وضو نہ کرنے کی رخصت کا بیان، حدیث نمبر: 182، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ تخریج الحدیث: «سنن الترمذی/الطهارة62(85)، سنن النسائی/الطهارة119(165)، سنن ابن ماجہ/الطهارة 64 (483)، (تحفة الأشراف: 5023)، وقد أخرجه: مسند احمد (4/22،23)(صحيح)»)

امام الخطیب تبریزی رحمہ اللہ کا قول:

امام محمد بن عبداللہ الخطیب تبریزی رحمہ اللہ اس حدیث کے بارے میں کہتے ہیں:

((وَعَن طلق بن عَليّ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مَسِّ الرَّجُلِ ذَكَرَهُ بَعْدَمَا يَتَوَضَّأُ. قَالَ: «وَهَلْ هُوَ إِلَّا بَضْعَةٌ مِنْهُ» . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَى ابْنُ مَاجَهْ نَحوه

قَالَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ مُحْيِي السُّنَّةِ رَحِمَهُ اللَّهُ: هَذَا مَنْسُوخٌ لِأَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَسْلَمَ بَعْدَ قدوم طلق))

یہ حدیث منسوخ ہے، کیونکہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ کی آمد کے بعد مسلمان ہوئے۔

(مشکاۃ المصابیح للتبریزی:1/104، "باب مایوجب الوضوء الفصل الثاني"، حدیث نمبر:320، الناشر: المکتب الاسلامی، بیروت۔ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو صحیح کہا ہے)

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((حَدَّثَنَا صَالِحٌ، قَالَ: ثنا سَعِيدٌ، قَالَ: ثنا هُشَيْمٌ، قَالَ: أنا يُونُسُ، عَنِ الْحَسَنِ «أَنَّهُ كَانَ لَا يَرَى فِي مَسِّ الذَّكَرِ وُضُوءًا» فَبِهَذَا نَأْخُذُ ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ ، وَأَبِي يُوسُفَ ، وَمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ ، رَحِمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى))

یونس نے حسن سے نقل کیا کہ وہ شرمگاہ کو چھونے پر وضو کو ضروری نہیں سمجھتے تھے لہذا ہم اسی کے قائل ہیں اور یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن حسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ کا قوال ہے۔

(شرح معانی الآثار للطحاوی:1/79-71، کتاب الطهارة، "باب مس الفرج هل يجب فيه الوضوء أم لا ؟"، الناشر: عالم الکتب)

ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

اس حدیث کے بارے میں ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

(((وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ) : يُكَنَّى أَبَا عَلِيٍّ الْحَنَفِيَّ الْيَمَانِيَّ، وَيُقَالُ لَهُ أَيْضًا طَلْقُ بْنُ ثُمَامَةَ، رَوَى عَنْهُ ابْنُ قَيْسٍ (قَالَ «سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ -

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - عَنْ مَسِّ الرَّجُلِ ذَكَرَهُ بَعْدَمَا يَتَوَضَّأُ. قَالَ: (وَهَلْ هُوَ إِلَّا بَضْعَةٌ») : بِفَتْحِ الْبَاءِ، أَيْ: قِطْعَةُ لَحْمٍ (مِنْهُ) : أَيْ: مِنَ الرَّجُلِ وَفِي نُسْخَةٍ: مِنْكَ. أَيْ: فَهُوَ كَمَسِّ بَقِيَّةِ أَعْضَائِهِ فَلَا نَقْضَ بِهِ. نَقَلَ الطَّحَاوِيُّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: مَا أُبَالِي أَنْفِي مَسِسْتُ أَوْ أُذُنِي أَوْ ذَكَرِي. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ: مَا أُبَالِي ذَكَرِي مَسِسْتُ فِي الصَّلَاةِ أَوْ أُذُنِي أَوْ أَنْفِي. وَعَنْ كَثِيرٍ مِنَ الصَّحَابَةِ نَحْوُهُ، وَعَنْ سَعْدٍ لَمَّا سُئِلَ عَنْ مَسِّ الذَّكَرِ؟ فَقَالَ: إِنْ كَانَ شَيْءٌ مِنْكَ نَجِسًا فَاقْطَعْهُ وَلَا بَأْسَ بِهِ. وَعَنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ مَسَّ الْفَرْجِ فَإِنْ فَعَلَ لَمْ يَرَ عَلَيْهِ وُضُوءًا (رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ) . أَيْ بِهَذَا اللَّفْظِ (وَرَوَى ابْنُ مَاجَهْ نَحْوَهُ) . أَيْ بِالْمَعْنَى. قَالَ ابْنُ الْهُمَامِ: الْحَقُّ أَنَّ كُلًّا مِنَ الْحَدِيثَيْنِ لَا يَنْزِلُ عَنْ دَرَجَةِ الْحَسَنِ لَكِنْ يَتَرَجَّحُ حَدِيثُ طَلْقٍ بِأَنَّ حَدِيثَ الرِّجَالِ أَقْوَى لِأَنَّهُمْ أَحْفَظُ لِلْعِلْمِ وَأَضْبَطُ، وَلِذَا جَعَلَ شَهَادَةَ امْرَأَتَيْنِ بِشَهَادَةِ رَجُلٍ اهـ. وَأَطَالَ الطَّحَاوِيُّ فِي تَضْعِيفِ حَدِيثِ بُسْرَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

یہ طلق بن علی رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کی کنیت ابو علی ہے اور یہ یمانی ہیں اور یہ قبیلہ بنو حنیفہ سے ہیں ان کو طلق بن ثمامہ بھی کہا جاتا ہے ان کے بیٹے کا نام قیس ہے جو ان سے روایت کرتے ہیں، "الاکمال" میں ان کی نسبت "یمامی" سے کی گئی ہے۔

ایک نسخہ میں ((مِنْهُ) : أَيْ: مِنَ الرَّجُلِ) اور دوسرے نسخہ میں (مِنکَ) ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ شرمگاہ کو چھونا جسم کے دیگر اعضاء کو چھونے کے برابر ہے لہٰذا شرمگاہ کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا، امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ میں نے اپنی ناک کو یا کان یا عضوِ تناسل کو ہاتھ لگاؤں۔ سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی

روایت ہے کہ مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ میں نے نماز میں اپنے عضوِ تناسل کو چھویا یا ناک کو۔ کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اسی طرح مروی ہے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب ان سے شرمگاہ کو چھونے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا اگر یہ نجس ہے تو تم اس کو کاٹ ڈالو لہذا عضوِ خاص کو چھونے میں کوئی قباحت نہیں ہے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ عضوِ خاص کو چھونے کو پسند نہیں کرتے تھے البتہ یہ کہتے تھے کہ اگر کوئی چھولے تو اس پر وضو نہیں۔ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ درست بات یہ ہے کہ یہ دونوں حدیثیں حسن درجہ سے کم کی نہیں ہیں لیکن اس مسئلے میں سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ کی حدیث راجح قرار دی جائے گی کیونکہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں نیز وہ علم کو زیادہ یاد رکھنے والوں میں سے ہیں یہی وجہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی کو ایک آدمی کی گواہی کے برابر رکھا گیا ہے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدہ بسرہ بنتِ صفوان رضی اللہ عنہا اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ضعیف کہا ہے اور اس حدیث پر کافی طویل کلام کیا ہے۔

امام الخطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام محی السنۃ (محمد بن عبد اللہ الخطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ) سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ کی روایت کے بارے میں کہتے ہیں:

(("قَالَ الشَّيْخُ" : وَفِي نُسْخَةٍ بِالْوَاوِ (مُحْيِي السُّنَّةِ رَحِمَهُ اللَّهُ: هَذَا) : أَيْ: مَا رَوَاهُ طَلْقٌ (مَنْسُوخٌ لِأَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَسْلَمَ بَعْدَ قُدُومِ طَلْقٍ) : أَيْ: مِنَ الْيَمَنِ. قَالَ الطِّيبِيُّ: وَذَلِكَ أَنَّ طَلْقًا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَهُوَ يَبْنِي مَسْجِدَ الْمَدِينَةِ، وَذَلِكَ فِي السَّنَةِ الْأُولَى مِنَ الْهِجْرَةِ، وَأَسْلَمَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَامَ خَيْبَرَ فِي السَّنَةِ السَّابِعَةِ))

کہ طلق بن علی رضی اللہ عنہ کی حدیث منسوخ ہے کیونکہ سیدنا ابوہریرہ سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ کی آمد کے بعد مسلمان ہوئے۔

علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((قَالَ الطِّيبِيُّ: وَذَلِكَ أَنَّ طَلْقًا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَهُوَ يَبْنِي مَسْجِدَ الْمَدِينَةِ، وَذَلِكَ فِي السَّنَةِ الْأُولَى مِنَ الْهِجْرَةِ، وَأَسْلَمَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَامَ خَيْبَرَ فِي السَّنَةِ السَّابِعَةِ))

(کہ طلق کی حدیث منسوخ ہے) سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آئے تھے جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی کی تعمیر فرمارہے تھے اور مسجد نبوی کی تعمیر ہجرت کے پہلے سال کی گئی تھی اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ 7 ہجری کو خیبر والے سال ایمان لائے تھے۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح لملا علی قاری:1/366، کتاب الطہارۃ، باب مایوجب الوضوء، حدیث نمبر:320، الناشر: دار الفکر، بیروت، لبنان)

امام محمد بن اسماعیل امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((قَالَ ابْنُ حَزْمٍ: لَا دَلِيلَ عَلَى مَا قَالُوهُ لَا مِنْ كِتَابٍ، وَلَا سُنَّةٍ، وَلَا إجْمَاعٍ، وَلَا قَوْلِ صَاحِبٍ وَلَا قِيَاسٍ، وَلَا رَأْيٍ صَحِيحٍ .:وَأُيِّدَتْ أَحَادِيثُ بُسْرَةَ " أَحَادِيثُ أُخَرُ عَنْ سَبْعَةَ عَشَرَ صَحَابِيًّا مُخَرَّجَةً فِي كُتُبِ الْحَدِيثِ، وَمِنْهُمْ طَلْقُ بْنُ عَلِيٍّ " رَاوِي حَدِيثِ عَدَمِ النَّقْضِ، وَتَأَوَّلَ مَنْ ذَكَرَ حَدِيثَهُ فِي عَدَمِ النَّقْضِ بِأَنَّهُ كَانَ فِي أَوَّلِ الْأَمْرِ، فَإِنَّهُ قَدِمَ فِي أَوَّلِ الْهِجْرَةِ قَبْلَ عِمَارَتِهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مَسْجِدَهُ، فَحَدِيثُهُ مَنْسُوخٌ بِحَدِيثِ بُسْرَةَ "، فَإِنَّهَا مُتَأَخِّرَةُ الْإِسْلَامِ، وَأَحْسَنُ مِنْ الْقَوْلِ بِالنَّسْخِ الْقَوْلُ بِالتَّرْجِيحِ، فَإِنَّ حَدِيثَ بُسْرَةَ " أَرْجَحُ، لِكَثْرَةِ مَنْ صَحَّحَهُ مِنْ الْأَئِمَّةِ، وَلِكَثْرَةِ شَوَاهِدِهِ، وَلِأَنَّ بُسْرَةَ " حَدَّثَتْ فِي دَارِ

الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَهُمْ مُتَوَافِرُونَ، وَلَمْ يَدْفَعْهُ أَحَدٌ، بَلْ عَلِمْنَا أَنَّ بَعْضَهُمْ صَارَ إِلَيْهِ، وَصَارَ إِلَيْهِ عُرْوَةُ " عَنْ رِوَايَتِهَا، فَإِنَّهُ رَجَعَ إِلَى قَوْلِهَا، وَكَانَ قَبْلَ ذَلِكَ يَدْفَعُهُ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُحَدِّثُ بِهِ عَنْهَا وَلَمْ يَزَلْ يَتَوَضَّأُ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ إِلَى أَنْ مَاتَ))

امام ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں: (جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ شرمگاہ کو چھونے پر وضو نہیں) ان کے پاس اس قول کی کوئی بھی دلیل موجود نہیں ہے نہ یہ قرآن میں اور نہ سنت میں اور نہ اجماع ہے اور نہ ہی کسی صحابی کا یہ قول ہے اور نہ ہی قیاس ہے اور نہ کوئی صحیح رائے ہے

سیدہ بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا کی حدیث کی تائید دیگر سترہ (17) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی ہوتی ہے جو کتبِ احادیث میں موجود ہے اس میں سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ کی حدیث اولین (ہجرت کے پہلے سال کے) دور کی ہے کہ جس دور میں مسجد نبوی کی تعمیر ہو رہی تھی چنانچہ حدیثِ بسرہ کے ذریعے سے سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کو منسوخ قرار دیا گیا حدیثِ طلق پہلے دور کی ہے اور حدیثِ بسرہ آخیر میں (فتح مکہ کے دور کی) ہے لہذا حدیثِ بسرہ کو ناسخ کہنے کے بجائے راجح کہنا زیادہ صحیح ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حدیثِ بسرہ کو تمام علمائے کرام نے صحیح کہا ہے اور شواہد کی بنیاد پر یہ حدیث زیادہ راجح قرار پاتی ہے اور سیدہ بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا نے یہ حدیث مہاجرین اور انصار تمام کے سامنے بیان فرمائی اور انصار صحابہ کرام یا مہاجر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے بھی اس حدیث کی مخالفت نہیں کی البتہ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ نے پہلے پہل اس حدیث کی مخالفت کی لیکن بعد ازاں وہ اس حدیث کے قائل ہو گئے اور سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس حدیث کو سیدہ بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا کے واسطے سے بیان کرتے تھے اور وہ اپنی زندگی میں موت سے پہلے تک شرمگاہ کو چھونے پر وضو کے قائل رہے۔

(سبل السلام شرح بلوغ المرام للصنعانی: 97/1، "باب نواقض - مس الذكر وحكمه" الناشر: دار الحدیث، القاہرۃ، مصر)

سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ کا واقعہ پہلی ہجری کا ہے جس وقت مسجد نبوی کی تعمیر ہو رہی تھی مسجد نبوی کی تعمیر کی خدمت میں سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ کو بھی ذمہ داری دی گئی تھی وہ مسجد نبوی کے لئے گارا تیار کیا کرتے تھے لہذا سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ کی روایت پہلی ہجری کی ہے اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ غزوۂ خیبر کے سال اسلام لائے تھے اور غزوۂ خیبر سات (7) ہجری کا واقعہ ہے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ شرمگاہ کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور سیدہ بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا نے فتح مکہ کے موقعہ پر اسلام قبول کیا تھا لہذا سیدہ بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا کا واقعہ آٹھ (8) ہجری کا ہے اس بنیاد پر علمائے کرام کہتے ہیں سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ کی حدیث منسوخ ہے۔

دوسری دلیل: (حدیثِ ابوامامہ رضی اللہ عنہ)

((حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ ، عَنْ الْقَاسِمِ ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ، قَالَ: " سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مَسِّ الذَّكَرِ؟ فَقَالَ: إِنَّمَا هُوَ جِذْيَةٌ مِنْكَ))

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرمگاہ چھونے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: وہ تو تمہارے جسم کا ایک حصہ ہے۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب الطهارة، بَابُ : الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ - شرمگاہ چھونے پر وضو نہ کرنے کی رخصت کا بیان، حدیث نمبر: 484۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو "ضعیف جداً" کہا ہے۔ تخریج الحدیث: «تفرد به ابن ماجه، (تحفة الأشراف:4912، ومصباح الزجاجة:199) (ضعیف جدًا)" اس کی سند میں جعفر بن زبیر متروک راوی ہے، شعبہ رحمہ اللہ نے اس کے بارے میں فرمایا کہ وہ اکذب الناس ہے")

قول ثالث

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا کی حدیث میں اس طرح تطبیق کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جو کوئی شہوت کے ساتھ چھوئے گا اس پر وضو ہے اور جو کوئی بغیر شہوت کے چھوئے چاہے بالغ شخص کی شرمگاہ ہو یا چھوٹے بچوں کی شرمگاہ ہو اس پر وضو نہیں یعنی کہ سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ کی حدیث بغیر شہوت کے شرمگاہ کو چھونے پر وضو نہیں اس پر دلالت کرتی ہے اور سیدہ بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا کی حدیث شہوت کے ساتھ شرمگاہ کو چھونے پر وضو لازم ہے اس بات پر دلالت کرتی ہے ہم اس بارے میں یہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شہوت کے ساتھ شرمگاہ کو ہاتھ لگائے تو وضو لازم ہے اور اگر کسی نے بغیر شہوت کے (یا ضرورت کے تحت) شرمگاہ کو ہاتھ لگایا تو وضو نہیں ٹوٹتا چنانچہ اگر کسی نے شہوت کے ساتھ ہاتھ لگایا ہے تو اس پر وضو لازم ہے اور اگر کسی نے بغیر شہوت کے یا ضرورت کے مطابق ہاتھ لگایا ہے تو اس پر وضو لازم نہیں جیسا کہ سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ "بلاشبہ وہ تمہارے جسم کا ہی حصہ ہے "لہٰذا اگر کوئی اپنی شرمگاہ کو اس طرح سے ہاتھ لگائے جیسا کہ جسم کے دوسرے حصوں کو ہاتھ لگاتا ہے تو یہ بات اسی طرح ہے کہ کوئی بھی شخص اپنی شرمگاہ کے علاوہ جسم کے دیگر حصوں کو شہوت کے ساتھ ہاتھ نہیں لگاتا بعینہٖ اگر کوئی بھی شرمگاہ کو بغیر شہوت کے ہاتھ لگاتا ہے جیسا کہ جسم کے دیگر حصوں کو ہاتھ لگاتا ہے تو اس پر وضو ضروری نہیں ہے ،اس طرح سے دونوں احادیث کو تطبیق ہو سکتی ہے۔ واللہ اعلم

شیخ البانی رحمہ اللہ کا قول:

((قوله تحت رقم ٤ -: ويرى الأحناف أن مس الذكر لا ينقض الوضوء لحديث طلق أن رجلا سأل النبي صلى الله عليه وسلم عن رجل يمس ذكره هل عليه الوضوء؟ فقال: "لا إنما هو بضعة منك" رواه الخمسة وصححه ابن حبان))

(سید سابق) نمبر 4 کے تحت کہتے ہیں: احناف کی یہ رائے ہے کہ شرمگاہ کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا اس کی دلیل حدیث طلق بن علی (رضی اللہ عنہ) ہے اس حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا جس نے اپنی شرمگاہ کو چھویا ہے تو کیا اس پر وضو واجب ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں کیونکہ وہ تمہارے جسم کا حصہ ہے رواہ الخمسہ اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔

((قلت: قوله صلى الله عليه وسلم: "إنما هو بضعة منك" فيه إشارة لطيفة إلى أن المس الذي لا يوجب الوضوء إنما هو الذي لا يقترن معه شهوة لأنه في هذه الحالة يمكن تشبيه مس العضو بمس عضو آخر من الجسم بخلاف ما إذا مسه بشهوة فحينئذ لا يشبه مسه مس العضو الآخر لأنه لا يقترن عادة بشهوة وهذا أمر بين كما ترى وعليه فالحديث ليس دليلا للحنفية الذين يقولون بأن المس مطلقا لا ينقض الوضوء بل هو دليل لمن يقول بأن المس بغير شهوة لا ينقض وأما المس الشهوة فينقض بدليل حديث بسرة وبهذا يجمع بين الحديثين وهو اختيار شيخ الإسلام ابن تيمية في بعض كتبه على ما أذكر. والله أعلم))

میں (شیخ البانی) کہتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک کہ "وہ تمہارے جسم کا حصہ ہے" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں ایک لطیف اشارہ موجود ہے کہ شرمگاہ کو چھونے سے وضو نہیں یہ حکم اس وقت کے لئے ہے جب کہ شرمگاہ کو شہوت کے ساتھ نہ چھوا گیا ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس حالت میں یہ بات ممکن ہے کہ جسم کے ایک عضو سے دوسرے عضو کو چھونے سے تشبیہ دی جا سکتی ہے کیونکہ اس طرح کا چھونا عام حالات میں شہوت کے ساتھ نہیں ہوتا اور یہ بات بالکل واضح ہے اس بنیاد پر احناف کے لئے یہ حدیث دلالت نہیں کرتی یعنی کہ جو اس بات کے قائل ہیں کہ شرمگاہ کو چھونے سے مطلقاً وضو ضروری

نہیں ہوتا بلکہ یہ حدیث ان لوگوں پر دلالت کرتی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ بغیر شہوت کے شرمگاہ کو چھونا ناقض وضو نہیں ہے البتہ اگر کوئی شہوت کے ساتھ اپنی شرمگاہ کو چھوتا ہے تو سیدہ بسرہ بنت صفوان کی حدیث کی رو سے وضو ٹوٹ جاتا ہے لہذا اسی بنیاد پر ان دونوں احادیث (سیدنا طلق بن علی کی حدیث اور سیدہ بسرۃ بنت صفوان کی حدیث) کے درمیان جمع و تطبیق کی جا سکتی ہے، امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مذہب کو اختیار کیا ہے جیسا کہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کا ذکر اپنی بعض کتب میں کیا جیسا کہ مجھے یاد ہے۔ واللہ اعلم

(تمام المنۃ فی التعلیق علی فقہ السنۃ للالبانی، صفحہ: 103-102، ومن نواقض الوضوء، الناشر: دار الرایۃ)

ملاحظہ

احتیاط یہ ہے کہ دورانِ غسل شرمگاہ کو بغیر حائل ہاتھ لگ جائے بغیر شہوت کے تو اس صورت میں بھی وضوء کر لے تو بہتر ہے تاکہ شک کی کیفیت نہ رہے لیکن کبھی ایسا ہوا کہ شرمگاہ کو شہوت کے بغیر ہاتھ لگا بغیر آڑ کے اور نماز کے بعد یاد آئے یا ماضی میں نمازیں ادا کر لی گئی ہوں تو ان نمازوں کو دہرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ بعض محققین (امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا کہ بغیر شہوت کے شرمگاہ کو چھونے پر وہ عام اعضاء کی ہی طرح ایک عضو ہے اور وضوء نہیں ٹوٹتا۔ واللہ اعلم



نواقض وضو (6) شرمگاہ سے شرم گاہ مل جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے:

(حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الأَرْبَعِ، ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغَسْلُ))

"کہ جب مرد عورت کے چہار زانو میں بیٹھ گیا اور اس کے ساتھ جماع کے لیے کوشش کی تو غسل واجب ہو گیا۔

(صحیح البخاری، کتاب الغسل، بَابُ إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ- اس بارے میں کہ جب دونوں ختان ایک دوسرے سے مل جائیں تو غسل جنابت واجب ہے، حدیث نمبر 291۔ و صحیح مسلم:348[783]۔ و سنن ابو داود:216۔ و سنن النسائی:191۔ و سنن ابن ماجہ:610)

حدثِ اکبر ([جماع] جنابت، حیض و نفاس) سے غسل فرض ہو جاتا ہے لہذا جو چیزیں غسل کو فرض کر دیتی ہیں بالا جماع ان چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(سورۃ المائدۃ، سورۃ نمبر 5، آیت نمبر 6)



نواقض وضو (7) اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے:

علمائے کرام کے اس مسئلے میں دو موقف ہیں:

1) پہلا موقف: بعض علمائے کرام کا یہ موقف ہے کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

2) دوسرا موقف: بعض علمائے کرام کا یہ موقف ہے کہ جو چیز آگ پر پک جائے اس کے کھانے پر وضو نہیں۔

پہلا موقف

پہلی دلیل: (حدیث جابر رضی اللہ عنہ)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

((أَنَّ رَجُلًا، سَأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَأَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْغَنَمِ؟ قَالَ: إِنْ شِئْتَ فَتَوَضَّأْ، وَإِنْ شِئْتَ فَلَا تَوَضَّأْ، قَالَ: أَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَتَوَضَّأْ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ، قَالَ: أُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أُصَلِّي فِي مَبَارِكِ الْإِبِلِ؟ قَالَ: لَا "))

"کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا میں بکری کے گوشت سے وضو کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چاہو تو وضو کر لو اور چاہو تو نہ کرو، اس نے کہا: اونٹ کے گوشت سے وضو کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، اونٹ کے گوشت سے وضو کرو، اس نے کہا: کیا بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، اس نے کہا: اونٹوں کے (باڑے) میں نماز پڑھ لوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔"

(صحیح مسلم، کتاب الحیض، بَابُ الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ - اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنے کا حکم، حدیث نمبر: 360[802]۔ وسنن ابن ماجہ: 495)

دوسری دلیل: (حدیثِ براء رضی اللہ عنہ)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الإِبِلِ ، فَقَالَ:تَوَضَّئُوا مِنْهَا، وَسُئِلَ عَنِ الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الْغَنَمِ ، فَقَالَ: لَا تَتَوَضَّئُوا مِنْهَا))

"کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اونٹ کے گوشت کے بارے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: اس سے وضو کرو اور بکری کے گوشت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس سے وضو نہ کرو۔"

امام ترمذی رحمہ اللہ کا قول:

((وَفِي الْبَاب عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، وَأُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ،وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ ، وَإِسْحَاق ، قَالَ إِسْحَاق: صَحَّ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثَانِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَدِيثُ الْبَرَاءِ، وَحَدِيثُ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ ، وَإِسْحَاق، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ وَغَيْرِهِمْ، أَنَّهُمْ لَمْ يَرَوْا الْوُضُوءَ مِنْ لُحُومِ الإِبِلِ، وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَأَهْلِ الْكُوفَةِ .))

اس باب میں جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ اور اسید بن حضیر سے بھی احادیث آئی ہیں، یہی قول احمد رحمہ اللہ، اور اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کا ہے، اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو حدیثیں صحیح ہیں: ایک براء بن عازب کی (جسے مولف نے ذکر کیا اور اس کے طرق پر بحث کی ہے) اور دوسری جابر بن سمرہ کی، یہی قول احمد رحمہ اللہ اور اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کا ہے۔ اور تابعین وغیرہم میں سے بعض اہل علم

سے مروی ہے کہ ان لوگوں کی رائے ہے کہ اونٹ کے گوشت سے وضو نہیں ہے اور یہی سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہل کوفہ کا قول ہے۔

(جامع الترمذی، کتاب الطہارۃ، بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الإِبِلِ-اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کرنے کا بیان، حدیث نمبر: 81، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ تخریج الحدیث: "سنن ابی داود / الطہارۃ 72 (184)، سنن ابن ماجہ / الطہارۃ 67 (494)، (تحفۃ الأشراف: 1783)، مسند احمد (4/288) (صحیح)")

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((فاختلف العلماء في أكل لحوم الجزور وذهب الاكثرون إلى أنه لاينقض الْوُضُوء مِمَّنْ ذَهَبَ إِلَيْهِ الْخُلَفَاءُ الْأَرْبَعَةُ الرَّاشِدُونَ أبو بكر وعمر وعثمان وعلي وبن مسعود وابي بن كعب وبن عَبَّاسٍ وَأَبُو الدَّرْدَاءِ وَأَبُو طَلْحَةَ وَعَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ وَأَبُو أُمَامَةَ وَجَمَاهِيرُ التَّابِعِينَ وَمَالِكٌ وَأَبُو حَنِيفَةَ وَالشَّافِعِيُّ وَأَصْحَابُهُمْ وَذَهَبَ إِلَى انْتِقَاضِ الْوُضُوءِ بِهِ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ وَيَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ الْمُنْذِرِ وبن خُزَيْمَةَ وَاخْتَارَهُ الْحَافِظُ أَبُو بَكْرٍ الْبَيْهَقِيُّ وَحُكِيَ عَنْ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ مُطْلَقًا وَحُكِيَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ وَاحْتَجَّ هَؤُلَاءِ بِحَدِيثِ الْبَابِ وَقَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ فَتَوَضَّأْ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ))

اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو ٹوٹ جانے کے بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے اور اکثر علمائے کرام کا یہ قول ہے کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا چنانچہ خلفائے راشدین ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ نیز عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما، ابو درداء رضی اللہ عنہ، ابو طلحہ رضی اللہ عنہ، عامر بن

ربیعہ رضی اللہ عنہ اور ابو امامہ رضی اللہ عنہ ، بھی یہی کہتے ہیں کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور کئی تابعین کا بھی یہی کہنا ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب کا بھی یہی موقف ہے اور جو علمائے کرام یہ کہتے ہیں کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹتا ہے ان میں احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، اسحاق ابن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ، یحیی بن یحیی رحمۃ اللہ علیہ ، ابو بکر ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ اور ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور علمائے اہل الحدیث نے اسی موقف کو اختیار کیا ہے اور صحابہ کرام کی ایک جماعت سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے اور ان علمائے کرام نے بطورِ استدلال صحیح مسلم کی حدیث کو اس باب پیش کیا ہے۔

(المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج للنووی:4/48، کتاب الحیض،" باب الوضوء من لحوم الإبل "،الناشر: داراحیاء التراث العربي، بیروت)

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وَأَمَّا مَنْ نَقَلَ عَنِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ أَوْ جُمْهُورِ الصَّحَابَةِ خِلَافَ هَذِهِ الْمَسَائِلِ، وَأَنَّهُمْ لَمْ يَكُونُوا يَتَوَضَّئُونَ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ: فَقَدْ غَلِطَ عَلَيْهِمْ، وَإِنَّمَا تُوُهِّمَ ذَلِكَ لِمَا نُقِلَ عَنْهُمْ: " أَنَّهُمْ لَمْ يَكُونُوا يَتَوَضَّؤُونَ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ "، وَإِنَّمَا الْمُرَادُ أَنَّ أَكْلَ مَا مَسَّ النَّارَ لَيْسَ هُوَ سَبَبًا عِنْدَهُمْ لِوُجُوبِ الْوُضُوءِ، وَالَّذِي أَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ لَيْسَ سَبَبُهُ مَسَّ النَّارِ، كَمَا يُقَالُ: كَانَ فُلَانٌ لَا يَتَوَضَّأُ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ، وَإِنْ كَانَ يَتَوَضَّأُ مِنْهُ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ مَذْيٌ))

جہاں تک وہ لوگ ہیں جنہوں نے خلفائے راشدین یا جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ بات نقل کی ہے کہ خلفائے رشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو نہیں کرتے تھے جس کسی نے بھی یہ بات خلفائے راشدین یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف

نسبت کی ہے یہ نسبت بالکل غلط ہے (امام نووی رحمۃ اللہ علیہ) سے اس مسئلے میں غلطی ہوئی ہے لہذا خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ بات منقول ہے کہ وہ آگ پر پکی ہوئی چیزیں کھانے کے بعد وضو نہیں کرتے تھے ،اس کا معنی اور مفہوم یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک تمام وہ چیزیں جو آگ پر پکی ہوئی ہوں اس کے کھانے پر وضو نہیں ٹوٹتا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کا جو حکم دیا ہے اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ وہ آگ پر پکا ہوا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے: فلاں نے شرمگاہ کو چھونے کے بعد وضو نہیں کیا، اگرچہ کہ اس نے مذی کے نکلنے کے بعد وضو کیا تھا۔

(القواعد النورانیۃ الفقہیۃ لابن تیمیہ، صفحہ نمبر 31،" فصل في الطهارة الوضوء من لحوم الإبل "، الناشر: دار ابن الجوزی)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((فِي هَذَا حَدِيثَانِ حَدِيثُ جَابِرٍ وَحَدِيثُ الْبَرَاءِ وَهَذَا الْمَذْهَبُ أَقْوَى دَلِيلًا وَإِنْ كَانَ الْجُمْهُورُ عَلَى خِلَافِهِ وَقَدْ أَجَابَ الْجُمْهُورُ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ بِحَدِيثِ جَابِرٍ كَانَ آخِرَ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْكُ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ وَلَكِنْ هَذَا الْحَدِيثُ عَامٌّ وَحَدِيثُ الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ خَاصٌّ وَالْخَاصُّ مُقَدَّمٌ عَلَى الْعَامِّ وَاللَّهُ أَعْلَمُ))

حدیثِ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ اور حدیث براء ابن عازب رضی اللہ عنہ کے اعتبار سے اونٹ کے گوشت سے وضو ٹوٹنے کی دلیل زیادہ مضبوط ہے اور یہی مذہب صحیح ہے البتہ جمہور علمائے کرام نے اس کی مخالفت کی ہے جمہور علمائے کرام کی دلیل حدیثِ جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہما ہے اس حدیث سیدنا جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: "کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری فعل یہی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگ کی پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو نہیں کرتے تھے "یہ حدیث عام ہے اور اونٹ کا گوشت کھانے پر وضو کرنے کی حدیث خاص ہے (یہ

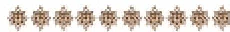
اصول مسلم ہے کہ) خاص حکم عام پر مقدم ہوتا ہے، واللہ اعلم۔
(المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج للنووی:4/49، کتاب الحیض،" باب الوضوء من لحوم الابل"، الناشر: داراحیاء التراث العربی، بیروت)

امام شوکانی رحمہ اللہ کا قول:

((قَالَ النَّوَوِيُّ فِي شَرْحِ مُسْلِمٍ:: وَلَكِنَّ هَذَا الْحَدِيثَ عَامٌّ وَحَدِيثُ الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ خَاصٌّ وَالْخَاصُّ مُقَدَّمٌ عَلَى الْعَامِّ. وَهُوَ مَبْنِيٌّ عَلَى أَنَّهُ يُبْنَى الْعَامُّ عَلَى الْخَاصِّ مُطْلَقًا كَمَا ذَهَبَ إلَيْهِ الشَّافِعِيُّ وَجَمَاعَةٌ مِنْ أَئِمَّةِ الْأُصُولِ وَهُوَ الْحَقُّ.))

امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں کہا: لیکن یہ حدیث (حدیث جابر ابن عبد اللہ "کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری فعل یہی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگ کی پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو نہیں کرتے تھے") عام ہے اور اونٹ کا گوشت کھانے پر وضو کرنے کی حدیث خاص ہے اور خاص عام پر مقدم ہوتا ہے یہ اصول اس قاعدے پر بنایا گیا ہے کہ عام حکم کی بنیاد دراصل خاص حکم پر رکھی جاتی ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور بعض اصولیوں کے نزدیک یہی موقف ہے اور وہ حق ہے۔

(نیل الاوطارللشوکانی :1/253،" ابواب نواقض الوضوء-باب الوضوء من لحوم الابل، الناشر: دارالحدیث، مصر)



نواقض وضو (8) آگ پر پکی ہوئی چیز کھانا

جن علمائے کرام کا یہ موقف ہے کہ جو چیز آگ پر پک جائے اس کے کھانے پر وضو نہیں۔

پہلا موقف

پہلی دلیل: (حدیثِ جابر رضی اللہ عنہ)

سیدنا جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

((كَانَ آخِرَ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَرْكُ الْوُضُوءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ))

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری فعل یہی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگ کی پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو نہیں کرتے تھے۔

(سنن ابوداود، کتاب الطہارۃ، بَابُ فِي تَرْكِ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ- آگ کی پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہ ٹوٹنے کا بیان، حدیث نمبر: 192، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔
تخریج الحدیث: "سنن النسائی/الطہارۃ 123 (185)، (تحفۃ الأشراف: 3047) (صحیح)")

امام طحاوی رحمہ اللہ کا قول:

((وَقَدْ رَوَيْنَا فِي الْبَابِ الْأَوَّلِ فِي حَدِيثِ جَابِرٍ أَنَّ آخِرَ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، «تَرْكُ الْوُضُوءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ» ، فَإِذَا كَانَ مَا تَقَدَّمَ مِنْهُ هُوَ الْوُضُوءُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ ، وَفِي ذَلِكَ لُحُومُ الْإِبِلِ وَغَيْرُهَا ، كَانَ فِي تَرْكِهِ ذَلِكَ تَرْكُ الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ. فَهَذَا حُكْمُ هَذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيقِ الْآثَارِ. وَأَمَّا مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ ، فَإِنَّا قَدْ رَأَيْنَا الْإِبِلَ وَالْغَنَمَ ، سَوَاءً فِي حِلِّ بَيْعِهِمَا وَشُرْبِ لَبَنِهِمَا ، وَطَهَارَةِ لُحُومِهِمَا ، وَأَنَّهُ لَا تَفْتَرِقُ أَحْكَامُهُمَا فِي شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ. فَالنَّظَرُ عَلَى

ذَلِكَ ، أَنَّهُمَا ، فِي أَكْلِ لُحُومِهِمَا سَوَاءٌ. فَكَمَا كَانَ لَا وُضُوءَ فِي أَكْلِ لُحُومِ الْغَنَمِ ، فَكَذَلِكَ لَا وُضُوءَ فِي أَكْلِ لُحُومِ الْإِبِلِ ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ ، وَأَبِي يُوسُفَ ، وَمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى))

اس مسئلے میں سیدنا جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی حدیث نقل کی ہے اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری دنوں کا عمل رہا ہے کہ جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگ پر پکی ہوئی چیز کھاتے تو وضو نہیں کرتے تھے لہذا اس بات سے یہ چیز واضح ہو جاتی ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیزوں میں اونٹ کا گوشت بھی شامل ہے پکی ہوئی چیزوں کے کھانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کو ترک کر دیا اس طرح وضو کو ترک کرنے میں اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد کا وضو بھی ترک کرنا شامل ہے لہذا اس باب (صحیح مسلم) میں وضو کا حکم احادیث کے مطابق ہے البتہ غور و فکر کے اعتبار سے ہم یہ کہتے ہیں کہ اونٹ اور بکری کی خرید و فروخت ، اونٹ اور بکری کا دودھ نیز اونٹ اور بکری کا گوشت یہ تمام چیزیں پاک ہونے کے اعتبار سے برابر ہیں ان چیزوں میں اونٹ اور بکری میں کوئی فرق نہیں رکھا گیا، لہذا ان دونوں کے گوشت کھانے کا حکم بھی یکساں ہے یعنی کہ جس طرح بکری کا گوشت کھانے پر وضو نہیں اسی طرح اونٹ کا گوشت کھانے پر بھی وضو نہیں ، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ ، اور امام محمد بن حسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ ان تینوں کا یہی قول ہے۔

(شرح معانی الآثار للطحاوی: 1/ 70، کتاب الطہارۃ، "باب أكل ما غيرت النار ، هل يوجب الوضوء أم لا ؟"، الناشر: عالم الکتب)

آگ پر پکنے والی چیزیں اور اس بارے میں وارد ناسخ و منسوخ احادیث

آگ پر پکی ہوئی چیزوں کے کھانے پر وضو کا حکم تھا پھر وہ حکم منسوخ قرار دیدیا گیا امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلے میں ایک جگہ پر تین منسوخ احادیث نقل کی ہیں اس کے بعد ناسخ احادوث بھی بیان کر دی ہیں

اوران دو ابواب (باب نمبر:23اور24) کے بعد (باب نمبر:25"بَابُ الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الإِبِلِ") الگ سے اونٹ کا گوشت کھانے پر وضو کا باب بھی امام نووی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اونٹ کے گوشت کا حکم الگ ہے اور اس پر وضو لازم ہے۔

امام ابن حزم رحمہ اللہ کا قول:

((مَسْأَلَةٌ: وَأَكْلُ لُحُومِ الْإِبِلِ نِيئَةً وَمَطْبُوخَةً أَوْ مَشْوِيَّةً عَمْدًا وَهُوَ يَدْرِي أَنَّهُ لَحْمُ جَمَلٍ أَوْ نَاقَةٍ فَإِنَّهُ يَنْقُضُ الْوُضُوءَ، وَلَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ أَكْلُ شُحُومِهَا مَحْضَةً وَلَا أَكْلُ شَيْءٍ مِنْهَا غَيْرَ لَحْمِهَا، فَإِنْ كَانَ يَقَعُ عَلَى بُطُونِهَا أَوْ رُءُوسِهَا أَوْ أَرْجُلِهَا اسْمُ لَحْمٍ عِنْدَ الْعَرَبِ نَقَضَ أَكْلُهَا الْوُضُوءَ وَإِلَّا فَلَا، وَلَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ كُلُّ شَيْءٍ مَسَّتْهُ النَّارُ غَيْرَ ذَلِكَ، وَبِهَذَا يَقُولُ أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ وَجَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ، وَمِنْ الْفُقَهَاءِ أَبُو خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَيَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ رَاهْوَيْهِ))

اونٹ کا گوشت چاہے کچا کھایا جائے یا پکا ہوا کھایا جائے یا بھنا ہوا کھایا جائے جیسا بھی کھایا جائے جبکہ اونٹ کا گوشت کھانے والے کو اس بات کا علم ہو کہ یہ اونٹ یا اونٹنی کا گوشت ہے تو اس کے کھانے پر وضو ٹوٹ جاتا ہے البتہ اونٹ کی چربی یا اونٹ کی کوئی اور چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا صرف اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹتا ہے اور عربی زبان کے اعتبار سے اونٹ کا پیٹ، سر، پاؤں وغیرہ کو گوشت پر اطلاق کیا جائے تو پھر اونٹ کے ان تمام چیزوں کے کھانے پر وضو ٹوٹ جاتا ہے ورنہ نہیں، اونٹ کے گوشت کے سوا دوسری اشیاء خوردنی ایسی نہیں ہے جو آگ پر پکی ہو اور اس کے کھانے کے بعد وضو ٹوٹ جائے جیسا کہ سیدنا ابو موسیٰ الاشعری اور سیدنا جابر بن سمرہ کی احادیث سے یہی بات ثابت ہے فقہائے کرام میں سے ابو خیثمہ رحمہ اللہ ، زُہیر بن حرب رحمہ اللہ، یحییٰ بن یحییٰ رحمہ اللہ، احمد

ابن حنبل رحمہ اللہ اور اسحاق ابن راہویہ رحمہ اللہ، یہ تمام علمائے کرام اسی بات کے قائل ہیں کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(المحلی بالآثار لابن حزم:1/225، کتاب الطہارۃ، رقم:164، "مسألة من نواقض الوضوء أكل لحوم الأبل نيئه ومطبوخه"، الناشر: دار الفکر، بیروت)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول:

((الْإِمَامَ أَحْمَدَ وَغَيْرَهُ مِنْ عُلَمَاءِ الْحَدِيثِ زَادُوا فِي مُتَابَعَةِ السُّنَّةِ عَلَى غَيْرِهِمْ بِأَنْ أَمَرُوا بِمَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ وَرَسُولُهُ مِمَّا يُزِيلُ ضَرَرَ بَعْضِ الْمُبَاحَاتِ، مِثْلَ: لُحُومِ الْإِبِلِ فَإِنَّهَا حَلَالٌ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَالْإِجْمَاعِ، وَلَكِنْ فِيهَا مِنَ الْقُوَّةِ الشَّيْطَانِيَّةِ مَا أَشَارَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَوْلِهِ: «إِنَّهَا جِنٌّ خُلِقَتْ مِنْ جِنٍّ» ، وَقَدْ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا رَوَاهُ أبو داود: «الْغَضَبُ مِنَ الشَّيْطَانِ، وَإِنَّ الشَّيْطَانَ مِنَ النَّارِ، وَإِنَّمَا تُطْفَأُ النَّارُ بِالْمَاءِ، فَإِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ» فَأَمَرَ بِالتَّوَضُّؤِ مِنَ الْأَمْرِ الْعَارِضِ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَأَكْلُ لَحْمِهَا يُورِثُ قُوَّةً شَيْطَانِيَّةً تَزُولُ بِمَا أَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوُضُوءِ مِنْ لَحْمِهَا، كَمَا صَحَّ ذَلِكَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ مِنْ حَدِيثِ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، وَالْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، وَأُسَيْدِ بْنِ الْحُضَيْرِ))

امام احمد رحمہ اللہ اور دیگر علمائے محدثین نے اللہ اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نافذ کیا اور دوسروں کے لئے سنت پر چلنے کی راہیں ہموار کی اور ان احکامات میں بعض ایسی چیزیں جو حلال ہونے کے باوجود اگر ان میں کچھ نقصان موجود تھا تو اس نقصان کو دور کرنے کی کوشش کی مثلاً اونٹ کا گوشت کتاب وسنت اور اجماع کے اعتبار سے حلال وجائز ہے لیکن اونٹ کے گوشت میں شیطانی قوت پائی جاتی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز کا اشارہ حدیث

میں کر دیا ہے نبی کریم کا ارشاد مبارک ہے کہ: "اور اونٹوں کے باڑے میں نماز نہ پڑھو، کیونکہ ان کی پیدائش جنوں سے ہوئی ہے"، اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "غصہ شیطان کے سبب ہوتا ہے، اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے، اور آگ پانی سے بجھائی جاتی ہے، لہذا تم میں سے کسی کو جب غصہ آئے تو وضو کر لو"، لہذا جب اونٹ کا گوشت کھایا جاتا ہے تو اس سے شیطانی اثرات بھی آجاتے ہیں لہذا ان شیطانی اثرات کو دور کرنے کے لیے نبی کریم ﷺ کا حکم ہے کہ وضو کر لیا جائے تو وہ شیطانی اثرات ختم ہو جاتے ہیں، اسی وجہ سے اونٹ کا گوشت کھانے پر وضو کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ یہ بات سیدنا جابر بن سمرہ، براء ابن عازب اور اسید بن حضیر کی احادیث سے ثابت ہے۔

(القواعد النورانية الفقهية لابن تيمية، صفحہ نمبر 27، "فصل في الطهارة الوضوء من لحوم الإبل"، الناشر: دار ابن الجوزي)

امام ابن قیم رحمہ اللہ کا قول:

((وَقَدْ جَاءَ أَنَّ عَلَى ذُرْوَةِ كُلِّ بَعِيرٍ شَيْطَانًا، وَجَاءَ أَنَّهَا جِنٌّ خُلِقَتْ مِنْ جِنٍّ، فَفِيهَا قُوَّةٌ شَيْطَانِيَّةٌ، وَالْغَاذِي شَبِيهٌ بِالْمُغْتَذِي، وَلِهَذَا حَرُمَ كُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَمِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ؛ لِأَنَّهَا دَوَابُّ عَادِيَةٌ، فَالِاغْتِذَاءُ بِهَا يَجْعَلُ فِي طَبِيعَةِ الْمُغْتَذِي مِنَ الْعُدْوَانِ مَا يَضُرُّهُ فِي دِينِهِ، فَإِذَا اغْتَذَى مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ وَفِيهَا تِلْكَ الْقُوَّةُ الشَّيْطَانِيَّةُ وَالشَّيْطَانُ خُلِقَ مِنْ نَارٍ وَالنَّارُ تُطْفَأُ بِالْمَاءِ، هَكَذَا جَاءَ الْحَدِيثُ، وَنَظِيرُهُ الْحَدِيثُ الْآخَرُ «إِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ» فَإِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ كَانَ فِي وُضُوئِهِ مَا يُطْفِئُ تِلْكَ الْقُوَّةَ الشَّيْطَانِيَّةَ فَتَزُولُ تِلْكَ الْمَفْسَدَةُ))

لہذا جو انسان جیسی غذا کھائے گا اس غذا کا اثر اس میں بھی پایا جائے گا اسی وجہ سے شریعت

میں کچلیوں والے جانور اور پنجوں سے پکڑ کر کھانے والے پرندے حرام کر دیئے گئے ہیں ، کچلیوں والے درندے اور پنجے سے پکڑ کر کھانے والے پرندے اس لئے حرام قرار دیئے گئے ہیں کیونکہ ان کے اندر چیر پھاڑ کر کھانے کی صفت پائی جاتی ہے لہذا اگر کوئی ان درندوں کو کھائے گا تو ان کی صفات بھی اس کے اندر آسکتی ہیں اور ان کو کھانے والے بھی ظالم و جابر بن سکتے ہیں اسی طرح اونٹ کا گوشت بھی اپنی اصل یعنی کہ شیطانی اثرات کو ایک انسان پر اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتا نیز شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ کو بجھانے والی چیز پانی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ غصہ شیطانی کی فطرت ہے لہذا جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اس کو چاہئے کہ وضو کر لے بعینہ جب ایک انسان اونٹ کا گوشت کھائے گا اور اس کے بعد وضو کرے گا تو وہ شیطانی اثر اور اس کی قوت وضو کرنے سے دور ہو جائے گا۔

((وَلَمَّا كَانَتْ الْقُوَّةُ الشَّيْطَانِيَّةُ فِي لُحُومِ الْإِبِلِ لَازِمَةً كَانَ الْأَمْرُ بِالْوُضُوءِ مِنْهَا لَا مُعَارِضَ لَهُ مِنْ فِعْلٍ وَلَا قَوْلٍ، وَلَمَّا كَانَ فِي مَمْسُوسِ النَّارِ عَارِضَةً صَحَّ فِيهَا الْأَمْرُ وَالتَّرْكُ، وَيَدُلُّ عَلَى هَذَا أَنَّهُ فَرَّقَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ لُحُومِ الْغَنَمِ فِي الْوُضُوءِ، وَفَرَّقَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْغَنَمِ فِي مَوَاضِعِ الصَّلَاةِ، فَنَهَى عَنْ الصَّلَاةِ فِي أَعْطَانِ الْإِبِلِ وَأَذِنَ فِي الصَّلَاةِ فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ، وَهَذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ لَيْسَ ذَلِكَ لِأَجْلِ الطَّهَارَةِ وَالنَّجَاسَةِ، كَمَا أَنَّهُ لَمَّا أَمَرَ بِالْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ دُونَ لُحُومِ الْغَنَمِ عُلِمَ أَنَّهُ لَيْسَ ذَلِكَ لِكَوْنِهَا مِمَّا مَسَّتْهُ النَّارُ، وَلَمَّا كَانَتْ أَعْطَانُ الْإِبِلِ مَأْوَى الشَّيْطَانِ لَمْ تَكُنْ مَوَاضِعَ لِلصَّلَاةِ كَالْحُشُوشِ، بِخِلَافِ مَبَارِكِهَا فِي السَّفَرِ، فَإِنَّ الصَّلَاةَ فِيهَا جَائِزَةٌ؛ لِأَنَّ الشَّيْطَانَ هُنَاكَ عَارِضٌ، وَطَرْدُ هَذَا الْمَنْعِ مِنْ الصَّلَاةِ فِي الْحَمَّامِ؛ لِأَنَّهُ بَيْتُ الشَّيْطَانِ وَفِي الْوُضُوءِ مِنْ اللُّحُومِ الْخَبِيثَةِ كَلُحُومِ السِّبَاعِ إذَا أُبِيحَتْ لِلضَّرُورَةِ رِوَايَتَانِ، وَالْوُضُوءُ مِنْهَا

أَبْلَغُ مِنْ الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ، فَإِذَا عُقِلَ الْمَعْنَى لَمْ يَكُنْ بُدٌّ مِنْ تَعْدِيَتِهِ، مَا لَمْ يَمْنَعْ مِنْهُ مَانِعٌ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ))

اونٹ کے گوشت میں شیطانی قوت پائی جاتی ہے اس لیے اس کے کھانے کے بعد وضو کا حکم دیا گیا ہے اس حکم کی مخالفت میں نبی کریم ﷺ کی کوئی حدیث یا فعل موجود نہیں ہے جیسا کہ شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اسی لئے پہلے پہل آگ پر پکی ہوئی چیزوں پر وضو کا حکم تھا لیکن بعد میں یہ حکم منسوخ کر دیا گیا کیونکہ آگ میں شیطانی قوت قیق طور پر تھی لہذا آگ پر پکی ہوئی چیزوں کو کھانے کے بعد وضو کرنا یا نا کرنا دونوں عمل مناسب ہیں (بلکہ آگ پر پکی ہوئی چیزوں پر وضو کرنا مستحب ہے)، اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اونٹ اور بکری کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنے میں فرق ہے اسی طرح اونٹ اور بکری کو باندھنے کی جگہ بھی الگ الگ ہے اور اسی طرح اونٹ اور بکری کے باڑوں میں نماز پڑھنے کا حکم بھی الگ الگ ہے اونٹ کے باڑے میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے اور بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے اس کی بنیاد نجاست یا طہارت نہیں ہے اسی طرح اونٹ کا گوشت کھانے پر وضو ہے اور بکری کا گوشت کھانے پر وضو نہیں ہے ان دونوں گوشت کی وجہ آگ پر پکا ہوا ہونا نہیں ہے اسی طرح اونٹوں کو باندھنے کی جگہ پر شیطان ہوتا ہے اسی لئے وہ جگہ نماز کے قابل نہیں رہتی جیسا کہ پاخانوں میں نماز پڑھنے کی ممانعت ہے، البتہ اگر کوئی سفر پر ہو اور جہاں پر اونٹ باندھے جائیں وہاں پر نماز پڑھنے کی رخصت ہے کیونکہ یہ جگہ شیطان کے لئے عارضی ہوتی ہے اسی طرح غسل خانوں میں بھی نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ حمام خانے شیطان کا گھر ہوتے ہیں، یہ بات بھی ذہن میں ہونا چاہئے کہ بحالتِ مجبوری میں اگر کوئی درندوں کا گوشت کھاتا ہے تو کیا اس پر بھی وضو واجب ہے اس مسئلے میں بھی علمائے کرام کا اختلاف ہے اور اس مسئلے میں بھی دونوں طرح کی حدیثیں ملتی ہیں، لیکن وضو کرنا ہی راجح ہے کیونکہ جب اونٹ کا گوشت کھانے پر وضو ہے تو پھر بحالتِ مجبوری درندوں کا گوشت کھانے پر بھی وضو

واجب ہے، جب یہ بات ہمیں معلوم ہو گئی اور اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنے کی علت بھی معلوم ہو گئی تو یہ علت جہاں کہیں اور جس کسی میں بھی پائی جائے گی وضو کا حکم خود بہ خود لگ جائے گا جب تک کہ اس کے بر خلاف کوئی دوسرا حکم نہ مل جائے۔ واللہ اعلم

(اعلام الموقعین عن رب العالمین لابن القیم: 1/299، "فصل ليس في الشريعة شيء على خلاف القياس فصل الوضوء من لحوم الإبل على وفق القياس"، الناشر: دار الکتب العلمیہ، بیروت)

شیخ بن باز رحمہ اللہ کا قول:

((لحم الإبل ينقض الوضوء، وهو لحم الجزور؛ لأن النبي ﷺ أمر بالوضوء من لحم الإبل، وقال: توضؤوا من لحوم الإبل))

اونٹ اور اونٹنی کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور نبی کریم نے اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کا حکم دیا ہے۔

(نور على الدرب، حكم الوضوء من لحم الإبل ومرقها ولبنها)

[illegible]

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کا قول:

((أن بعض العلماء التمس حكمةً فقال: إن لحم الإبل شديدُ التّأثير على الأعصاب، فيُهَيّجها ؛ ولهذا كان الطبُّ الحديث ينهى الإنسان العصبي من الإكثار من لحم الإبل، والوُضُوء يسكِّن الأعصاب ويبرِّدها، كما أمر النبيُّ صلّى الله عليه وسلّم بالوُضُوء عند الغضب ؛لأجل تسكينه))

بعض علماء اس کی حکمت کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ اونٹ کے گوشت کا انسانی اعضا پر

شدید اثر ہوتا ہے اور وہ انسان کو مشتعل کرتا ہے، اسی بنا پر جدید میڈیکل سائنس اعصابی تناؤ کے شکار لوگوں کو اونٹ کا گوشت زیادہ کھانے سے روکتی ہے اور وضو کر لینے سے اعصاب کو سکون اور راحت ملتی ہے، یہ ایسا ہی ہے جیسے نبی پاک ﷺ نے غصے کے وقت میں وضو کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ ہمارے اعصاب پر سکون ہو جائیں۔[13]

---

[13] شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

((قوله في صدد عد ما لا ينقضه: "أكل لحم الإبل وهو رأي الخلفاء الأربعة وكثير من الصحابة والتابعين إلا أنه صح الحديث بالأمر بالوضوء منه". ثم ذكره من حديث جابر بن سمرة والبراء بن عازب ثم قال:"وقال ابن خزيمة: لم أر خلافا بين علماء الحديث أن هذا الخبر صحيح من جهة النقل لعدالة ناقليه وقال النووي: هذا المذهب أقوى دليلا وإن كان الجمهور على خلافه انتهى. إلا أنه يقال: كيف خفي حديث جابر والبراء على الخلفاء الراشدين والجمهور الأعظم من الصحابة والتابعين)) !"

یعنی کہ وہ چیزیں جن کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹتا: (سید سابق کا کہنا ہے) اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اس قول کے سلسلے میں (سید سابق کا کہنا ہے) کہ خلفائے راشدین اور اکثر صحابہ کرام اور تابعین رحمہم اللہ کا یہی قول ہے لیکن صحیح حدیث اونٹ کا گوشت کھانے پر وضو کرنے پر دلالت کرتی ہے پھر اس دلیل کو سیدنا جابر بن سمرہ اور سیدنا براء ابن عازب کی حدیث سے اس حکم کو نقل بھی کیا ہے اور اس کے بعد کہا کہ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے کہا: کہ میں نے اس مسئلے میں علمائے حدیث کے درمیان کوئی بھی اختلاف نہیں دیکھا لہذا یہ خبر نقل کرنے کے اعتبار سے زیادہ صحیح اور درست ہے، (سید سابق کہتے ہیں) اور امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ باعتبار مذہب یہ دلیل زیادہ مضبوط ہے (کہ اونٹ کا گوشت کھانے پر وضو نہیں) حالانکہ علمائے کرام میں سے اکثریت اس بات کی مخالفت کرتی ہے اور ان میں سے اکثر یہ کہتے ہیں کہ سیدنا جابر بن سمرہ اور سیدنا براء ابن عازب کی احادیث خلفائے راشدین، دیگر صحابہ کرام اور تابعین رحمہم اللہ سے کس طرح سے مخفی رہ گئی!

((قلت: هذا الاستفهام لا طائل تحته بعد أن صح الحديث عنه صلى الله عليه وسلم باعتراف المؤلف فلا يجوز تركه مهما كان المخالفون له في العدد والمنزلة فإن حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما "يثبت بنفسه لا بعمل غيره من بعده" كما قال الإمام الشافعي على ما سبق في "المقدمة: القاعدة ١١))"

میں (شیخ البانی رحمہ اللہ) کہتا ہوں کہ مؤلف (سید سابق) نے اس بات کو تسلیم کیا ہے اس پر وارد (یعنی اونٹ کا گوشت کھانے پر وضو ہے) احادیث صحیح ہیں لہذا اس بات کو ماننے کے بعد اس پر سوال اٹھانے سے کوئی فائدہ نہیں لہذا اس روش کو ترک

کر دینا چاہئے کیونکہ ایسا کرنا جائز نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی حدیث نبی کریم ﷺ کی ذاتِ مبارک سے ثابت ہوتی ہے لہٰذا آپ ﷺ کے بعد احادیث کا کسی اور کے عمل سے ثابت ہونا محال ہے بلکہ یہ ناممکن ہے جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے اور یہ اس کتاب کے مقدمے میں نمبر 14 میں بیان ہو چکا ہے۔

((وليس للمؤلف أي دليل أو سند في إثبات ذلك إلا اعتماده على ما ذكره النووي في "شرح مسلم" أنه: "ذهب الأكثرون إلى أنه لا ينقض الوضوء يعني أكل لحم الجزور وممن ذهب إليه الخلفاء الأربعة الراشدون))

اور مؤلف (سید سابق) کے پاس (اونٹ کا گوشت کھانے پر وضو نہیں ہے) اس بات کے ثبوت کے لیے کوئی دلیل یا کوئی بھی اس طرح کی سند ان کے پاس موجود نہیں ہے مؤلف کے پاس صرف امام نووی رحمہ اللہ کا قول ہے جس کو امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں بیان کیا ہے جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "اکثر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا" اور جو یہ سمجھتے ہیں کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا ان میں خلفائے راشدین بھی شامل ہیں۔

((وهذه الدعوى خطأ من النووي رحمه الله قد نبه عليه شيخ الإسلام ابن تيمية رحمه الله فقال في "القواعد النورانية" ص ٩: "وأما من نقل عن الخلفاء الراشدين أو جمهور الصحابة أنهم لم يكونوا يتوضؤون من لحوم الإبل فقد غلط عليهم إنما توهم ذلك لما نقل عنهم أنهم لم يكونوا يتوضؤون مما مست النار وإنما المراد أن كل ما مست النار ليس سببا عندهم لوجوب الوضوء والذي أمر به النبي صلى الله عليه وسلم من الوضوء من لحوم الإبل ليس سببه مس النار كما يقال: كان فلان لا يتوضأ من مس الذكر وإن كان يتوضأ منه إذا خرج منه مذي))

اس طرح کا دعویٰ امام نووی رحمہ اللہ کی غلطی اور خطاء ہے اس خطاء پر امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے "القواعد النورانیہ، صفحہ نمبر 9" میں امام نووی رحمہ اللہ کی اس طرح کی غلطی پر تنبیہ بھی کی ہے جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام سے یہ بات منقول ہے کہ وہ اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو نہیں کرتے تھے، بلاشبہ امام نووی رحمہ اللہ سے اس مسئلے میں غلطی ہوئی ہے بلکہ اس مسئلے میں امام نووی رحمہ اللہ کو وہم ہو گیا ہے کہ جب انہوں نے اس بات کو نقل کیا کہ "پکی ہوئی چیزوں پر وضو نہیں" ان الفاظ سے امام نووی رحمہ اللہ نے تمام چیزیں مراد لے لی ہیں، امام نووی رحمہ اللہ کے نزدیک وضو کے واجب ہونے کی وجہ یہ نہیں ہے بلکہ امام نووی رحمہ اللہ کی مراد یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس کو آگ نے چھوا ہو، ان کے نزدیک وضو کی فرضیت کا سبب نہیں ہے، اور نبی کریم ﷺ نے اونٹ کا گوشت کھانے پر وضو کا حکم دیا تھا اور اس حکم کا سبب آگ پر پکنا نہیں ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص شرمگاہ کو چھونے کے بعد وضو نہیں کرتا تھا البتہ وہی شخص جب مذی خارج ہوتی تھی تو وضو کرتا تھا۔

((قلت: ويؤيد ما ذكره شيخ الإسلام ابن تيمية رحمه الله أن الطحاوي ١ / ٤١ والبيهقي ١ / ١٥٧ رويا عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه أن أبا بكر الصديق وعمر بن الخطاب أكلا خبزا ولحما فصليا ولم يتوضيا. ثم أخرجا نحوه عن عثمان والبيهقي عن علي))

میں (شیخ البانی رحمہ اللہ) کہتا ہوں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے قول کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے جیسا کہ الطحاوی: 1/41 اور البیہقی: 1/157 میں امام طحاوی رحمہ اللہ اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے جابر ابن عبد اللہ کی روایت نقل کی ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق اور عمر ابن الخطاب نے روٹی اور گوشت کھایا نماز ادا کی لیکن وضو نہیں فرمایا۔ اس طرح کی دیگر روایات امام طحاوی رحمہ اللہ اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے نقل کی ہیں امام طحاوی رحمہ اللہ نے سیدنا عثمان کی روایت نقل کی ہے اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے سیدنا علی کی روایت نقل کی ہے۔

((فأنت ترى أنه ليس في هذه الآثار ذكر للحم الإبل البتة وإنما ذكر فيهااللحم مطلقا وهذا لو كان عن رسول الله صلى الله عليه وسلم لوجب حمله على غير لحم الإبل دفعا للتعارض فكيف وهو عن غيره صلى الله عليه وسلم فحمله على غير لحم الإبل واجب من باب أولى حملا لأعمالهم على موافقة الشريعة لا على مخالفتها ولذلك أورد الطحاوي والبيهقي هذه الآثار في باب "الوضوء مما مست النار" ولم يوردها البيهقي في "باب التوضؤ من لحوم الإبل" وإنما قال فيه: 'وروينا عن علي بن أبي طالب وابن عباس: الوضوء مما خرج وليس مما دخل وإنما قالا ذلك في ترك الوضوء مما مست النار))"

لہذا آپ سب نے یہ پایا ہے کہ (اوپر مذکورہ روایات میں) کہیں پر بھی اونٹ کے گوشت کا ذکر موجود نہیں ہے بلکہ ان میں صرف مطلقاً گوشت جاذکر ہے اگر یہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے تو بلاشبہ اس کی مخالفت کو دور کرنے کے لئے اونٹ کے گوشت کے علاوہ دیگر گوشت پر نبی کریم ﷺ کے حکم کو محمول کیا جائے گا اور اگر چہ یہ قول نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی اور کا قول ہو تو سب سے بہتر یہ ہے کہ اس حکم کو اونٹ کے گوشت کے علاوہ دیگر گوشت پر محمول کیا جائے تاکہ ان لوگوں کا عمل سنت کے موافقت میں نہ کہ سنت کی مخالفت ہو اسی بنا پر امام طحاوی رحمہ اللہ نے ان تمام آثار کو "الوضوء مما مست النار" میں نقل کیا ہے اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے "باب التوضؤ من لحوم الابل" میں ان آثار کو ذکر نہیں کیا لہذا وہ کہتے ہیں کہ راویوں نے ان آثار کو اس طرح بیان کیا ہے کہ "ہم سے سیدنا علی اور سیدنا عبد اللہ ابن عباس کی روایت بیان کی گئی ہے "کوئی چیز خارج ہو تو اس پر وضو ہے اور جو چیز اندر داخل ہو اس پر وضو نہیں" سیدنا علی اور سیدنا عبد اللہ ابن عباس نے کہا کہ اور جو چیز آگ پر پکی ہوئی ہو اس پر وضو نہیں۔

خلاصۂ کلام

اونٹ کا گوشت کھانے سے وضوٹوٹ جاتا ہے لہذا اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد شرعی وضو کرنا لازم ہے یعنی کہ وہ وضو جو نماز کے لئے کیا جاتا ہے وہ وضو کرنا ضروری ہے جیسا کہ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا براء ابن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کا حکم موجود ہے، امام احمد، امام اسحاق ابن راہویہ اور علمائے اہلحدیث کے نزدیک اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنا فرض ہے تا کہ انسان کے اعصاب پُر سکون رہیں اور نماز میں دل جمعی رہے جائیں نماز میں کوئی خلل پیدا نہ ہو۔ واللہ اعلم



((ثم روى البيهقي فيه بسنده عن ابن مسعود أنه أكل لحم جزور ولم يتوضأ ثم قال: "وهذا منقطع وموقوف وبمثل هذا لا يترك ما ثبت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم))

اس کے بعد امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنے سند سے سیدنا عبداللہ ابن مسعود کی روایت نقل کی ہے (روایت کے الفاظ یہ ہے) "سیدنا عبداللہ ابن مسعود نے اونٹ کا گوشت کھایا اس کے بعد وضو نہیں کیا" یہ روایت منقطع ہے اور موقوف ہے لہذا اس طرح کی روایات کی بنیاد پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ امور کو چھوڑا نہیں جاسکتا۔

((قلت: وبخاصة أنه ثبت عن الصحابة خلافه فقال جابر بن سمرة رضي الله عنه: كنا نتوضأ من لحوم الإبل ولا نتوضأ من لحوم الغنم رواه ابن أبي شيبة في "المصنف" ١ / ٤٦ بسند صحيح عنه))

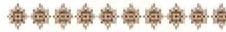
میں (شیخ البانی رحمہ اللہ) کہتا ہوں خصوصاً اس مسئلے میں صحابہ کرام کا اختلاف موجود ہے جیسا کہ سیدنا جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ جب ہم اونٹ کا گوشت کھاتے تو وضو کرتے اور جب بکری کا گوشت کھاتے تو وضو نہیں کرتے تھے اس روایت کو امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے مصنف ابن ابی شیبہ: 1/46 میں صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

(تمام المنۃ فی التعلیق علی فقہ السنۃ للالبانی، صفحہ: 106-104، "ومن لہ ینقض الوضوء"، الناشر: دار الرایۃ)

ناقضِ وضوء (9) پاگل پن یا بے ہوشی یا شراب کی وجہ سے عقل کا زائل ہونا:

پاگل پن یا بے ہوشی یا نشہ خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ، اور اس سے عقل زائل ہو جائے تو اس سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے، اور اس پر چاروں فقہی مذاہب: حنفیۃ، مالکیۃ، شافعیۃ، اور حنابلۃ کا اتفاق ہے، اور اس پر اجماع نقل کیا گیا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ جب بہت گہری نیند سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے تو ان مذکورہ اسباب سے بدرجہ اولی ٹوٹ جانا چاہئے؛ اور یہ سبب بھی ہے کہ سونے والے سے اگر بات کی جائے تو وہ گفتگو کرتا ہے اور جب اس کو بیدار کیا جائے تو وہ بیدار ہو جاتا ہے بلکہ وہ تو نیند میں اس سے خارج ہونے والی چیز کو محسوس بھی کرتا ہے۔



الفصل الرابع
مالاینقض الوضوء
(چوتھی فصل)
وہ چیزیں جن سے وضو نہیں ٹوٹتا

جو نواقض میں نہیں شمار ہوتے[14]

1) امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک ،بغیر شہوت کے شرمگاہ کو ہاتھ لگانا سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔

2) عورت کو چھوا ہو اور انزال نہ ہوا ہو۔

3) آگے پیچھے شرمگاہ کے علاوہ کسی اور جگہ سے نکلے جیسے زخم ،پیپ ،خون ورعاف، کثھاس یا حجامہ کا خون۔

4) ہلکی نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا [شیخ ابن باز رحمہ اللہ، شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ]

5) حدث میں شک ہو۔(الیقین لا یزول بالشک)

6) قطرہ پیشاب کا احساس ہو اور یقین نہ ہو۔

7) بال کاٹنا و ناخن کترنا یا موزے یا جراب نکالنا۔

8) حدثِ دائم کا شکار وضوء کے بعد حدث واقع ہو تو ناقض نہیں (ایک نماز کے وقفہ میں)۔

9) ابلا انڈا یا آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضوء نہیں ٹوٹتا البتہ وضوء کرنا مستحب ہے واجب نہیں

10) میت کو غسل دینے سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔ البتہ مستحب ہے۔

11) نماز میں قہقہ سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔ (حدیث ضعیف ہے)

12) جھوٹ بولنے ، گالی دینے یا گانا گانے سے وضوء نہیں ٹوٹتا البتہ یہ کبیرہ گناہ ہے گناہ سے بچنا ضروری ہے۔

---

[14] (الموسوعہ عربیہ)

وہ چیزیں جن سے وضو نہیں ٹوٹتا

1) غیر سبیلین سے خون نکلنا۔

2) نکسیر پھوٹنا۔

3) قے ہونا۔

4) عورت کو چھونا۔

5) جنازہ اٹھانا۔

6) قہقہہ۔

1۔ کیا خون نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

اس مسئلے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے جمہور علمائے کرام کہتے ہیں کہ خون چاہے زیادہ نکلے یا کم اس سے وضو نہیں ٹوٹتا بعض علماء کہتے ہیں کہ خون نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ زیادہ مقدار میں خون نکلے بہتر ہے وضوء کرلے

قول اول: پہلا موقف

خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا:

پہلی دلیل: ﴿أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ﴾

((وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ﴾ وَقَالَ عَطَاءٌ فِيمَنْ يَخْرُجُ مِنْ دُبُرِهِ الدُّودُ أَوْ مِنْ ذَكَرِهِ نَحْوُ الْقَمْلَةِ يُعِيدُ الْوُضُوءَ. وَقَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ إِذَا ضَحِكَ فِي الصَّلاَةِ أَعَادَ الصَّلاَةَ، وَلَمْ يُعِدِ الْوُضُوءَ. وَقَالَ الْحَسَنُ إِنْ أَخَذَ مِنْ شَعَرِهِ وَأَظْفَارِهِ أَوْ خَلَعَ خُفَّيْهِ فَلاَ وُضُوءَ عَلَيْهِ. وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لاَ وُضُوءَ إِلاَّ مِنْ حَدَثٍ. وَيُذْكَرُ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ فَرُمِيَ

رَجُلٌ بِسَهْمٍ، فَنَزَفَهُ الدَّمُ فَرَكَعَ وَسَجَدَ، وَمَضَى فِي صَلاَتِهِ. وَقَالَ الْحَسَنُ مَا زَالَ الْمُسْلِمُونَ يُصَلُّونَ فِي جِرَاحَاتِهِمْ. وَقَالَ طَاوُسٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ وَعَطَاءٌ وَأَهْلُ الْحِجَازِ لَيْسَ فِي الدَّمِ وُضُوءٌ. وَعَصَرَ ابْنُ عُمَرَ بَثْرَةً فَخَرَجَ مِنْهَا الدَّمُ، وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. وَبَزَقَ ابْنُ أَبِي أَوْفَى دَمًا فَمَضَى فِي صَلاَتِهِ. وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَالْحَسَنُ فِيمَنْ يَحْتَجِمُ لَيْسَ عَلَيْهِ إِلاَّ غَسْلُ مَحَاجِمِهِ))

"اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ: جب تم میں سے کوئی قضاء حاجت سے فارغ ہو کر آئے تو تم پانی نہ پاؤ تو تیمم کر لو۔" عطاء رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جس شخص کے پچھلے حصہ سے (یعنی دبر سے) یا اگلے حصہ سے (یعنی ذکر یا فرج سے) کوئی کیڑا یا جوں کی قسم کا کوئی جانور نکلے اسے چاہیے کہ وضو لوٹائے اور سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب (آدمی) نماز میں ہنس پڑے تو نماز لوٹائے اور وضو نہ لوٹائے اور حسن (بصری) رحمہ اللہ نے کہا کہ جس شخص نے (وضو کے بعد) اپنے بال اتروائے یا ناخن کٹوائے یا موزے اتار ڈالے اس پر وضو نہیں ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وضو حدث کے سوا کسی اور چیز سے فرض نہیں ہے اور سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات الرقاع کی لڑائی میں (تشریف فرما) تھے ایک شخص کے تیر مارا گیا اور اس (کے جسم) سے بہت خون بہا مگر اس نے پھر بھی رکوع اور سجدہ کیا اور نماز پوری کر لی اور حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا کہ مسلمان ہمیشہ اپنے زخموں کے باوجود نماز پڑھا کرتے تھے اور طاؤس رحمہ اللہ، محمد بن علی رحمہ اللہ اور اہل حجاز کے نزدیک خون (نکلنے) سے وضو (واجب) نہیں ہوتا، سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے (اپنی) ایک پھنسی کو دبا دیا تو اس سے خون نکلا، مگر آپ نے (دوبارہ) وضو نہیں کیا اور سیدنا ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے خون تھوکا، مگر وہ اپنی نماز پڑھتے رہے اور سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ پچھنے لگوانے والے کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ جس جگہ پچھنے لگے ہوں اس کو دھولے، دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔"

(صحیح بخاری، کتاب الوضو، بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ الْوُضُوءَ إِلاَّ مِنَ الْمَخْرَجَيْنِ، مِنَ الْقُبُلِ وَالدُّبُرِ:- اس بارے میں کہ بعض لوگوں کے نزدیک صرف پیشاب اور پاخانے کی راہ سے کچھ نکلنے سے وضوٹوٹتا ہے، حدیث نمبر:176)

دوسری دلیل: (حدیثِ جابر رضی اللہ عنہ)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

((خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي فِي غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ، فَأَصَابَ رَجُلٌ امْرَأَةَ رَجُلٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَحَلَفَ أَنْ لَا أَنْتَهِي حَتَّى أُهَرِيقَ دَمًا فِي أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ، فَخَرَجَ يَتْبَعُ أَثَرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْزِلًا، فَقَالَ: مَنْ رَجُلٌ يَكْلَؤُنَا؟ فَانْتَدَبَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: كُونَا بِفَمِ الشِّعْبِ، قَالَ: فَلَمَّا خَرَجَ الرَّجُلَانِ إِلَى فَمِ الشِّعْبِ، اضْطَجَعَ الْمُهَاجِرِيُّ وَقَامَ الْأَنْصَارِيُّ يُصَلِّ، وَأَتَى الرَّجُلُ، فَلَمَّا رَأَى شَخْصَهُ عَرَفَ أَنَّهُ رَبِيئَةٌ لِلْقَوْمِ، فَرَمَاهُ بِسَهْمٍ فَوَضَعَهُ فِيهِ فَنَزَعَهُ حَتَّى رَمَاهُ بِثَلَاثَةِ أَسْهُمٍ، ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ، ثُمَّ انْتَبَهَ صَاحِبُهُ، فَلَمَّا عَرَفَ أَنَّهُمْ قَدْ نَذِرُوا بِهِ هَرَبَ، وَلَمَّا رَأَى الْمُهَاجِرِيُّ مَا بِالْأَنْصَارِيِّ مِنَ الدَّمِ، قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ، أَلَا أَنْبَهْتَنِي أَوَّلَ مَا رَمَى؟ قَالَ: كُنْتُ فِي سُورَةٍ أَقْرَؤُهَا فَلَمْ أُحِبَّ أَنْ أَقْطَعَهَا))

کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ ذات الرقاع میں نکلے، تو ایک مسلمان کے حصہ میں ایک ایسی عورت آئی جس سے وہ مشرک عشق کرتا تھا اس مشرک نے قسم کھائی کہ جب تک میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی کا خون نہ بہادوں باز نہیں آسکتا، چنانچہ وہ (اسی تلاش میں) نکلا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم ڈھونڈتے ہوئے آپ کے پیچھے پیچھے

چلا، نبی اکرم ﷺ ایک منزل میں اترے، اور فرمایا: ہماری حفاظت کون کرے گا؟، تو ایک مہاجر اور ایک انصاری اس مہم کے لیے تیار ہوئے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: تم دونوں گھاٹی کے سرے پر رہو، جب دونوں گھاٹی کے سرے کی طرف چلے (اور وہاں پہنچے تو انہوں نے طے کیا کہ باری باری پہرہ دیں گے) تو مہاجر (صحابی) لیٹ گئے، اور انصاری کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے (اور ساتھ ساتھ پہرہ بھی دیتے رہے، نماز پڑھتے میں اچانک)، وہ مشرک آیا، جب اس نے (دور سے) اس انصاری کے جسم کو دیکھا تو پہچان لیا کہ یہی قوم کا محافظ و نگہبان ہے، اس کافر نے آپ پر تیر چلایا، جو آپ کو لگا، تو آپ نے اسے نکالا (اور نماز میں مشغول رہے)، یہاں تک کہ اس نے آپ کو تین تیر مارے، پھر آپ نے رکوع اور سجدہ کیا، پھر اپنے مہاجر ساتھی کو بیدار کیا، جب اسے معلوم ہوا کہ یہ لوگ ہوشیار اور چوکنا ہو گئے ہیں، تو بھاگ گیا، جب مہاجر نے انصاری کا خون دیکھا تو کہا: سبحان اللہ! آپ نے پہلے ہی تیر میں مجھے کیوں نہیں بیدار کیا تو انصاری نے کہا: میں (نماز میں قرآن کی) ایک سورۃ پڑھ رہا تھا، مجھے یہ اچھا نہیں لگا کہ میں اسے بند کروں (ادھوری چھوڑوں)۔

(سنن ابو داود، کتاب الطہارۃ، بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الدَّمِ-خون نکلنے سے وضو نہ ٹوٹنے کا بیان، حدیث نمبر: 198، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو "حسن" کہا ہے)

تخریج الحدیث: "تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: 2497)، وقد أخرجه: مسند احمد (3/343، 359) (حسن)") سنن دار قطنی 1/231 رقم: 858، کتاب الحیض، باب جواز الصلوۃ مع خروج الدم السائل من البدن ابوداود کتاب الطھارۃ باب الوضوء من الدم۔ و مستدرک حاکم: 1/156 ۔ و موارد الظمان: 250۔ وابن خزیمہ: 1/25-24، جماع ابواب الافعال اللواتی لا توجب الوضوء۔ والتلخیص الحبیر: 1/115-114) اس روایت کو امام حاکم رحمہ اللہ، امام ذہبی رحمہ اللہ امام ابن حبان رحمہ اللہ اور امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے۔

آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمۃ اللہ علیہم

تیسری دلیل: بکر رحمۃ اللہ علیہ کا قول

بکر (بن عبد اللہ مزنی) رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، عَنِ التَّيْمِيِّ، عَنْ بَكْرٍ، قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ عَصَرَ بَثْرَةً فِي وَجْهِهِ فَخَرَجَ شَيْءٌ مِنْ دَمٍ فَحَكَّهُ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ))

کہ میں نے سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ ان کے چہرے پر موجود ایک پھنسی سے خون نکلا تو سیدنا عبد اللہ ابن عمر نے اس خون کو اپنی انگلیوں سے صاف کیا اور نماز ادا فرمائی لیکن وضو نہیں فرمایا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ:2/293، کتاب الطہارۃ،"من كان يرخص فيه ولا يرى فيه وضوءا"، حدیث نمبر:1482، "صحیح"، الناشر: دار کنوز اشبیلیا، ریاض، الشیخ سعد بن ناصر بن عبد العزیز ابو حبیب الشثری حفظہ اللہ کہتے ہیں:"صحيح، أخرجه عبد الرزاق (553) والبيهقي 1/141)

چوتھی دلیل: ابو زبیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

ابو زبیر (محمد بن مسلم المکی) رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّهُ أَدْخَلَ إِصْبَعَهُ فِي أَنْفِهِ فَخَرَجَ عَلَيْهَا دَمٌ فَمَسَحَهُ بِالْأَرْضِ أَوْ بِالتُّرَابِ ثُمَّ صَلَّى))

کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہما اپنی انگلی سے ناک کا جائزہ لیتے اگر خون نکلتا تو اس کو زمین یا مٹی سے صاف کر دیتے اور نماز ادا کر لیتے۔

(مصنف ابن ابي شيبة:2/294، كتاب الطهارة،"من كان يرخص فيه ولا يرى فيه وضوءا"، حديث نمبر :1486، الناشر: دار كنوز اشبيليا، رياض، الشيخ سعد بن ناصر بن عبد العزيز ابو حبيب الشثری حفظہ اللہ کہتے ہیں:"رجاله ثقات")

قول ثانی: دوسرا موقف

خون نکلنے پر وضو لازم ہے:

پہلی دلیل:" الْوُضُوْءُ مِنْ كُلِّ دَمٍ سَائِلٍ"

((الْوُضُوْءُ مِنْ كُلِّ دَمٍ سَائِلٍ))ضعیف[15] ہر بہنے والے خون سے وضو ہے۔

---

15 امام بیہقی رحمہ اللہ اس حدیث کے بارے میں کہتے ہیں:

((أخبرنا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيُّ، أنا عَلِيُّ بْنُ عُمَرَ الْحَافِظُ، قَالَ: عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ وَلَا رَآهُ، وَيَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ وَيَزِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ مَجْهُولَانِ))

حافظ علی بن عمر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے سیدنا تمیم الداری سے کچھ نہیں سنا اور نہ ہی عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے سیدنا تمیم الداری کو دیکھا اور یزید بن خالد اور یزید بن محمد دونوں راوی مجہول ہیں۔

(الخلافيات بين الامامين الشافعي وابي حنيفة واصحابه للبيهقي:1/360، كتاب الطهارة، "مسألة(21):والقيء والرعاف والدم الخارج من غير مخرج الحدث لا ينقض الوضوء"، رقم:629، 630، الناشر: الروضة، القاهرة)

امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اس حدیث کے بارے میں کہتے ہیں:

((حَدِيث :"الْوضُوء من كل دم سَائِل" الدَّارَقُطْنِيّ من حَدِيث تَمِيم الدَّارِيّ وَفِيه ضعف وَانْقِطَاع وَمن حَدِيث زيد بن ثَابت أخرجه ابْن عدي فِي تَرْجَمَة أَحْمد بن الْفرج))

خون نکلنے سے وضو لازم ہے، اس حدیث کو امام دار قطنی نے سیدنا تمیم الداری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ذکر کیا ہے یہ حدیث ضعیف ہے اور اس میں انقطاع بھی ہے اور یہ روایت سیدنا زید بن ثابت سے بھی بیان کی جاتی ہے امام ابن عدی نے اس کو احمد بن فرج کے ترجمہ میں نقل کیا ہے۔

(الدراية في تخريج احاديث الهداية لابن حجر عسقلانی:1/30، كتاب الطهارة، "فصل في الأحاديث الدالة على عدم الترتيب والموالاة في الوضوء والتيمم منها

"، رقم:21، الناشر: دار المعرفۃ، بیروت)

علامہ زیلعی رحمہ اللہ نے بھی اس روایت کو ضعیف کہا ہے :

((رُوِيَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: "الْوُضُوءُ مِنْ كُلِّ دَمٍ سَائِلٍ". قُلْت: رُوِيَ مِنْ حَدِيثِ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ، وَمِنْ حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ،أَمَّا حَدِيثُ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ، فَأَخْرَجَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ فِي سُنَنِهِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْوُضُوءُ مِنْ كُلِّ دَمٍ سَائِلٍ"، انْتَهَى. قَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ: وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ تَمِيمٍ وَلَا رَآهُ، وَالْيَزِيدَانِ مَجْهُولَانِ، انْتَهَى.))

(نصب الرایۃ للزیلعی: 1/ 37، کتاب الطہارۃ، "فصل فی نواقض الوضوء"، الناشر: مؤسسۃ الریان، بیروت - دار القبلۃ، جدۃ)

شیخ البانی رحمہ اللہ اس حدیث کی تحقیق میں کہتے ہیں:

((ضعيف:أخرجه الدارقطني في " سننه " (ص ١٥٧) من طريق بقية عن يزيد بن خالد عن يزيد بن محمد عن عمر بن عبد العزيز قال: قال تميم الداري: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، وأعله الدارقطني بقوله: عمر بن عبد العزيز لم يسمع من تميم الداري، ولا رآه، واليزيدان مجهولان، وأقره الزيلعي في " نصب الراية(([١/ ٣٧] "))

یہ حدیث ضعیف ہے: امام دار قطنی رحمہ اللہ نے اپنی مسند (ص:175) اس روایت کو نقل کیا ہے اس کے راوی بقیہ کے واسطے سے اس نے یزید بن خالد سے اور اس نے یزید بن محمد سے اور اس نے عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے اور عمر بن عبد العزیز نے سیدنا تمیم الداری سے، تمیم داری کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: امام دار قطنی رحمہ اللہ نے اس روایت کو معلول کہا ہے اور اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے سیدنا تمیم الداری سے کچھ بھی نہیں سنا اور نہ ان کو دیکھا اور اس کے علاوہ یزید بن خالد اور یزید بن محمد یہ دونوں راوی مجہول ہیں ، علامہ زیلعی رحمہ اللہ نے "نصب الرایۃ: 1/ 37" میں اس بات کو تسلیم کیا ہے۔

((قلت: وبقية مدلس وقد عنعنه كما ترى، فهذه علة أخرى))

میں (شیخ البانی رحمہ اللہ) کہتا ہوں کہ بقیہ نامی راوی مدلس ہے اور اس نے عنعنہ کے ساتھ روایت بیان کی ہے جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس روایت میں یہ دوسری علت بھی پائی جاتی ہے۔

((وقال عبد الحق في " الأحكام الكبرى " (ق ١٣ / ٢) : وهذا منقطع الإسناد ضعيفة والحديث رواه ابن عدي في ترجمة أحمد بن الفرج عن بقية حدثنا شعبة بسنده عن زيد بن ثابت مرفوعا،

قال الزيلعي: قال ابن عدي: هذا حديث لا نعرفه إلا من حديث أحمد هذا، وهو ممن لا يحتج بحديثه لكنه يكتب، فإن الناس مع ضعفه قد احتملوا حديثه انتهى))

اور عبدالحق رحمہ اللہ نے "الاحکام الکبریٰ: 13/2" میں بیان کیا ہے کہ اس روایت میں انقطاع ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ روایت ضعیف بھی ہے چنانچہ اس روایت کو امام ابن عدی رحمہ اللہ نے احمد بن فرج کے حوالے سے اور بقیہ کے واسطے سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم سے شعبہ نے اپنی سند کے ساتھ اس روایت کو زید بن ثابت کے واسطے سے مرفوعاً ذکر کیا ہے، علامہ زیلعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے کہا کہ ہم اس روایت کو صرف احمد بن فرج کی روایت ہی سے جانتے ہیں حالانکہ اس راوی کا شمار ان راویوں میں سے ہوتا ہے جن کی روایت کو لکھا تو جا سکتا ہے لیکن اس کی روایت سے دلیل اخذ نہیں کی جا سکتی کیونکہ بیشتر علمائے کرام نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔

((وقال ابن أبي حاتم في " كتاب العلل ": أحمد بن الفرج كتبنا عنه ومحله عندنا الصدق))

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ "کتاب العلل" میں کہتے ہیں کہ احمد بن فرج سے ہم نے روایات لکھی ہیں اس کا حال درست ہے۔

((قلت: أحمد بن الفرج هذا حمصي ويلقب بـ " الحجاري " وقد ضعفه جدا محمد بن عوف وهو حمصي أيضا فهو أدرى به من غيره، فقال فيه: كذاب، وليس عنده في حديث بقية أصل، هو فيها أكذب خلق الله، إنما هي أحاديث وقعت له في ظهر قرطاس كتاب صاحب حديث في أولها مكتوب: حدثنا يزيد بن عبد ربه قال: حدثنا بقية . . . ثم اتهمه بشرب الخمر في كلام له رواه الخطيب (٤ / ٣٤١) قال في آخره: فأشهد عليه بالله أنه كذاب، وكذلك كذبه غيره من العارفين به فسقط حديثه جملة ولم يجز أن يستشهد به فكيف يحتج به؟))

میں (شیخ البانی رحمہ اللہ) کہتا ہوں کہ یہ راوی "احمد بن فرج حمصی" ہے اور اس کا لقب حجاری ہے اور محمد بن عوف رحمہ اللہ نے اس کو نہایت ہی ضعیف راوی کہا ہے اور محمد بن عوف رحمہ اللہ بھی حمصی ہیں لہذا احمد بن فرج کو یہ بہتر جانتے ہیں لہذا محمد بن عوف رحمہ اللہ نے احمد بن فرج حمصی کو کذاب کہا ہے نیز ان کے نزدیک بقیہ کی حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے کیونکہ احمد فرض حمصی کے پاس بقیہ کی کوئی روایت نہیں تھی اس لیے وہ بقیہ کی احادیث کے اندر اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے زیادہ جھوٹ بولنے والا ہے ہوا یوں تھا کہ اس کو ایک کتاب ہاتھ لگ گئی تھی کسی محدث کی جس کے شروع میں: " حدثنا يزيد بن عبد ربه قال: حدثنا بقية " لکھا تھا جس کو بنیاد بنا کر بقیہ سے روایت بیان کرنے لگا۔ محمد بن عوف نے اس پر شراب پینے کا الزام بھی لگایا ہے جس کو امام خطیب البغدادی رحمہ اللہ "4 / 341" نے بیان کیا ہے اور آخر میں کہا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ کذاب ہے اس کو جاننے والے لوگوں نے بھی اس کو کذاب قرار دیا ہے لہذا اجماعی طور پر اس کی روایات ساقط الاعتبار ہیں لہذا یہ بات کسی کے لئے جائز نہیں کہ اس کی روایات بطور دلیل پیش کرے لہذا اس سے دلیل کیسے لی جا سکتی ہے؟

((حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْفَارِسِيُّ ، نا مُوسَى بْنُ عِيسَى بْنِ الْمُنْذِرِ ، نا أَبِي ، نا بَقِيَّةُ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ خَالِدٍ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، قَالَ: قَالَ تَمِيمٌ الدَّارِيُّ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْوُضُوءُ مِنْ كُلِّ دَمٍ سَائِلٍ». عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ وَلَا رَآهُ ، وَيَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ ، وَيَزِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ مَجْهُولَانِ))

سیدنا تمیم الداری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر بہنے والے خون پر وضو لازم ہے عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کا سیدنا تمیم الداری سے سماع ثابت نہیں ہے اور نہ ہی ان کو دیکھا ہے اور اس روایت میں یزید بن خالد اور یزید بن محمد دونوں مجہول راوی ہیں۔

(سنن الدار قطنی: 1/287، کتاب الطہارۃ، "باب في الوضوء من الخارج من البدن كالرعاف والقيء والحجامة ونحوه"، رقم: 581، الناشر: موسسۃ الرسالۃ، بیروت)

دوسری دلیل: " لَيْسَ فِي الْقَطْرَةِ وَالْقَطْرَتَيْنِ . . . "

((نا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى بْنِ عَلِيٍّ الْخَوَّاصُ ، نا سُفْيَانُ بْنُ زِيَادٍ أَبُو سَهْلٍ ،

((ثم رجعت إلى ابن عدي في " الكامل " فرأيته يقول (ق 44/1) بعد أن ساق الحديث: ولبقية عن شعبة كتاب، وفيه غرائب، وتلك الغرائب ينفرد بها بقية عنه وهي محتملة، وهذا عن شعبة باطل))

(شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں) پھر میں نے اس کے بعد "الکامل لابن عدی" کی طرف رجوع کیا تو اس میں امام ابن عدی رحمہ اللہ "1/44" میں یہ کہتے ہوئے پایا: کہ بقیہ کی ایک کتاب شعبہ سے ہے اور اس کتاب میں عجیب وغریب باتیں لکھی ہوئی ہیں اور ان باتوں کو بیان کرنے میں بقیہ منفرد ہے لہذا اس کتاب میں یہ بھی احتمال ہے کہ یہ شعبہ کے واسطے سے نہیں ہے۔

(السلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ للالبانی: 1/681، تحت رقم: 470، الناشر: مکتبہ المعارف، ریاض)

نا حَجَّاجُ بْنُ نُصَيْرٍ ، نا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ عَطِيَّةَ ، حَدَّثَنِي أَبِي ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَيْسَ فِي الْقَطْرَةِ وَالْقَطْرَتَيْنِ مِنَ الدَّمِ وُضُوءٌ حَتَّى يَكُونَ دَمًا سَائِلًا))

"مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ عَطِيَّةَ ضَعِيفٌ وَسُفْيَانُ بْنُ زِيَادٍ ، وَحَجَّاجُ بْنُ نُصَيْرٍ ضَعِيفَانِ"

سعید ابن المسیب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خون کے ایک قطرے یا دو قطروں سے وضو ضروری نہیں ہے اور اگر خون بہہ رہا ہو تو اس پر وضو لازم ہے۔

اس روایت میں محمد فضل بن عطیہ ضعیف راوی ہے اور سفیان بن زیاد اور حجاج بن نُصیر، یہ دونوں راوی بھی ضعیف ہیں۔

(سنن الدار قطنی: 1/287، کتاب الطہارۃ، "باب في الوضوء من الخارج من البدن كالرعاف والقيء والحجامة ونحوه"، حدیث نمبر: 583، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو "ضعیف جداً" کہا ہے)

شیخ البانی رحمہ اللہ کا قول:

((وقال عبد الحق الإشبيلي في "الأحكام الكبرى" (2/13) :"إسناده متروك؛ فيه محمد بن الفضل بن عطية وغيره))

عبد الحق اشبیلی رحمہ اللہ "الاحکام الکبری 2/13" میں کہتے ہیں کہ اس کی اسناد متروک ہیں اور اس روایت میں محمد بن فضل بن عطیہ وغیرہ ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: السلسلۃ احادیث الضعیفۃ للالبانی: 9/377-376، رقم: 4386۔

علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

(([الْمَعَانِي النَّاقِضَةُ لِلْوُضُوءِ كُلُّ مَا يَخْرُجُ مِنَ السَّبِيلَيْنِ] لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ﴾ [المائدة: ٦] «وَقِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْحَدَثُ؟ قَالَ: مَا يَخْرُجُ مِنْ السَّبِيلَيْنِ» وَكَلِمَةُ مَا عَامَّةٌ فَتَتَنَاوَلُ الْمُعْتَادَ وَغَيْرَهُ (وَالدَّمُ وَالْقَيْحُ إِذَا خَرَجَا مِنْ الْبَدَنِ فَتَجَاوَزَا إِلَى مَوْضِعٍ يَلْحَقُهُ حُكْمُ التَّطْهِيرِ، وَالْقَيْءُ مِلْءَ الْفَمِ) وَقَالَ الشَّافِعِيُّ - رَحِمَهُ اللَّهُ -: الْخَارِجُ مِنْ غَيْرِ السَّبِيلَيْنِ لَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ لِمَا رُوِيَ «أَنَّهُ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - قَاءَ فَلَمْ يَتَوَضَّأْ» وَلِأَنَّ غَسْلَ غَيْرِ مَوْضِعِ الْإِصَابَةِ أَمْرٌ تَعَبُّدِيٌّ فَيُقْتَصَرُ عَلَى مَوْرِدِ الشَّرْعِ وَهُوَ الْمَخْرَجُ الْمُعْتَادُ، وَلَنَا قَوْلُهُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْوُضُوءُ مِنْ كُلِّ دَمٍ سَائِلٍ))

وضو توڑنے کا معنی، وضو کو ہر وہ چیز توڑ دیتی ہے جو سبیلین سے نکلتی ہے جیسا کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں: "یا تم میں سے کوئی حاجت ضروری (پیشاب پاخانہ) سے فارغ ہو کر آیا ہو"، اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ حدث کیا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو سبیلین سے نکلنے وہ حدث کہلاتا ہے، یہ لفظ عام ہے اور اس میں حسبِ عادت اور غیر حسبِ عادت دونوں شامل ہیں لہذا خون اور پیپ جب یہ دونوں چیزیں جسم سے نکلیں اور بہنے لگیں تو اس سے طہارت لاحق ہو جاتی ہے اور قے کا منہ بھر کے آنا بھی شامل ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ کہتے ہیں اگر کوئی چیز سبیلین سے نہ نکلے تو وہ اس سے وضو نہیں ٹوٹتا جیسا کہ حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قے کی لیکن دوبارہ وضو نہیں فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ پیشاب اور پاخانہ کی جگہوں کے علاوہ حصہ کو دھونا تعبدی امر ہے اور یہ چیز شرع پر انحصار کرتی ہے لہذا کسی بھی چیز کا خراج عام بات ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "ہر بہنے والے خون سے وضو فرض ہو جاتا ہے"۔

(الہدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی للمرغینانی: 1/17، باب: الوضوء، فصل: في نواقض الوضوء، الناشر: دار احیاء التراث العربی، بیروت)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول:

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جسم سے خون کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے امام بیہقی رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اس قول کو اس طرح نقل کیا ہے:

((مَسْأَلَةٌ (٢١): وَالْقَيْءُ وَالرُّعَافُ وَالدَّمُ الْخَارِجُ مِنْ غَيْرِ مَخْرَجِ الْحَدَثِ لَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ: يَنْقُضُهُ))

مسئلہ: قے، نکسیر کا پھوٹنا اور خون بہنا جو پیشاب اور پاخانہ کے مقام کے علاوہ سے ہو تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ (سبیلین) کے علاوہ بھی کہیں سے خون نکلتا ہے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(الخلافیات بین الامامین الشافعی وابی حنیفۃ واصحابہ للبیہقی: 1/344، کتاب الطہارۃ، "مسألة (٢١): والقيء والرعاف والدم الخارج من غير مخرج الحدث لا ينقض الوضوء"، الناشر: الروضۃ، القاہرۃ)

قول ثالث

علمائے کرام کے اقوال

شیخ بن باز رحمہ اللہ کا قول:

((إن كان الدم يسيرًا كالجراحات اليسيرة، فالوضوء لا يبطل، ووضوؤه صحيح، أما إن كان الدم كثيرًا، فاختلف العلماء في ذلك، منهم من رآه يبطل الوضوء، منهم من رأى هذه الجراحات تبطل الوضوء، ومنهم من رأى أنه لا يبطل الوضوء. يعني: الأحاديث في ذلك ليست

صريحة، والصريح منها ليس بصحيح، فالأحوط للمؤمن إذا كان الدم كثيرًا أن يقضي الصلاة؛ خروجًا من الخلاف، واحتياطًا للدين، أما إن كان الدم يسيرًا، وخفيفًا، وقليلًا: يعفى عنه.))

اگر خون کی مقدار کم ہو اور زخم معمولی ہو تو اس سے نکلنے والے خون کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹتا لیکن اگر خون بہت زیادہ بہہ رہا ہو تو اس مسئلے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے، یعنی کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس مسئلے کے متعلق کوئی صریح حدیث موجود نہیں ہے لہذا ایک ایمان والے کے لئے احتیاط کرنا لازم ہے لہذا خون زیادہ بہنے کی صورت میں احتیاط کے طور پر نماز قضا کرے لیکن خون کی مقدار کم ہو اور معمولی ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

(نور علی الدرب هل خروج الدم يبطل الوضوء؟)

خلاصہ کلام

بعض علمائے کرام اس بات کے قائل ہیں کہ خون بہنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان کی دلیل یہ حدیث ہے: ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ابو حبیش کی بیٹی جس کا نام فاطمہ رضی اللہ عنہا تھا وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے کہا کہ میں ایک ایسی عورت ہوں جسے استحاضہ کی بیماری ہے، اس لیے میں پاک نہیں رہتی تو کیا میں نماز چھوڑ دوں؟

((لَا، إِنَّمَا ذَلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِحَيْضٍ، فَإِذَا أَقْبَلَتْ حَيْضَتُكِ فَدَعِي الصَّلَاةَ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّي"، قَالَ: وَقَالَ أَبِي: ثُمَّ تَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلَاةٍ حَتَّى يَجِيءَ ذَلِكَ الْوَقْتُ))

آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، یہ ایک رگ (کا خون) ہے حیض نہیں ہے، تو جب تجھے حیض آئے تو نماز چھوڑ دے اور جب یہ دن گزر جائیں تو اپنے (بدن اور کپڑے) سے خون کو دھو ڈال پھر نماز پڑھ، ہشام کہتے ہیں کہ میرے باپ عروہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے یہ

(بھی) فرمایا کہ پھر ہر نماز کے لیے وضو کر یہاں تک کہ وہی (حیض کا) وقت پھر آجائے۔

(صحیح البخاری، کتاب، بَابُ غَسْلِ الدَّمِ- حیض کا خون دھونا ضروری ہے، حدیث نمبر:228)

وہ علمائے کرام جو خون نکلنے کی وجہ سے وضو ٹوٹ جانے کے قائل ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ نبی کریم نے وضو کے فرض ہونے کے لئے استحاضہ کے لئے یہ علت بیان فرمائی ہے کہ یہ رگ کا خون ہے لہذا ہر خون اسی طرح کا ہوتا ہے اور ہر خون کا تعلق رگ سے ہوتا ہے تو جس کو خون نکلے تو اس پر یہ فرض ہے کہ وہ نیا وضو کرے۔

نوٹ: یہ رگ کا خون ہے، جسم میں سارا خون رگوں ہی میں ہوتا ہے استحاضہ کے خون پر وضو کا حکم اس لیے نہیں کہ وہ رگ کا خون ہے بلکہ اس سے ہے کہ اس کا مخرج سبیلین ہے غیر سبیلین کے خون کو استحاضہ پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے بلکہ یہ مغالطہ ہے۔

اکثر علمائے کرام یہ کہتے ہیں کہ سبیلین کے علاوہ جسم کے کسی بھی حصے سے خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا اس کے لئے حسبِ ذیل دلیل پیش کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾

(سورۃ المائدۃ، سورۃ نمبر 5، آیت نمبر:6)

"ہاں اگر تم بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی حاجت ضروری سے فارغ ہو کر آیا ہو، یا تم عورتوں سے ملے ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمم کرلو۔"

سیدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفَرًا أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ، وَلَكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ))

کہ جب ہم مسافر ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیتے کہ ہم اپنے موزے تین دن اور تین رات تک، پیشاب، پاخانہ یا نیند کی وجہ سے نہ اتاریں، الا یہ کہ جنابت لاحق ہو جائے۔

(جامع الترمذی، کتاب الطہارۃ، بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ لِلْمُسَافِرِ وَالْمُقِيمِ-مسافر اور مقیم کے مسح کی مدت کا بیان، حدیث نمبر:96، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو"حسن "کہا ہے)

لہذا جو علمائے کرام خون نکلنے سے وضو کے قائل نہیں وہ کہتے ہیں کہ اس آیت مبارکہ اور مذکورہ حدیث میں پیشاب، پاخانہ اور نیند کو نواقض وضو بتایا گیا ہے چنانچہ ان علمائے کرام کا یہ کہنا ہے کہ سبیلین کے علاوہ اگر کہیں سے خون نکلتا ہے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

مذکورہ بالا تمام احادیث اور آثار سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا چاہے خون جسم کے کسی بھی حصے سے نکلے چاہے حلق سے نکلے یا مسوڑھوں سے نکلے یا حجامہ کروانے سے نکلے یا کسی مار لگنے کی وجہ سے خون نکلے یا زخم سے خون نکلے یا پھوڑا اور پھنسی کے پھوٹ جانے سے خون نکلے اور اسی طرح خون زیادہ نکلے یا کم مقدار میں نکلے الغرض وہ تمام چیزیں جس کی وجہ سے خون نکلتا ہے تو وضو نہیں ٹوٹتا اور اس کے متعلق جو روایات پیش کی جاتی ہیں وہ تمام کی تمام روایات ضعیف ہیں اور اس بات پر علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ ضعیف روایات قابل حجت نہیں چنانچہ جمہور علمائے کرام خون کے بہنے سے وضو ٹوٹنے کے قائل نہیں ہیں البتہ اس کے برخلاف صحیح احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صحابہ کرام نے اس وقت بھی نماز ادا فرمائی جبکہ صحابہ کرام کے جسم سے خون بہہ رہا تھا لہذا اس مسئلہ میں جمہور علمائے کرام کا موقف راجح ہے۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کا قول:

((الصلاة ليست باطلة إذا خرج الدم من الأنف، أما لو خرج من الدبر أو من القبل فإن الوضوء ينتقض فتبطل الصلاة وأما إذا خرج من الأنف أو من جرح آخر فإن الصلاة لا تبطل بذلك، لكن ربما يكون عاجزاً عن إتمامها إذا كثر خروج الدم ففي هذه الحال ينصرف من صلاته حتى يقف الدم ثم يتوضأ ويعيد الصلاة من جديد))

اگر ناک سے خون نکلے تو نماز فاسد نہیں ہوتی، لیکن اگر اگلی یا پچھلی شرمگاہ سے خون نکلے تو وضو فاسد ہو جائے گا اور نماز بھی فاسد ہو جائے گی، لیکن اگر ناک سے یا کسی دوسرے زخم سے خون نکلے تو نماز باطل نہیں ہے، لیکن اگر بہت زیادہ خون بہہ رہا ہو اور اس کی وجہ سے نماز ادا کرنے میں مشکل پیش آ رہی ہو تو اس صورت میں وہ نماز سے نکل جائے اور اپنے خون کو روکنے کی کوشش کرے اور جب خون رک جائے تو پھر سے نیا وضو کر کے دوبارہ اپنی نماز ادا کرے۔

ایک اور سوال کے جواب میں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

((خروج الدم من الفم بعد الوضوء لا ينقض الوضوء بل لو خرج من غير الفم دم كثير أو قليل فإنه لا ينقض الوضوء إلا ما خرج من السبيلين القبل أو الدبر فإنه ينقض الوضوء ولكن إذا خرج الدم من الفم فإنه لا يجوز ابتلاعه لقوله تعالى (حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ) وليعلم أن جميع ما يخرج من البدن سوى البول والغائط والريح وهي تخرج من السبيلين أعني هذه الثلاثة فما عداها لا ينقض الوضوء قد يحتجم الإنسان فلا ينتقض وضوؤه قد يرعف أنفه فلا ينتقض وضوؤه قد تجرح قدمه فلا ينتقض وضوؤه وذلك لأنه لا

دليل على نقض الوضوء بخروج شيء من البدن سوى الخارج من السبيلين وإذا لم يكن دليل فإن الأصل بقاء الطهارة على ما هي عليه لأنها ثابتة بدليل شرعي وما ثبت بدليل شرعي فإنه لا ينقض إلا بدليل شرعي))

وضوسے فارغ ہونے کے بعد اگر منہ سے خون نکلے تو وضو نہیں ٹوٹتا چاہے خون کی مقدار کم یا زیادہ دونوں ہی صورتوں میں وضو نہیں ٹوٹتا البتہ اگلی یا پچھلی شرمگاہ سے خون نکلتا ہے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر منہ سے خون نکلے تو اس کو نگل لینا جائز نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ﴾

(سورۃ المائدۃ، سورۃ نمبر 5، آیت نمبر 3)

"تم پر حرام کیا گیا مردار اور خون۔"

ہمیں اس بات کا علم ہونا ضروری ہے کہ سبیلین سے پیشاب، پاخانہ اور ہوا خارج ہونے کے علاوہ جو بھی چیز جسم کے دیگر حصوں سے نکلتی ہے یعنی کہ اگلی اور پچھلی شرمگاہ سے نہیں نکلتی ہے تو اس سے وضو باطل نہیں ہوتا اور اگر کسی نے حجامہ کروایا ہے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا یا کسی کی نکسیر پھوٹ پڑے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا یا اگر کسی کا پاؤں زخمی ہو اور اس سے خون بہے تو اس کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹتا اس طرح سے خون بہنے سے وضو ٹوٹنے کی کوئی صریح دلیل موجود نہیں ہے اگلی پچھلی شرمگاہ کے علاوہ جسم کے کسی بھی حصے سے کوئی بھی چیز نکلے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا لہذا اگر کسی مسئلے میں کوئی بھی دلیل موجود نہ ہو تو اس کا بنیادی اصول یہ ہے کہ طہارت جوں کی توں رہتی ہے کیونکہ یہ چیز دلائل کی رو سے ثابت ہے لہذا اگر کوئی چیز شرعی دلیل سے ثابت ہو وہ چیز شرعی دلیل کے بغیر کوئی اور چیز اس کو نجس نہیں کرتی۔

(فتاویٰ نور علی الدرب لابن عثیمین:2/7، باب نواقض الوضوء)

شیخ البانی رحمہ اللہ کا قول:

((والحق أنه لا يصح حديث في إيجاب الوضوء من خروج الدم، والأصل البراءة، كما قرره الشوكاني وغيره، ولهذا كان مذهب أهل الحجاز أن ليس في الدم وضوء، وهو مذهب الفقهاء السبعة من أهل المدينة وسلفهم في ذلك بعض الصحابة، فروى ابن أبي شيبة في " المصنف " (١ / ٩٢) والبيهقي (١ / ١٤١) بسند صحيح: " أن ابن عمر عصر بثرة في وجهه فخرج شيء من دم فحكه بين أصبعيه ثم صلى ولم يتوضأ " ثم روى ابن أبي شيبة نحوه عن أبي هريرة وقد صح عن عبد الله بن أبي أوفى رضي الله عنه أنه بزق دما في صلاته ثم مضى فيها، (راجع صحيح البخاري مع فتح البارى ج ١ ص ٢٢٢ - ٢٢٤) وتعليقي على " مختصر البخاري[٧/ ٥٧] "))

اور حق یہ ہے کہ خون نکلنے کی وجہ سے وضو کے فرض ہونے کے بارے میں صحیح حدیث موجود نہیں بلکہ اس سے براءت ہے اور اس قاعدے کو امام شوکانی رحمہ اللہ وغیرہ نے ذکر کیا ہے اہل حجاز کا موقف یہ ہے کہ خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور مدینہ کے فقہاء سبعہ اسی کے قائل ہیں ان کے سلف اس بارے میں بعض وہ صحابہ ہیں جن سے ایسا ہی منقول ہے چنانچہ امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے "مصنف:92/1" میں اور امام بیہقی "141/1" نے اس کو صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی چہرے کی پھنسی کو اپنی انگلیوں سے پھوڑا جس کی وجہ سے اس میں سے خون نکلا اس کو انہوں نے اپنی دونوں انگلیوں سے رگڑا اور یونہی نماز ادا فرمائی، امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے اسی طرح کی روایت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نقل کی ہے اور سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں صحیح حدیث موجود ہے اس حدیث میں ہے کہ انہوں نے نماز ادا کی اور دورانِ نماز خون تھوکا اس کے باوجود نماز ادا کرتے رہے اس

حدیث کی مزید وضاحت صحیح البخاری: 1/ 224-222 اور فتح الباری نیز اس پر میری مختصر تعلیق (1/ 75) میں ملاحظہ فرمائیں۔

کی تعلیق کے بارے میں مختصر صحیح البخاری: 1/ 75 میں ملاحظہ فرمائیں۔

(سلسلہ احادیث الضعیفۃ للالبانی: 1/ 683، تحت رقم: 470، الناشر: مکتبہ المعارف، ریاض)

✓ راجح موقف مندرجہ ذیل فتوی میں ہے واللہ اعلم

کیا خون کے اخراج سے نماز باطل ہو جاتی ہے؟

اللجنۃ الدائمہ کا فتوی:

خروج الدم من غير الفرج ليس من نواقض الوضوء

س: أرجو العلم عن الدم هل هو مبطل للصلاة؟

سوال: شرمگاہ کے علاوہ جسم کے دوسرے حصوں سے خون کے نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

ج: ((لا نعلم دليلا شرعيا يدل على أن خروج الدم من غير الفرج من نواقض الوضوء والأصل أنه ليس ناقض. والعبادات مبناها على التوقيف فلا يجوز لأحد أن يقول هذه العبادة مشروعة إلا بدليل، وقد ذهب بعض أهل العلم إلى نقض الوضوء بخروج الدم الكثير عرفا من غير الفرج، فإذا توضأ من خرج منه ذلك احتياطا وخروجا من الخلاف فهو حسن لقول النبي صلى الله عليه وسلم: «دع ما يريبك إلى ما لا يريبك))

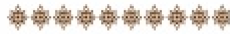
جواب: ہمیں ایسی کسی بھی دلیل کے بارے میں علم نہیں ہے جس میں یہ بتایا گیا ہو کہ شرمگاہ کے علاوہ جسم کے دیگر حصوں سے اگر خون نکلتا ہے تو اس کی وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے بلکہ ہمارے پاس ایسی اصل (دلیل) ہے کہ خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا، عبادات کا دارومدار توقیف پر ہے لہذا کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ عبادت بغیر دلیل کے بھی جائز ہے، اور بعض اہل علم نے شرمگاہ کے علاوہ جسم کے دوسرے حصوں سے زیادہ خون بہنے کو ناقض وضو بتایا ہے لہذا زیادہ مقدار میں اگر کسی کو خون

نکلتا ہے تو وہ بطورِ احتیاط وضو کرلے اس اختلاف سے بچنے کے لیے وضو کرلے تو بہتر ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيبُكَ))

"اس چیز کو چھوڑ دو جو تمہیں شک میں ڈالے اور اسے اختیار کرو جو تمہیں شک میں نہ ڈالے"۔

(فتاوی اللجنۃ الدائمۃ: 5/282)





وضوء سے متعلق دیگر مسائل

(1) کیا قے اور نکسیر سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

(1) نکسیر پھوٹنے پر اور (2) قئے کرنے پر

کیا قے اور نکسیر سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

قے کرنے سے اور نکسیر پھوٹ جانے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں اس مسئلے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے بعض علمائے کرام کہتے ہیں کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے اور بعض علمائے کرام کہتے ہیں کہ وضو نہیں ٹوٹتا البتہ وضوء کر لے تو بہتر ہے۔

پہلی دلیل: (حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما)

عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ الْخَالِقِ ، نا أَبُو عُلَاثَةَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ خَالِدٍ ، نا أَبِي ، نا ابْنُ سَلَمَةَ ، عَنِ ابْنِ أَرْقَمَ[16] ، عَنْ عَطَاءٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا رَعَفَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَغْسِلْ عَنْهُ الدَّمَ ، ثُمَّ لِيُعِدْ وُضُوءَهُ وَيَسْتَقْبِلْ صَلَاتَهُ» . سُلَيْمَانُ بْنُ أَرْقَمَ مَتْرُوكٌ))

جب تم میں سے کسی کی نماز کے دوران نکسیر پھوٹ پڑے تو اس کو چاہئے کہ نماز کو چھوڑ کر ناک کا خون دھولے اور اس کے بعد دوبارہ سے نیا وضو بنا کر نماز کا اعادہ کرے اس روایت کی سند میں سلیمان بن ارقم ہے یہ شخص متروک ہے۔

(سنن الدارقطنی: 1/278، کتاب الطھارۃ "باب في الوضوء من الخارج من البدن كالرعاف والقيء والحجامة ونحوه"، رقم: 560، الناشر: مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

دوسری دلیل: (حدیثِ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ)

سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " قَاءَ، فَأَفْطَرَ، فَتَوَضَّأَ، فَلَقِيتُ ثَوْبَانَ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: صَدَقَ أَنَا صَبَبْتُ لَهُ وَضُوءَهُ ". قَالَ أَبُو عِيسَى: وقَالَ إِسْحَاق بْنُ مَنْصُورٍ: مَعْدَانُ بْنُ طَلْحَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَابْنُ أَبِي طَلْحَةَ أَصَحُّ))

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قے کی تو روزہ توڑ دیا اور وضو کیا (معدان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ) پھر میں نے ثوبان سے دمشق کی مسجد میں ملاقات کی اور میں نے ان سے اس بات کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے سچ کہا، میں نے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے لیے پانی ڈالا تھا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ کا قول:

((وَقَدْ رَأَى غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ مِنَ التَّابِعِينَ، الْوُضُوءَ مِنَ الْقَيْءِ وَالرُّعَافِ، وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاق، وقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: لَيْسَ فِي الْقَيْءِ وَالرُّعَافِ وُضُوءٌ، وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ، وَالشَّافِعِيِّ، وَقَدْ جَوَّدَ حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ هَذَا الْحَدِيثَ[١٧]، وَحَدِيثُ حُسَيْنٍ أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ، وَرَوَى مَعْمَرٌ هَذَا الْحَدِيثَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ

---

[17] وقد جود حسين المعلم هذا الحديث" جوده هل نقول: إنه صححه وقال: بأنه حديث جيد؟ أو نقول: بأنه ضبطه وأتقنه؟ هذا الذي يظهر، أنه جوده يعني ضبطه وأتقنه "وحديث حسين أصح شيء في هذا الباب" يقول ابن منده: هو صحيح متصل كتاب شرح سنن الترمذي - عبد الكريم الخضير

فَأَخْطَأَ فِيهِ، فَقَالَ: عَنْ يَعِيشَ بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ الْأَوْزَاعِيَّ، وَقَالَ: عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، وَإِنَّمَا هُوَ: مَعْدَانُ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ))

اصحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ میں سے بہت سے اہل علم کی رائے ہے کہ قے اور نکسیر سے وضو (ٹوٹ جاتا) ہے، اور یہی سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ، اور اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اور بعض اہل علم نے کہا ہے کہ قے اور نکسیر سے وضو نہیں ٹوٹتا یہ مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، حدیث کے طرق کو ذکر کرنے کے بعد امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حسین ضبط حدیث بہترین ہیں، حسین المعلم کی حدیث اس باب میں سب سے صحیح ہے۔

(جامع الترمذی، کتاب الطہارۃ، بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مِنَ الْقَيْءِ وَالرُّعَافِ-قے اور نکسیر سے وضو کا بیان، حدیث نمبر:87، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ تخریج الحدیث: "سنن ابی داود / الصوم 32(2391)، (تحفة الأشراف:10964)، مسند احمد (5/195، و6/443)، سنن الدارمی / الصوم24(1769)، (ولفظ الجمیع "قاء فأفطر") (صحیح))

تیسری دلیل: (حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَصَابَهُ قَيْءٌ أَوْ رُعَافٌ أَوْ قَلَسٌ أَوْ مَذْيٌ، فَلْيَنْصَرِفْ، فَلْيَتَوَضَّأْ، ثُمَّ لِيَبْنِ عَلَى صَلَاتِهِ وَهُوَ فِي ذَلِكَ لَا يَتَكَلَّمُ))

"جسے نماز میں قے، نکسیر، کھٹے پانی کی ڈکار آجائے تو وہ لوٹ جائے، وضو کرے پھر اپنی نماز پر بنا کرے، لیکن اس دوران کسی سے کلام نہ کرے"۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ، بَابُ : مَا جَاءَ فِي الْبِنَاءِ عَلَى الصَّلَاةِ-نماز پر بنا

کرنے کا بیان، حدیث نمبر: 1221، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ تخریج الحدیث: "تفرد بہ ابن ماجہ، [تحفۃ الأشراف: 16252، ومصباح الزجاجۃ: 428] [ضعیف]" [اس کی سند میں اسماعیل بن عیاش رحمہ اللہ ہیں، اور ان کی روایت حجازیوں سے ضعیف ہوتی ہے، اور یہ اسی قبیل سے ہے])

چوتھی دلیل: (حدیثِ عبد العزیز بن جریج رضی اللہ عنہ)

((حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلِ بْنِ الْفَضْلِ الْكَاتِبُ ، نا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ الْفَرَائِضِيُّ ، نا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ قَلَسَ أَوْ قَاءَ أَوْ رَعَفَ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُتِمَّ عَلَى صَلَاتِهِ))

ابن جریج رحمہ اللہ اپنے والد (عبد العزیز بن جریج رضی اللہ عنہ) کے واسطے سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کسی کو (نماز کے دوران) متلی آئے یا قے آجائے یا نکسیر پھوٹ پڑے تو اس کو نماز سے نکل جانا چاہئے اور دوبارہ وضو کرکے اور اپنی نماز کو تمام کرے۔

(سنن الدار قطنی: 1/282، کتاب الطہارۃ، "باب في الوضوء من الخارج من البدن كالرعاف والقيء والحجامة ونحوه"، حدیث نمبر: 567)

پانچویں دلیل: (حدیثِ ابو سعید رضی اللہ عنہ)

((فَأَمَّا حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ فَأَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ أَنْبَأَنَا الْجَوْهَرِيُّ عَنِ الدارقطني عَنْ أَبِي حَاتِمِ بْنِ حَبَّانَ قَالَ نا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ زُهَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ السِّجِسْتَانِيُّ قَالَ نا عمرو بن عون قال أن أَبُو بَكْرٍ الدَّاهِرِيُّ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ

عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" إِذَا قَاءَ أَحَدُكُمْ أَوْ رَعَفَ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ أَوْ أَحْدَثَ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ ثُمَّ لِيَجِيءْ فَلْيَبْنِ عَلَى مَا مَضَى))

جب کسی شخص کو نماز کے دوران قے آجائے یا نکسیر پھوٹ پڑے یا کسی اور وجہ سے وضو ٹوٹ جائے تو ایسے شخص کو چاہئے کہ وہ نماز کو چھوڑ کر نماز سے نکل جائے اور دوبارہ وضو کر کے جہاں تک اس کی نماز ہوئی تھی وہاں سے وہ نماز ادا کرے۔

امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((هَذَانِ حَدِيثَانِ لَا يَصِحَّانِ أَمَّا الْأَوَّلُ فَفِيهِ الذَّاهِرِيُّ وَاسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ حَكِيمٍ))

(امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں دو حدیثیں نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں) یہ دونوں حدیثیں صحیح نہیں ہیں، پہلی روایت میں داہری ہے جس کا نام عبد اللہ بن حکیم ہے۔

پانچویں دلیل: علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((يُعَادُ الْوُضُوءُ مِنْ سَبْعٍ: مِنْ إِقْطَارِ الْبَوْلِ، وَالدَّمِ السَّائِلِ، وَالْقَيْءِ، وَمِنْ دَسْعَةٍ يُمْلَأُ بِهَا الْفَمُ، وَالنَّوْمِ الْمُضْطَجِعِ، وَقَهْقَهَةِ الرَّجُلِ فِي الصَّلَاةِ، وَمِنْ خُرُوجِ الدَّمِ))

یعنی کہ سات وجوہات کی بنیاد پر پھر سے نیا وضو کیا جائے گا وہ سات چیزیں اس طرح ہیں:

1) پیشاب کے قطرے نکلنے سے وضو کیا جائے گا۔
2) بہنے والے خون کی وجہ سے وضو کیا جائے گا۔
3) قے کے آنے سے وضو کیا جائے۔
4) کروٹ لیکر سونے کی وجہ سے وضو کیا جائے گا۔

5) نماز میں قہقہہ لگانے کی وجہ سے وضو کیا جائے گا۔

6) خون نکلنے کی وجہ سے وضو کیا جائے گا۔

(فتح القدیر لابن ہمام: 1/36، کتاب الطہارۃ، "فصل في نواقض الوضوء)

(يُعَادُ الْوُضُوءُ مِنْ سَبْعٍ) کی تحقیق[18]:

((أخبرنا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، أنا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ مَنْصُورٍ الْمُذَكِّرُ، ثنا سَهْلُ بْنُ عَفَّانَ السِّجْزِيُّ، ثنا الْجَارُودُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ – صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ –: "يُعَادُ الْوُضُوءُ مِنْ سَبْعٍ: مِنْ إِقْطَارِ الْبَوْلِ، وَالدَّمِ السَّائِلِ، وَالْقَيْءِ، وَمِنْ دَسْعَةٍ يُمْلَأُ بِهَا الْفَمُ، وَالنَّوْمِ الْمُضْطَجِعِ، وَقَهْقَهَةِ الرَّجُلِ فِي الصَّلَاةِ، وَمِنْ خُرُوجِ الدَّمِ" .سَهْلُ بْنُ عَفَّانَ مَجْهُولٌ، وَالْجَارُودُ بْنُ يَزِيدَ ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ، وَلَا يَصِحُّ هَذَا))

اس روایت میں سہل بن عفان مجہول راوی ہے اور جارود بن یزید ضعیف راوی ہے ان دونوں کی وجہ سے یہ روایت ضعیف قرار پاتی ہے۔

(الخلافیات بین الامامین الشافعی وابی حنیفۃ واصحابہ للبیہقی: 1/364-363، کتاب الطہارۃ،" مسألة (21): والقيء والرعاف والدم الخارج من غير مخرج الحدث لا ينقض الوضوء"، رقم: 637، الناشر: الروضۃ، القاہرۃ، مصر)

---

[18] يُعادُ الوضوءُ من سبعٍ : البولِ، والدمِ السائلِ، والقيءِ، ومن دَسْعَةٍ تملأُ الفمَ، ونومِ المضطجِعِ، وقَهقهةِ الرجُلِ في الصلاةِ، وخروجِ الدَّمِ

الراوي : أبو هريرة | المحدث : ابن حجر العسقلاني | المصدر : الدراية تخريج أحاديث الهداية الصفحة أو الرقم : ١/٣٣ | خلاصة حكم المحدث : إسناده واهٍ جدا

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (يُعَادُ الْوُضُوءُ مِنْ سَبْعٍ) کے بارے میں کہتے ہیں:

((قال "صاحب الدراية " روى البيهقي و "صاحب المحيط " عن النبي – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – أنه قال "يعاد الوضوء . . . " إلى آخره، نحوه وليس فيه والحدث))

(البنایہ شرح الہدایہ: 1/273، "فصل في نواقض الوضوء-القيء والدم من نواقض الوضوء" الناشر: دارالکتب العلمیہ بیروت)

نکسیر پھوٹ پر وضو کی ایک اور حدیث اور اس کی تحقیق:

عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ الْخَالِقِ ، نا أَبُو عُلَاثَةَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ خَالِدٍ ، نا أَبِي ، نا ابْنُ سَلَمَةَ ، عَنِ ابْنِ أَرْقَمَ ، عَنْ عَطَاءٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا رَعَفَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَغْسِلْ عَنْهُ الدَّمَ ، ثُمَّ لِيُعِدْ وُضُوءَهُ وَيَسْتَقْبِلْ صَلَاتَهُ». سُلَيْمَانُ بْنُ أَرْقَمَ مَتْرُوكٌ))

جب تم میں سے کسی کی نماز کے دوران نکسیر پھوٹ پڑے تو اس کو چاہئے کہ نماز کو چھوڑ کر خون دھولے اور اس کے بعد دوبارہ سے نیا وضو بنا کر نماز کا اعادہ کرے اس روایت کی سند میں سلیمان بن ارقم شخص متروک ہے۔

(سنن الدار قطنی: 1/278، کتاب الطہارۃ "باب في الوضوء من الخارج من البدن كالرعاف والقيء والحجامة ونحوه"، رقم: 560، الناشر: مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

نوٹ: نکسیر کے بارے میں جو روایات بیان کی جاتی ہیں وہ تمام کی تمام ضعیف روایات ہیں لہذا نکسیر پھوٹنے سے وضو کرنا صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ قے کے بعد وضو کے بارے میں کہتے ہیں:

((الْجُرْحِ وَالْفِصَادِ وَالْحِجَامَةِ وَالرُّعَافِ وَالْقَيْءِ: فَمَذْهَبُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ: لَا يَنْقُضُ. وَمَذْهَبُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَحْمَد: يَنْقُضُ))

زخم پر نشتر لگانے سے اور حجامہ کروانے سے اور نکسیر پھوٹ جانے سے اور قے کرنے سے (ان امور کے بارے میں) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وضو نہیں ٹوٹتا ، اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ مزید کہتے ہیں:

((أَنَّهَا لَا تَنْقُضُ الْوُضُوءَ. وَلَكِنْ يُسْتَحَبُّ الْوُضُوءُ مِنْهَا))

ان امور میں وضو نہیں ٹوٹتا لیکن ان امور میں وضو کرنا مستحب ہے۔

(مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ: 21/222، "باب نواقض الوضوء خروج النجاسات من غير السبيلين"، الناشر: مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف، المدینۃ المنورۃ، السعودیۃ)

شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((أما القيء والرّعاف فهذا لا يُبطل الوضوء، ولكن من باب الاحتياط، إذا توضأ الإنسانُ هذا احتياط))

جہاں تک قے اور نکسیر پھوٹ کا تعلق ہے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا لیکن اگر کوئی انسان وضو کرنا چاہتا ہے تو یہ بطور احتیاط ہے۔

(شروح الكتب شرح المنتقى- قراءة الأستاذ عبد الكريم المقرن،أبواب نواقض الوضوء)

https://binbaz.org.sa/audios/326/ أبواب-نواقض-الوضوء

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کا قول:

((قرأت في أحد كتب الحديث فقال: باب ما جاء في الوضوء من القيء. — فهل الوضوء هنا للوجوب، وهل إذا استقاء الإنسان أو أتاه قيء عليه وضوء؟

لا، الصحيح أن كل ما خرج من البدن فإنه لا ينقض الوضوء، لا القيء ولا الدم ولا غير ذلك إلا البول والغائط، أو ما خرج من مخرج البول أو الغائط، هذا هو القول الراجح))

نہیں یہ قول صحیح نہیں ہے، بلکہ صحیح قول یہ ہے کہ جسم سے نکلنے والی ہر چیز سے وضو نہیں ٹوٹتا نہ قے سے وضو ٹوٹتا ہے نہ خون نکلنے سے وضو ٹوٹتا ہے اور نہ ہی پیشاب اور پاخانہ کی جگہوں کے علاوہ جسم کے کوئی اور حصے سے کچھ بھی نکلے وضو نہیں ٹوٹتا جو چیز پیشاب اور پاخانہ کی جگہوں سے نکلے تو اسی پر وضو ہے یہی قول راجح ہے۔

(لقاء باب المفتوح لابن عثيمين:86/29،لقاء باب المفتوح[86]"حكم الوضوء من القيء"- مصدر الكتاب:دروس صوتية قام بتفريغها موقع الشبكة الإسلامية)

(2) قے کرنے کے بعد وضو کرنے کا مسئلہ

اس مسئلے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے بعض علمائے کرام کہتے ہیں کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے اور بعض علمائے کرام کہتے ہیں کہ وضو نہیں ٹوٹتا البتہ وضوء کرنا مستحب ہے لازم نہیں۔

حديثِ معدان بن أبي طلحة عن أبي الدرداء میں ہے کہ: "کہ رسول اللہ ﷺ نے قے کی تو روزہ توڑ دیا اور وضو کیا (معدان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ) پھر میں نے ثوبان سے دمشق کی مسجد میں ملاقات کی اور میں نے ان سے اس بات کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ ابو الدرداء نے سچ کہا، میں نے ہی آپ ﷺ پر پانی ڈالا تھا۔" یہ روایت "جامع الترمذی 1/142-143" میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے البتہ اس روایت کی سند میں معمولی سا اضطراب پایا جاتا ہے لیکن وہ غیر معلول ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حسین المعلم[19] نے اس کو اچھے سے ضبط کیا ہے، جیسا کہ امام ترمذی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ نے کہا ہے، مزید تفصیلات کے لئے "نیل الاوطار: 1/164" اور شیخ احمد محمد شاکر رحمہ اللہ ترمذی پر تعلیق ملاحظہ فرمائیں۔

((وقد نص شيخ الإسلام ابن تيمية في "مجموعة الرسائل الكبرى" على استحباب الوضوء من القيء لهذا الحديث 2/234))

اور شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ "مجموعۃ الرسائل الکبری: 2/234" میں قے کرنے کے بعد وضو کے مستحب ہونے پر اسی حدیث کا ذکر کیا ہے۔

(تمام المنۃ فی التعلیق علی فقہ السنۃ للالبانی، صفحہ: 112، " ومن مايستحب له الوضوء الناشر: دار الرایۃ)

---

[19] " وقد جود حسين المعلم هذا الحديث" جوده هل نقول: إنه صححه وقال: بأنه حديث جيد؟ أو نقول: بأنه ضبطه وأتقنه؟ هذا الذي يظهر، أنه جوده يعني ضبطه وأتقنه 'وحديث حسين أصح شيء في هذا الباب" يقول ابن منده: هو صحيح متصل -كتاب شرح سنن الترمذي – عبد الكريم الخضير

حدیث معدان بن أبي طلحة عن أبي الدرداء کے بارے میں عبد الرحمٰن بن عبد الجبار فریوائی ﷾ کہتے ہیں، ان لوگوں کی دلیل باب کی یہی حدیث ہے، لیکن اس حدیث سے استدلال دو باتوں پر موقوف ہے:

- نمبر ایک: حدیث میں لفظ یوں ہو ((قَاءَ فَتَوَضَّأَ)) "قے کی تو وضو کیا" جب کہ یہ لفظ محفوظ نہیں ہے، زیادہ تر مصادر حدیث میں زیادہ رواۃ کی روایتوں میں ((قَاءَ فَأَفطَرَ)) "قے کی تو روزہ توڑ لیا" ہے ((فَأَفطَرَ)) کے بعد بھی ((فَتَوَضَّأَ)) کا لفظ نہیں ہے، یا اسی طرح ہے جس طرح اس روایت میں ہے، یعنی ((قَاءَ فَأَفطَرَ فَتَوَضَّأَ)) "یعنی قے کی تو روزہ توڑ لیا، اور اس کے بعد وضو کیا" اور اس لفظ سے وضو کا وجوب ثابت نہیں ہوتا، کیوں کہ ایسا ہوتا ہے کہ قے کے بعد آدمی کمزور ہو جاتا ہے اس لیے روزہ توڑ لیتا ہے، اور نظافت کے طور پر وضو کر لیتا ہے، اور رسول اللہ ﷺ تو اور زیادہ نظافت پسند تھے، نیز یہ آپ ﷺ کا صرف فعل تھا جس کے ساتھ آپ ﷺ کا کوئی حکم بھی نہیں ہے۔
- نمبر دو: یہ کہ اگر ((قَاءَ فَتَوَضَّأَ)) کا لفظ ہی محفوظ ہو تو ((فَتَوَضَّأَ)) کی فاء سبب کے لیے ہو، یعنی یہ ہوا کہ: قے کی اس لیے وضو کیا، اور یہ بات متعین نہیں ہے، بلکہ یہ فاء تعقیب کے لیے بھی ہو سکتی ہے، یعنی یہ ہوا کہ: قے کی اور اس کے بعد وضو کیا۔

(سنن الترمذی [مجلس علمی دار الدعوۃ]: 1/209، الناشر: مکتبہ بیت السلام، لاہور)

شیخ البانی رحمہ اللہ کا قول:

شیخ البانی رحمہ اللہ قے کے بعد وضو کے بارے میں کہتے ہیں:

((الوضوء من القيء لحديث معدان بن أبي طلحة عن أبي الدرداء: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قاء فأفطر فتوضأ فلقيت ثوبان في مسجد دمشق فذكرت ذلك له فقال: صدق أنا صببت له

وضوءه. أخرجه الترمذي 1 / 142 – 143 وغيره بإسناد صحيح والاضطراب الذي وقع في سنده لا يعله لأن حسينا المعلم قد جوده كما قال الترمذي وأحمد راجع "نيل الأوطار"164/1 وتعليق الشيخ أحمد محمد شاكر على الترمذي))

خلاصۂ کلام

قے کرنے کے بعد یا نکسیر پھوٹ کے بعد وضو کے مسئلے میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف راجح ہے یعنی کہ قے اور نکسیر کی وجہ سے وضو لازم نہیں ہے کیونکہ اس بارے میں جن روایات کو بطورِ دلیل پیش کیا جاتا ہے وہ مرویات ضعیف ہیں لہذا ضعیف روایات قابلِ حجت نہیں ہیں چنانچہ یہ بات واضح ہوگئی کہ قے کرنے کے بعد وضو کرنا فرض نہیں البتہ حدیثِ معدان بن أبي طلحة عن أبي الدرداء کے مطابق قے کرنے کے بعد وضو کرنا مستحب ہے کیونکہ اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ذکر کیا گیا ہے اور اس حدیث کو شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے "صحیح" قرار دیا ہے بنابریں قے کرنے کے بعد وضو مستحب ہے فرض نہیں ہے جیسا کہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے قے کے بعد وضو کرنے کو مستحب کہا ہے اور شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ قے کرنے کے بعد بطورِ احتیاط وضو کرنا ہے، اور شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ بھی قے کے بعد وضو کرنے کو مستحب کہتے ہیں اور یہ موقف، راجح ہے، اس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔ واللہ اعلم



(3) کیا عورت (بیوی) کو چھونے یا بوسہ لینے سے وضو ٹوٹتا ہے؟

اس مسئلے میں چار موقف پائے جاتے ہیں:

1) پہلا موقف ہے کہ عورت کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

2) دوسرا موقف ہے کہ عورت کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

3) تیسرا موقف ہے کہ شہوت سے چھونے یا بوسہ لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

4) چوتھا موقف یہ ہے کہ شہوت سے چھونے یا بوسہ لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے البتہ اگر مذی خارج ہو جائے تو اس سے وضو فرض ہو جاتا ہے۔ (راجح)

قول اول: پہلا موقف

عورت کو ہاتھ لگانے یا بوسہ لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا:

پہلی دلیل: (حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَايَ فِي قِبْلَتِهِ، فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ، فَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا، قَالَتْ: وَالْبُيُوتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيهَا مَصَابِيحُ))

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سو جاتی اور میرے پاؤں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلہ میں ہوتے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے، تو میرے پاؤں کو آہستہ سے دبا دیتے، میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہو جاتے تو میں انہیں پھر پھیلا دیتی، ان دنوں گھروں میں چراغ نہیں ہوا کرتے تھے۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، بَابُ الصَّلاَةِ عَلَى الْفِرَاشِ - بچھونے پر نماز پڑھنا [جائز ہے]، حدیث نمبر:382)

دوسری دلیل: (حدیثِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی، ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((فَقَدْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَيْلَةً مِنَ الْفِرَاشِ، فَالْتَمَسْتُهُ فَوَقَعَتْ يَدِي عَلَى بَطْنِ قَدَمَيْهِ، وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ، وَهُمَا مَنْصُوبَتَانِ، وَهُوَ يَقُولُ: اللهُمَّ أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ، كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ))

"میں نے ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر پر نہ پایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹٹولنے لگی، میرا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کے تلوے پر پڑا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں پاؤں کھڑے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ رہے تھے: "اے اللہ! میں تیری ناراضی سے تیری رضامندی کی پناہ میں آتا ہوں اور تیری سزا سے تیری معافی کی پناہ میں آتا ہوں اور تجھ سے تیری ہی پناہ میں آتا ہوں، میں تیری ثنا پوری طرح بیان نہیں کر سکتا، تو ویسا ہی ہے جیسے تو نے اپنی تعریف خود بیان کی۔"

(صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، بَابُ مَا يُقَالُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ - رکوع اور سجدہ میں کیا کہے، حدیث نمبر :486[1090]۔ وسنن ابوداود:879۔ وسنن النسائی:169۔ وجامع الترمذی:3493)

تیسری دلیل: (حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا)

بیوی کا بوسہ لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

(((مرفوع) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا

الْأَعْمَشُ، عَنْ حَبِيبٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ،" أَنّ النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ ثُمّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ"، قَالَ عُرْوَةُ: مَنْ هِيَ إِلَّا أَنْتِ، فَضَحِكَتْ، قَالَ أَبُو دَاوُد: هَكَذَا رَوَاهُ زَائِدَةُ، وَعَبْدُ الْحَمِيدِ الْحِمَّانِيُّ،عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ))

"کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک بیوی کا بوسہ لیا، پھر نماز کے لیے نکلے اور (پھر سے) وضو نہیں کیا، عروہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے ان سے کہا: وہ بیوی آپ کے علاوہ اور کون ہو سکتی ہیں؟ یہ سن کر وہ ہنسنے لگیں۔"

(سنن ابوداود، کتاب الطهارة، بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الْقُبْلَةِ- عورت کا بوسہ لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا، حدیث نمبر: 179، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

(سنن ابوداود، کتاب الطهارة، بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الْقُبْلَةِ- عورت کا بوسہ لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا، حدیث نمبر :190۔ "تخريج الحديث:انظر ما قبله، [تحفة الأشراف: 17371، 18768][صحيح])

قال عبد الحق الإشبيلي في "الأحكام الوسطى"142/1 بعد أن ذكر الحديث من جهة البزار: لا أعلم له علة توجب تركه.

وقال الحافظ ابن حجر في "الدراية" 45/1بعد أن أورده عن البزار: ورجاله ثقات.

وقال ابن جرير الطبري في "جامع البيان" 396/8: واولى القولين في ذلك قول من قال: عنى الله بقوله (أو لامستم النساء) الجماع دون غيره من معاني اللمس، لصحة الخبر عن رسول الله صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ أنه قبل بعض نسائه، ثم صلى ولم يتوضأ.

مندرجہ بالا تمام تحقیقات کے مدِ نظر یہ حدیث قابلِ حجت ہے اور اس حدیث کے بہت سارے شواہد بھی موجود ہیں جیسا کہ الشیخ شعیب ارناؤوط رحمہ اللہ کی تحقیق میں گزر چکا ہے لہذا یہ حدیث قابلِ استدلال ہے لہذا بیوی کو بوسہ دینے یا چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا البتہ اگر مذی خارج ہو جائے تو اس سے وضو فرض ہو جاتا ہے۔

قول ثانی: دوسرا موقف

(عورت [بیوی] کو ہاتھ لگانے یا بوسہ لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے)

پہلی دلیل: ﴿أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ﴾

﴿أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ﴾

(سورۃ النساء، سورۃ نمبر 4، آیت نمبر: 43)

"یا تم نے عورتوں کو چھوا ہو۔"

﴿أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ﴾ کی تفسیر:

((وَمِنْهَا مَا حَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ، أَنْبَأَ الْعَبَّاسُ بْنُ الْفَضْلِ الْأَسْفَاطِيُّ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ﴾ [النساء: ٤٣] قَالَ: «هُوَ مَا دُونَ الْجِمَاعِ وَفِيهِ الْوُضُوءُ»))

عبد اللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) ﴿أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ﴾ [النساء: 43] کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد جماع کے علاوہ ہے (یعنی کہ بوس و کنار اس میں شامل ہے) اور اس میں وضو ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم: 1/ 228، رقم: 469، الناشر: دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

﴿لَامَسْتُمُ﴾ کا معنی اور مفہوم

امام قرطبی رحمہ اللہ کا قول:

((قَوْلُهُ تَعَالَى: (أَوْ لامَسْتُمُ النِّساءَ) قَرَأَ نَافِعٌ وَابْنُ كَثِيرٍ وَأَبُو عَمْرٍو وَعَاصِمٌ وَابْنُ عَامِرٍ (لامَسْتُمُ). وَقَرَأَ حَمْزَةُ وَالْكِسَائِيُّ: (لَمَسْتُمْ) وَفِي مَعْنَاهُ ثَلَاثَةُ أَقْوَالٍ: الْأَوَّلُ- أَنْ يَكُونَ لَمَسْتُمْ جَامَعْتُمْ. الثَّانِي- لَمَسْتُمْ بَاشَرْتُمْ. الثَّالِثُ- يَجْمَعُ الْأَمْرَيْنِ جَمِيعًا. وَ (لامَسْتُمُ) بِمَعْنَاهُ عِنْدَ أَكْثَرِ النَّاسِ، إِلَّا أَنَّهُ حُكِيَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّهُ قَالَ: الْأَوْلَى فِي اللُّغَةِ أَنْ يَكُونَ (لامَسْتُمُ) بِمَعْنَى قَبَّلْتُمْ أَوْ نَظِيرُهُ، لِأَنَّ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فِعْلًا. قَالَ: وَ (لَمَسْتُمْ) بِمَعْنَى غَشَيْتُمْ وَمَسِسْتُمْ))

﴿أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ﴾ (سورۃ النساء آیت نمبر:43) نافع، ابن کثیر، ابو عمرو، عاصم اور ابن عامر نے (لَامَسْتُمُ) پڑھا ہے حمزہ اور کسائی نے اس کو (لَمَسْتُمْ) پڑھا ہے اس کے تین معنی بیان کئے جاتے ہیں: (1) جماع (2) مباشرت / جسم کو چھونا (3) جماع اور مباشرت یعنی کہ چھونا یہ دونوں چیزیں اس میں شامل ہیں اکثر علمائے کرام کے یہاں (لَامَسْتُمُ) کا یہی معنی مراد لئے گئے ہیں، البتہ محمد بن زید کے حوالے سے کہا جاتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ (لَامَسْتُمُ) کا لغوی معنی (قَبَّلْتُمْ) یعنی کہ "تم نے بوسہ دیا" یا اس کے ہم مثل معنی آتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ شوہر اور بیوی سے ہر ایک کے لئے ایک فعل ہوتا ہے لہذا (لَمَسْتُمْ) کا معنی جماع کرنا اور چھا جانا ہوتا ہے۔

(الجامع الاحکام القرآن (تفسیر قرطبی): 5/ 223، دار الکتب المصریۃ، القاہرۃ)

امام ابن کثیر رحمہ اللہ کا قول:

((وَأَمَّا قوله أَوْ لامَسْتُمُ النِّساءَ فقرىء لمستم ولامستم، وَاخْتَلَف

الْمُفَسِّرُونَ وَالْأَئِمَّةُ فِي مَعْنَى ذَلِكَ عَلَى قَوْلَيْنِ: [أَحَدُهُمَا] : أَنَّ ذَلِكَ كِنَايَةٌ عَنِ الْجِمَاعِ، لقوله تعالى: وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ [الْبَقَرَةِ: ٢٣٧] وَقَالَ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا [الْأَحْزَابِ: 49]))

(لَامَسْتُمُ) کی دوسری قرأت (لَمَسْتُمُ) ہے اس کی تفسیر میں دو قول ہیں ایک یہ کہ مراد جماع ہے جیسے اور آیت میں ہے: ﴿وَإِن طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ﴾ (البقرۃ:237) یعنی اگر تم اپنی بیویوں کو مجامعت سے پہلے طلاق دو اور ان کا مہر مقرر ہو تو جو مقرر ہے اس کا آدھا دو اور آیت میں ہے، اے ایمان والو! جب تم ایمان والی عورتوں سے نکاح کرو پھر مجامعت سے پہلے انہیں طلاق دے دو تو ان کے ذمہ عدت نہیں، یہاں بھی لفظ ﴿مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ﴾ (سورۃ الاحزاب:49) ہے۔

((قَالَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي قَوْلِهِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ قَالَ: الْجِمَاعُ))

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ اثر نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ﴿أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ﴾ سے مراد مجامعت ہے۔

((وَرُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَمُجَاهِدٍ وَطَاوُسٍ وَالْحَسَنِ وَعُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ وَسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَالشَّعْبِيِّ وَقَتَادَةَ وَمُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ، نَحْوُ ذَلِكَ))

سیدنا علی سیدنا ابی بن کعب مجاہد رحمہ اللہ، طاؤس رحمہ اللہ، حسن بصری رحمہ اللہ، عبید بن

عمیر رحمہ اللہ، سعید بن جبیر رحمہ اللہ، شعبی رحمہ اللہ، قتادہ رحمہ اللہ، مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے بھی یہی مروی ہے۔

((وَقَالَ ابْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: ذَكَرُوا اللَّمْسَ، فَقَالَ نَاسٌ مِنَ الْمَوَالِي: لَيْسَ بِالْجِمَاعِ، وَقَالَ نَاسٌ مِنَالْعَرَبِ: اللَّمْسُ الْجِمَاعُ، قَالَ: فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ نَاسًا مِنَ الْمَوَالِي وَالْعَرَبِ اخْتَلَفُوا فِي اللَّمْسِ، فَقَالَتِ الْمَوَالِي: لَيْسَ بِالْجِمَاعِ، وقالت العرب: الجماع، قال: فمن أَيِّ الْفَرِيقَيْنِ كُنْتَ؟ قُلْتُ: كُنْتُ مِنَ الْمَوَالِي، قَالَ: غُلِبَ فَرِيقُ الْمُوَالِي. إِنَّ اللَّمْسَ وَالْمَسَّ وَالْمُبَاشَرَةَ:الْجِمَاعُ، وَلَكِنَّ اللهَ يُكَنِّي مَا شَاءَ بِمَا شَاءَ))

امام جریر ابن طبری رحمہ اللہ ایک اثر نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں:سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ اس لفظ پر مذاکرہ ہوا تو چند موالی نے کہا یہ جماع نہیں اور چند عرب نے کہا جماع ہے، میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا ذکر کیا آپ نے پوچھا تم کن کے ساتھ تھے میں نے کہا موالی کے فرمایا موالی مغلوب ہو گئے لمس اور مس اور مباشرت کا معنی جماع ہے، اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو چاہتا ہے اور جس کے ذریعہ چاہتا ہے۔

((حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُخَارِقٍ، عَنْ طَارِقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: اللَّمْسُ مَا دُونَ الْجِمَاعِ، وَقَدْ رَوَاهُ مِنْ طُرُقٍ مُتَعَدِّدَةٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ بِمِثْلِهِ))

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس سے مراد جماع کے علاوہ مطلق چھونا لیا ہے۔

((وَرُوِيَ مِنْ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: الْقُبْلَةُ مِنَ المس وفيها الوضوء))

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "مس" جماع کے ہم معنی نہیں، آپ فرماتے

ہیں بوسہ بھی "مس" میں داخل ہے اور اس سے بھی وضو کرنا پڑے۔

(تفسیر ابن کثیر: 2/277-276، الناشر: دار الکتب العلمیہ، بیروت)

((عَنْ عَلِيٍّ، ﴿أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ﴾ [النساء: ٤٣] قَالَ: هُوَ الْجِمَاعُ))

سیدنا علی فرماتے ہیں (لَامَسْتُمُ) سے مراد جماع ہے (یعنی کہ اس سے مراد مطلقاً چھونا نہیں ہے)

(تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النساء، آیت: 43)

دوسری دلیل: (حدیث بن عمر رضی اللہ عنہما)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((قُبْلَةُ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ وَجَسُّهَا بِيَدِهِ مِنَ الْمُلَامَسَةِ، فَمَنْ قَبَّلَ امْرَأَتَهُ أَوْ جَسَّهَا بِيَدِهِ فَعَلَيْهِ الْوُضُو))

کہ بوسہ لینا مرد کا اپنی عورت کو اور چھونا اس کا ہاتھ سے ملامست میں داخل ہے، تو جو شخص بوسہ لے اپنی عورت کا یا چھوئے اس کو اپنے ہاتھ سے تو اس پر وضو ہے۔

(موطا امام مالک [روایۃ یحیٰی]، کتاب الطہارۃ، بَابُ الْوُضُوءِ مِنْ قُبْلَةِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ-بوسہ لینے سے اپنی عورت کا وضو ٹوٹ جانے کا بیان، حدیث نمبر: 94۔ تخريج الحديث: "موقوف صحيح، وأخرجه البيهقي فى "سننه الكبير" برقم:613، والدارقطني فى "سننه" برقم: 516، 518، 519، 520، 521، 522، 526، وعبد الرزاق فى "مصنفه" برقم:496، 497، وابن أبى شيبة فى "مصنفه" برقم:495، شركة الحروف نمبر:87، فواد عبدالباقي نمبر: 2 - كِتَابُ الطَّهَارَةِ-ح:64)

تیسری دلیل:(حدیثِ ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ بات مجھ تک پہنچی ہے:

((مِنْ قُبْلَةِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ الْوُضُوءُ))

جب کوئی مرد اپنی عورت کا بوسہ لیتا ہے تو اس پر وضو لازم ہے۔

(موطاامام مالک[روایۃ یحییٰ]، کتاب الطہارۃ، بَابُ الْوُضُوءِ مِنْ قُبْلَةِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ-اپنی عورت کا بوسہ لینے سے اپنی عورت کا وضو ٹوٹ جانے کا بیان، حدیث نمبر:95۔ تخریج الحدیث: "موقوف صحیح، وأخرجه الدارقطني فى "سننه"برقم:487،وابن أبى شيبة فى"مصنفه" برقم:500،شركة الحروف نمبر:88،فواد عبدالباقي رقم:2-كِتَابُ الطَّهَارَةِ-ح ديث:65)

علمائے کرام کے اقوال

عورت کو چھونے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

امام ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لِلْمُلَامَسَةِ نَظَائِرُ فِي الْكِتَابِ مِنْ ذَلِكَ الْمُبَاشَرَةُ وَاللَّمْسُ وَالْمَسُّ وَاحِدٌ فِي الْمَعْنَى قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ﴾ [البقرة: ٢٣٦] الْآيَةَ وَقَالَ: ﴿إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ﴾ [الأحزاب: ٤٩] وَقَالَ: ﴿وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً﴾ [البقرة: ٢٣٧] فَذَكَرَ جَلَّ ذِكْرُهُ الْمَسِيسَ فِي هَذِهِ الْآيَاتِ وَاللَّمْسَ وَالْمَسَّ وَالْمُلَامَسَةَ وَالْمُمَاسَّةَ. وَقَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّ رَجُلًا لَوْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً ثُمَّ مَسَّهَا بِيَدِهِ أَوْ قَبَّلَهَا بِحَضْرَةِ جَمَاعَةٍ وَلَمْ يَخْلُ بِهَا فَطَلَّقَهَا أَنَّ لَهَا نِصْفَ الصَّدَاقِ إِنْ كَانَ سَمَّى لَهَا

صَدَاقًا وَالْمُتْعَةَ إِنْ لَمْ يَكُنْ سَمّى لَهَا صَدَاقًا وَلَا عِدَّةَ عَلَيْهَا، فَدَلَّ إِجْمَاعُهُمْ عَلَى ذَلِكَ أَنَّ اللهَ إِنَّمَا أَرَادَ فِي هَذِهِ الْآيَاتِ الْجِمَاعَ،

فَإِذَا كَانَ كَذَلِكَ حَكَمْنَا اللَّمْسَ بِحُكْمِ الْمَسِّ إِذَا كَانَا فِي الْمَعْنَى وَاحِدًا. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَقَدْ أَجْمَعَ كُلُّ مَنْ حُفِظَ عَنْهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى أَنْ لَا وُضُوءَ عَلَى الرَّجُلِ إِذَا قَبَّلَ أُمَّهُ أَوِ ابْنَتَهُ أَوْ أُخْتَهُ إِكْرَامًا))

بعض علمائے کرام کہتے ہیں کہ قرآنِ مجید میں مباشرت، مس اور لمس کے ایک ہی معنی بیان کیے گئے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ﴾

(سورة البقرة:236)

"اگر تم عورتوں کو بغیر ہاتھ لگائے اور بغیر مہر مقرر کیے طلاق دے دو تو"۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ﴾

(سورة الاحزاب:49)

"جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو پھر ہاتھ لگانے سے پہلے (ہی) طلاق دے دو تو۔"

ایک اور جگہ پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً﴾

(سورة البقرة:237)

"اور اگر تم عورتوں کو اس سے پہلے طلاق دے دو کہ تم نے انہیں ہاتھ لگایا ہو۔"

اللہ تعالیٰ مذکورہ تینوں آیات میں چھونے کا ذکر فرمایا ہے لہذا اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرتا ہے پھر اس عورت کو چھوتا ہے اور بوس وکنار کرتا اور اس کے بعد اور اس کو چھوڑ دیتا ہے طلاق دیتا ہے تو ایک جماعت کے نزدیک وہ عورت آدھے مہر کی حقدار کہلائے گی اور اس کے لیے کوئی عدت نہ ہو گی یہ اجماع اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ

نے مذکورہ آیات میں چھونے کا جو ذکر فرمایا ہے اس سے مراد جماع ہے لہذا چھونا اور جماع کرنا ان دونوں کے ایک ہی معنی ہوں گے، امام ابو بکر (ابن المنذر) رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اور اہل علم کا اس بات پر بھی اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی ماں، بیٹی یا بہن کا بطورِ عزت و اکرام بوسہ لیتا ہے تو اس پر وضو نہیں، (ماں، بیٹی اور بہن کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا، اس بات کی دلیل کے لئے امام المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے حسبِ ذیل حدیث نقل کی):

((حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، قَالَ: ثنا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، قَالَ: ثنا مَالِكٌ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، قَالَ: حَمَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فِي حَمْلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَامَةَ بِنْتَ أَبِي الْعَاصِ دَلِيلٌ عَلَى))

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دورانِ نماز حالتِ قیام میں اُمامہ بنت زینب بنت رسول کو اٹھا لیتے اور سجدہ کرتے وقت نیچے اتار دیا کرتے تھے۔

(الاوسط فی السنن الاجماع والاختلاف لابن المنذر: 1/128، کتاب الطہارۃ، رقم: 15-16، " ذكر الوجه الثالث الذي أجمع أهل العلم على وجوب الطهارة منه وهو الملامسة واختلفوا في كيفية الطهارة التي يجب فيه قال الله جل ذكره: أو لامستم النساء فلم تجدوا ماء فتيمموا صعيدا الآية. أجمع أهل العلم على أن الملامسة حدث ينقض الوضوء. واختلفوا في اللمس وفيما"، الناشر: دار الطیبہ، ریاض)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((مَنْ يَقُولُ لَمْسُ الْمَرْأَةِ لَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ وَهُوَ مَذْهَبُ أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَآخَرِينَ وَقَالَ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى

وَالْأَكْثَرُونَ يَنْقُضُ))

جو یہ کہتے ہیں کہ عورت کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے اور جو یہ کہتے ہیں کہ عورت کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں۔

(المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج للنووی:4/203، کتاب الصلاۃ، "باب ما يقال في الركوع والسجود"، الناشر: داراحیاء التراث العربی، بیروت)

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِيمَنْ قَبَّلَ امْرَأَتَهُ، أَوْ مَسَّهَا بِيَدِهِ، وَلا حَائِلَ بَيْنَهُمَا، فَذَهَبَ جَمَاعَةٌ إِلَى أَنَّهُ يَنْتَقِضُ وُضُوءُهُمَا، يُرْوَى ذَلِكَ: عَنْ عُمَرَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَهُوَ قَوْلُ الزُّهْرِيِّ، وَالْأَوْزَاعِيِّ، وَمَالِكٍ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ، وَحَمَلُوا اللَّمْسَ الْمَذْكُورَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى:﴿أَوْ لامَسْتُمُ النِّسَاءَ﴾[النِّساء: ٤٣] عَلَى غَيْرِ الْجِمَاعِ))

اس بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو چھوتا ہے یا بوسہ لیتا ہے تو کیا وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ لہذا اس مسئلے میں علمائے کرام کی ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ عورت کو ہاتھ لگانے سے یا بوسہ لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ ، سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ، سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہی بات مروی ہے، تابعین میں امام زہری رحمۃ اللہ علیہ ، امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق ابن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں کہ عورت کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے مذکورہ تمام علمائے کرام اس آیت ﴿أَوْ

لا مَسْتُمُ النِّسَاءَ﴾(سورة لنساء: 43) کے بارے میں کہتے ہیں کہ (لامَسْتُمْ) سے چھونا مراد ہے(لامَسْتُمْ) سے جماع مراد نہیں ہے۔

((وَلَمْسُ الشَّعَرِ لَا يُوجِبُ الْوُضُوءَ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ، وَعِنْدَ أَحْمَدَ يُوجِبُهُ))

اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عورت کے بالوں کے چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا البتہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر کوئی عورت کے بالوں کو بھی ہاتھ لگاتا ہے تو اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

((وَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّهُ لَا يَنْتَقِضُ الْوُضُوءَ بِلَمْسِ الْمَرْأَةِ، وَيُرْوَى ذَلِكَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَهُوَ قَوْلُ الْحَسَنِ، وَبِهِ قَالَ الثَّوْرِيُّ، وَأَصْحَابُ الرَّأْيِ، وَاحْتَجُّوا بِمَا))

اور بعض علمائے کرام کہتے ہیں کہ عورت کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے صحابہ میں سے عبداللہ ابن عباس کا یہی قول ہے اور تابعین میں امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ، امام سفیان الثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اصحاب الرائے اسی بات کے قائل ہیں۔

(شرح السنۃ للبغوی:1/344-345، کتاب الطہارۃ،"باب الوضوء من لمس المرأۃ"، الناشر: المکتب الاسلامی، دمشق، بیروت)

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((بِأَنَّ لَمْسَ الْمَرْأَةِ يَنْقُضُ الْوُضُوءَ، وَإِلَى ذَلِكَ ذَهَبَ ابْنُ مَسْعُودٍ وَابْنُ عُمَرَ وَالزُّهْرِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَأَصْحَابُهُ وَزَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ وَغَيْرُهُمْ))

سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ، سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما، امام زہری رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، اصحابِ شافعی رحمہم اللہ، اور زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ یہ کہتے ہیں کہ عورت کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

((وَذَهَبَ عَلِيٌّ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَعَطَاءٌ وَطَاوُسٌ وَالْعِتْرَةُ جَمِيعًا وَأَبُو حَنِيفَةَ وَأَبُو يُوسُفَ إِلَى أَنَّهُ لَا يَنْقُضُ))

سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما، امام عطا رحمۃ اللہ علیہ، امام طاوس رحمۃ اللہ علیہ، اور اہل بیت رحمہم اللہ، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ یہ کہتے ہیں کہ عورت کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(نیل الاوطار للشوکانی:1/246،"أبواب نواقض الوضوء-باب الوضوء من مس المرأة"، الناشر: دار الحدیث، مصر)

صدیق حسن خان قنوجی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وأما وجوب الوضوء أو التيمم على من لمس المرأة بيده أو بشيء من بدنه فلا يصح القول به استدلالا بهذه الآية، لما عرفت من الاحتمال))

جو کوئی شخص عورت کو اپنے ہاتھ سے چھوئے یا بدن سے چھوئے تو اس شخص پر وضو یا تیمم فرض نہیں ہوتا اور اگر کوئی اس آیت مبارکہ (سورۃ النساء آیت نمبر 43) کے اس طرح کے معنی بیان کرتا ہے تو یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اس طرح کے معنی میں احتمال پایا جاتا ہے۔

(نیل المرام من تفسیر آیات الاحکام، صفحہ نمبر:178، الناشر: دار الکتب العلمیۃ)

قول ثالث اور رابع کے دلائل پر تفصیلات

شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((س: سؤال من: فضل - سوري مقيم في الكويت يقول: مذهب الشافعي رحمه الله يقول: بأن لمس النساء ينقض الوضوء، فمن هن هؤلاء النساء؟ وهل لمس ذوات المحارم اللاتي لم يبلغن ينقض

الوضوء؟))

کیا عورت کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور عورتوں میں کون کون شامل ہیں؟ کیا نابالغ بچیوں کو چھونے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

((ج: لمس النساء في نقضه للوضوء خلاف بين العلماء فمنهم من قال: إنه ينقض مطلقا، كالشافعي رحمه الله ومنهم من قال: أنه لا ينقض مطلقا، كأبي حنيفة رحمه الله. ومنهم من قال: ينقض مع الشهوة، يعني: إذا لمسها بتلذذ وشهوة ينقض الوضوء، وإلى ذلك ذهب الإمام أحمد رحمه الله. والصواب في هذه المسألة - وهو الذي يقوم عليه الدليل - هو: أن مس المرأة لا ينقض الوضوء مطلقا))

جواب: عورتوں کے چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اس مسئلے میں علمائے کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے، بعض علماء کہتے: جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عورتوں کو ہاتھ لگانے سے مطلقًا وضو ٹوٹ جاتا ہے، بعض علماء کہتے ہیں جیسا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ عورت کو چھونے سے مطلقًا وضو نہیں ٹوٹتا، اور بعض علماء کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص شہوت کے ساتھ عورت کو چھوئے تو وضو ٹوٹ تا ہے اور بغیر شہوت کے چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا یہ قول امام احمد رحمہ اللہ کا ہے، اس مسئلے میں صحیح قول یہ ہے کہ عورت کو چھونے سے مطلقًا وضو نہیں ٹوٹتا۔

(مجموع فتاوى ومقالات متنوعة لابن باز: 10/135، "باب نواقض الوضوء هل لمس المرأة ينقض الوضوء"، الناشر: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء بالمملكة العربية السعودية)

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کا قول:

((مسُّ المرأةِ لا ينقُض الوضوءَ مطلقًا، سواءٌ بشهوةٍ أو بغيرِ شهوةٍ، إلَّا أن يخرُجَ منه شيء))

عورت کو چھونے سے مطلقاً وضو نہیں ٹوٹتا چاہے شہوت کے ساتھ چھوئیں یا بغیر شہوت کے البتہ مذی وغیر خارج ہوجائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(مجموع فتاوی ورسائل لابن عثیمین: 11/202)

شیخ البانی رحمہ اللہ کا قول:

((والحق أن لمس المرأة وكذا تقبيلها لا ينقض الوضوء، سواء كان بشهوة أو بغير شهو ة، وذلك لعدم قيام دليل صحيح على ذلك، بل ثبت أنه صلى الله عليه وسلم كان يقبل بعض أزواجه ثم يصلي ولا يتوضأ. أخرجه أبو داود وغيره، وله عشرة طرق، بعضها صحيح كما بينته في " صحيح أبي داود " (رقم 170-173) وتقبيل المرأة إنما يكون مقرونا بالشهو ة عادة، والله أعلم))

یہ بات حق ہے کہ عورت کو چھونے یا بوس وکنار کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا چاہے شہوت سے چھوئیں یا بغیر شہوت کے چھوئیں کیونکہ اس بارے میں کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ یہ بات حدیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ازواج میں سے بعض کا بوسہ لیتے اور نماز ادا فرماتے لیکن وضو نہیں کرتے تھے اس حدیث کو امام ابوداود رحمہ اللہ وغیرہ نے نقل کیا اور اس کے دس طرق ہیں ان میں سے بعض طرق صحیح ہیں جیسا کہ امام ابوداود رحمہ اللہ نے "حدیث نمبر: 170 اور 173" میں نقل کیا ہے البتہ عورت کو چومنے میں یہ بھی پہلو ہے کہ اس میں شہوت ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

(سلسلۃ احادیث الضعیفۃ للالبانی: 4/429، تحت رقم: 1000، الناشر: مکتبہ المعارف، الریاض)

خلاصہ کلام

امام مالک رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب کہتے ہیں کہ اگر کوئی خواہش کے ساتھ لذت محسوس کرتے ہوئے اپنی بیوی کو چھوئے گا تو اس پر وضو ہے اگر بغیر شہوت کے ہو تو اس پر وضو نہیں امام احمد رحمہ اللہ اور اسحاق ابن راہویہ رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں البتہ امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر مرد اپنی بیوی کو چاہے شہوت سے چھوئے یا بغیر شہوت کے چھوئے دونوں حالات میں وضو ٹوٹ جاتا ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہ قول ہے کہ عورت کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا ان کی دلیل حدیثِ عائشہ ہے اور یہ حدیث ثابت ہے جیسا کہ امام ابوداود رحمہ اللہ نے سنن ابوداود میں کہا اور امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے التلخیص میں اسی بات کو نقل کیا ہے۔

﴿أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ﴾ (النساء:43) امام شافعی رحمہ اللہ نے اس کا ظاہری معنی مراد لیا ہے اور یہ معنی درست بھی ہے لیکن سلف اور خلف میں سے بیشتر نے (لَامَسْتُمْ) سے جماع مراد لیا ہے ان علمائے کرام کا کہنا ہے کہ قرآنِ مجید اور احادیث میں جہاں کہیں بھی اس طرح کے الفاظ بیان کئے گئے ہیں وہاں پر اس کا معنی شہوت مراد لیا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اعتکاف والی آیت میں ارشاد فرمایا:

﴿وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ﴾

(سورۃ البقرۃ:187)

"اور عورتوں سے اس وقت مباشرت نہ کرو جب کہ تم مسجدوں میں اعتکاف میں ہو۔"

اعتکاف کے دوران معتکف کو جماع شہوت سے روکا گیا اور اگر کوئی دورانِ اعتکاف اپنی بیوی کو چھوتا ہے تو اس میں کوئی گناہ نہیں لہٰذا اس وقت چھونا حرام ہے جبکہ شہوت کے ساتھ ہو اور اسی طرح یہ پابندی اس وقت اور بھی زیادہ سخت ہو جاتی ہے جب ایک شخص احرام کی حالت میں ہو اور اس حالت میں اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرتا ہے تو یہ ناجائز ہے اس پر اس کو کفارہ ادا کرنا پڑے گا۔

راجح

چنانچہ عورتوں کو چھونے والا مسئلہ میں یہ بات بڑی واضح ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی سے بھی یہ قول مروی نہیں کہ انہوں نے اپنی بیویوں کو ہاتھ لگایا ہو اور اس کے بعد وضو کیا ہو ایسی کوئی بھی بات کتب حدیث میں موجود نہیں ہے اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک صحابی نے اس طرح کی کوئی بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے چنانچہ عورت کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹ یہاں تک کہ اگر شہوت کے ساتھ چھوئے تب بھی وضو نہیں ٹوٹتا البتہ چھونے والے کو مذی خارج ہو جائے تو اس حالت میں وضو ٹوٹ جاتا ہے اور مذی کے خارج ہونے پر وضو فرض ہے مذی خارج ہونے کے لئے چھونا ضروری نہیں ہے بعض لوگوں کو عورت کو چھوئے بغیر بھی مذی خارج ہو جاتی ہے لہذا مذی خارج ہونے پر وضو فرض ہے لیکن عورت کو چھونے پر وضو فرض نہیں ہے اگرچیکہ شہوت سے چھوئے تب بھی وضوء نہیں ٹوٹتا یہی موقف، راجح ہے۔ واللہ اعلم



(4) جنازے کو کندھا دینے کے بعد وضو

حدیث سے دلیل: (حدیثِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مِنْ غُسْلِهِ الْغُسْلُ، وَمِنْ حَمْلِهِ الْوُضُوءُ يَعْنِي الْمَيِّتَ)) (مرفوع)

"میت کو نہلانے سے غسل اور اسے اٹھانے سے وضو ہے۔"

امام ترمذی رحمہ اللہ کا قول:

((وَفِي الْبَاب، عَنْ عَلِيٍّ، وَعَائِشَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَوْقُوفًا، وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الَّذِي يُغَسِّلُ الْمَيِّتَ، فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ: إِذَا غَسَّلَ مَيِّتًا فَعَلَيْهِ الْغُسْلُ، وقَالَ بَعْضُهُمْ: عَلَيْهِ الْوُضُوءُ. وقَالَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ: أَسْتَحِبُّ الْغُسْلَ مِنْ غُسْلِ الْمَيِّتِ وَلَا أَرَى ذَلِكَ وَاجِبًا، وَهَكَذَا قَالَ الشَّافِعِيُّ: وقَالَ أَحْمَدُ: مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا أَرْجُو أَنْ لَا يَجِبَ عَلَيْهِ الْغُسْلُ، وَأَمَّا الْوُضُوءُ فَأَقَلُّ مَا قِيلَ فِيهِ، وقَالَ إِسْحَاق: لَا بُدَّ مِنَ الْوُضُوءِ، قَالَ: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ، أَنَّهُ قَالَ: لَا يَغْتَسِلُ وَلَا يَتَوَضَّأُ مَنْ غَسَّلَ الْمَيِّتَ))

"سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے، سیدنا ابوہریرہ سے یہ موقوفاً بھی مروی ہے، اس باب میں امیر المومنین سیدنا علی اور ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں، اہل علم کا اس شخص کے بارے میں اختلاف ہے جو میت کو غسل دے، صحابہ کرام وغیرہم میں سے بعض اہل علم کا خیال ہے کہ جب کوئی کسی میت کو غسل دے تو اس پر غسل ہے، بعض کہتے ہیں: اس پر وضو ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں: میت کو غسل دینے سے غسل کرنا میرے نزدیک مستحب ہے، میں اسے واجب نہیں سمجھتا اسی طرح امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی قول ہے، امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں: جس نے میت کو غسل دیا تو مجھے امید ہے کہ اس پر

غسل واجب نہیں ہو گا، رہی وضو کی بات تو یہ سب سے کم ہے جو اس سلسلے میں کہا گیا ہے، امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: وضو ضروری ہے، امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ جس نے میت کو غسل دیا، وہ نہ غسل کرے گا نہ وضو۔"

(جامع الترمذی، کتاب الجنائز، بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغُسْلِ مِنْ غُسْلِ الْمَيِّتِ -میت کو غسل دینے سے غسل کرنے کا بیان، حدیث نمبر: 993، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((لا أعلم أحداً من الفقهاء يوجب الاغتسال من غسل الميت ولا الوضوء من حمله، ويشبه أن يكون الأمر في ذلك على الاستحباب، وقد يحتمل أن يكون المعنى فيه إن غاسل الميت لا يكاد يأمن أن يصيبه نضح من رشاش الغسول وربما كان على بدن الميت نجاسة فإذا أصابه نضحه وهو لا يعلم مكانه كان عليه غسل جميع البدن ليكون الماء قد أتى على الموضع الذي أصابه النجس من بدنه))

مجھے اس بات کا علم نہیں ہے کہ فقہائے کرام میں سے کسی نے یہ کہا ہو کہ میت کو غسل دینے والا غسل کریگا اور کندھا دینے والا وضو کریگا علمائے کرام میں سے کسی نے بھی اس چیز کو واجب نہیں کہا ہے اور اس بارے میں جو احادیث ہمیں ملتی ہیں وہ تمام احادیث استحباب کے لئے ہیں، ہو سکتا ہے معنی یہ ہو کہ غسل دینے والا اکثر میت کے غسل کے پانی سے بچ کر نہیں رہ پاتا اس کو اس کی چھینٹیں پہونچتے ہیں اور کبھی کبھی میت کے جسم کی نجاست ہوتی ہے جس کی چھینٹیں غسل دینے والے کے جسم پر پڑتے ہیں اور غسل دینے والا نہیں جانتا اس لیے اس کو غسل لینا بہتر ہے تا کہ اگر اس کے بدن کا حصہ ایسا ہو جو ملوث ہو تو وہ بھی پاک ہو جائے۔

(معالم السنن للخطابي: 1/307، كتاب الصلاة، "باب الغسل من غسل الميت "، الناشر: المطبعة العلمية، حلب)

شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((س: سؤال من: س. ص – من الرياض يقول: ما صحة حديث «من غسل ميتا فليغتسل، ومن حمله فليتوضأ» ، وهل الأمر على الوجوب أم الاستحباب، ولماذا؟

ج: الحديث المذكور ضعيف، وقد ثبت عن النبي صلى الله عليه وسلم في أحاديث أخرى ما يدل على استحباب الغسل من تغسيل الميت. أما حمله فلم يصح في الوضوء منه شيء، ولا يستحب الوضوء من حمله؛ لعدم الدليل على ذلك))

"جو میت کو غسل دیگا وہ غسل کریگا اور جو میت کو کندھا دیگا وہ وضو کریگا" مذکورہ حدیث کی صحت کے بارے میں بتائیں، اور اس امر (یعنی کہ جنازے کو کندھا دینے کے بارے) میں وضو کرنا فرض ہے یا مستحب ہے؟

جواب:–مذکورہ حدیث ضعیف ہے البتہ یہ بات نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ جو میت کو غسل دیگا اس کے لئے غسل کرنا مستحب ہے اور جو جنازے کو کندھا دیگا وہ وضو کریگا یہ بات صحیح نہیں ہے ایسی کوئی بھی چیز نہیں ہے اور نہ ہی ایسے موقعے پر وضو کرنا مستحب ہے کیونکہ اس بارے میں کوئی بھی دلیل موجود نہیں ہے۔

(مجموع فتاوى ومقالات متنوعة لابن باز: 10/180، "باب الغسل ما صحة حديث من غسل ميتا فليغتسل ومن حمله فليتوضأ"، جمع واشراف: د۔ محمد بن سعد الشويعر، الناشر: رئاسة ادارة البحوث العلمية والافتاء بالمملكة العربية السعودية)

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((ويستحب لمن غسله يغتسل لقوله صلى الله عليه وسلم " من غسل ميتا فليغتسل، ومن حمله فليتوضأ " .أخرجه أبو داود(2/62-63)والترمذي(2/132) وحسنه، وابن حبان في صحيحه(751-موارد) والطيالسي(2314)وأحمد(280،433،454،472).من طرق عن أبي هريرة، وبعض طرقه حسن، وبعضه صحيح على شرط مسلم، (وقد بينت ذلك بيانا شافيا في كتابي " الثمر المستطاب " - " كتاب الغسل) وقد ساق له ابن القيم في " تهذيب السنن " إحدى عشر طريقا عنه، ثم قال: " وهذه الطرق تدل على أن الحديث محفوظ))

جو کوئی شخص میت کو غسل دے تو اس کے لیے یہ مستحب ہے کہ وہ میت کو غسل دینے کے بعد خود بھی غسل کر لے جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے: جو کوئی میت کو غسل دے وہ غسل کرے اور جو میت کو اٹھائے وہ وضو کرے۔ اس حدیث کو امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے سنن ابوداود(2/62-63) میں نقل کیا ہے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن الترمذی (2/132) میں نقل کیا ہے اور اس کو حسن کہا ہے اور امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح (751-موارد) میں نقل کیا ہے اور مسند الطیالسی (2314) اور مسند احمد (280، 433، 454، 472) میں یہ حدیث سیدنا ابوہریرہ کے طرق سے ذکر کی گئی ہے اس حدیث کے بعض طرق حسن ہیں اور بعض طرق امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی شرط پر صحیح ہیں ، امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ "تہذیب السنن" میں اس حدیث کی بابت کہتے ہیں کہ یہ حدیث گیارہ طرق سے بیان کی گئی ہے امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ مزید اس حدیث کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس حدیث (کے گیارہ طرق) سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ حدیث محفوظ ہے۔

(احکام الجنائز للالبانی 1/53،(10) غسل المیت، رقم: 31، الناشر: المکتب الاسلامی)

خلاصۂ کلام

جنازے کو کندھا دینے کے بعد وضو کرنے کے مسئلے میں دو مرفوع احادیث ملتی ہیں ان دونوں احادیث کی اسناد صحیح ہیں اور دیگر صحابہ کرام کے اقوال سے یہ بات اور بھی زیادہ مضبوط ہو جاتی ہے کہ جنازے کو کندھا دینے کے بعد وضو کرنا مستحب ہے البتہ جو لوگ اس مسئلے میں وضو کو فرض قرار دیتے ہیں یہ بات صحیح نہیں ہے اور جن احادیث میں اس مسئلے میں وضو کی نفی مذکور ہے وہ نفی فرض وضو کے لئے بیان کی گئی ہے مستحب وضو کے لئے نفی نہیں کی گئی ہے لہذا جو کوئی بھی جنازے کو کندھا دیگا اس پر وضو کرنا فرض نہیں بلکہ مستحب ہے اور اگر کوئی اس موقعے پر وضو نہیں کرتا ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں، واللہ اعلم۔





(5) کیا قہقہہ لگا کر ہنسنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

قہقہہ لگا کر ہنسنے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں اس مسئلے میں علمائے کرام کے دو موقف پائے جاتے ہیں، پہلا موقف وضو ٹوٹ جاتا ہے، دوسرا موقف وضو نہیں ٹوٹتا۔

نوٹ: اس بات پر تمام علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ قہقہہ لگا کر ہنسنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے البتہ قہقہہ لگا کر ہنسنے سے وضو کے ٹوٹنے اور نہ ٹوٹنے پر علمائے کرام کا اختلاف ہے۔

قہقہہ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے:

پہلی دلیل: (حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

((فَحَدَّثَنَا بِهِ أَبُو هُرَيْرَةَ الْأَنْطَاكِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حَمْزَةَ ، نا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى ، نا أَيُّوبُ ، نا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ ، نا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْحُصَيْنِ ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ ، عَنِ الْحَسَنِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا قَهْقَهَ أَعَادَ الْوُضُوءَ وَأَعَادَ الصَّلَاةَ». وَأَمَّا حَدِيثُ عُمَرَ بْنِ قَيْسٍ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص قہقہہ لگا کر ہنستا ہے تو اس کو چاہئے کہ دوبارہ وضو کر کے اپنی نماز کا اعادہ کرے۔

(سنن الدار قطنی: 1/386، کتاب الطہارۃ، "باب أحاديث القهقهة في الصلاة وعللهم- نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسنے کی احادیث اور ان کی علتوں کا بیان، حدیث نمبر: 600/11، الناشر: دار المعرفہ، شیخ عادل احمد عبد الموجود اور شیخ علی محمد معوض اس حدیث کی تحقیق میں کہتے ہیں: أخرجه الخطيب في "تاريخه": 9/379، أنبأنا أبوسعيد الحسن بن محمد بن حسنويه، حدثنا القاضي أبوبكر محمد بن عمر الجعابي، حدثنا عبدالله بن أحمد بن حسن، حدثنا علي بن حجر، حدثنا عبدالعزيز بن الحصين، به. ومن

طريق الخطيب أخرجه ابن الجوزي في" التحقيق":140/1،رقم:231، وفي العلل:368/1،رقم:368، ورواه ابن عدي فی "الكامل":1027/3،ومن طريق البيهقي في" الخلافيات":279/1-280،من طريق عبدالعزيز عن عبدالكريم،به۔ أيضًا۔ قال ابن عدي:"والبلاءفي هذا الإسنادمن عبدالعزيز وعبدالكريم،وهماضعيفان"اه، قال ابن الجوزي في "العلل":"وهذا لايصح، وفيه علل:إحداهن: أري الحسن لم يسمع من أبي هريرة۔ والثانية:عبدالكريم:فقدرماه أيوب السختياني بالكذب۔وقال احمد ويحيي: ليس بيشيء وقال السعدي:غير ثقة۔ وقال الدارقطني:متروک۔ والثالثة:عبدالعزيز ،قال يحيي: ليس يساوي فلسًا۔ وقال مسلم بن الحجاج: ذاهب الحديث۔ وقال النسائي:متروک الحديث"اه۔ وانظر – أيضًا – : نصب الراية:48/1)

دوسری دلیل:(حدیث جابر رضی اللہ عنہ)

سیدنا جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدٍ الْقَاسِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، وَأَبُو بَكْرٍ النَّيْسَابُورِيُّ ، وَأَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ الزَّعْفَرَانِيُّ قَالُوا: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ هَانِئٍ ، نا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ سِنَانٍ ، حَدَّثَنَا أَبِي يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ ، نا سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ ، عَنْ جَابِرٍ ، قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ ضَحِكَ مِنْكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَوَضَّأْ ثُمَّ لِيُعِدِ الصَّلَاةَ))

اگر کوئی شخص نماز کے دوران قہقہہ لگاتا ہے تو اس کو چاہئے دوبارہ وضو کرے اور اپنی نماز کا اعادہ کرے۔

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((قَالَ لَنَا أَبُو بَكْرٍ النَّيْسَابُورِيُّ: هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ لَا يَصِحُّ، وَالصَّحِيحُ عَنْ جَابِرٍ خِلَافُهُ قَالَ الشَّيْخُ أَبُو الْحَسَنِ: يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ ضَعِيفٌ ، وَيُكَنَّى بِأَبِي فَرْوَةَ الرَّهَاوِيِّ ، وَابْنُهُ ضَعِيفٌ أَيْضًا ، وَقَدْ وَهَمَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ فِي مَوْضِعَيْنِ أَحَدُهُمَا فِي رَفْعِهِ إِيَّاهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَالْآخَرُ فِي لَفْظِهِ وَالصَّحِيحُ عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ ، عَنْ جَابِرٍ مِنْ قَوْلِهِ: مَنْ ضَحِكَ فِي الصَّلَاةِ أَعَادَ الصَّلَاةَ وَلَمْ يُعِدِ الْوُضُوءَ. وَكَذَلِكَ رَوَاهُ عَنِ الْأَعْمَشِ جَمَاعَةٌ مِنَ الرُّفَعَاءِ الثِّقَاتُ ، مِنْهُمْ: سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ الضَّرِيرُ ، وَوَكِيعٌ ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ الْخُرَيْبِيُّ ، وَعُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ ، وَغَيْرُهُمْ ، وَكَذَلِكَ رَوَاهُ شُعْبَةُ ، وَابْنُ جُرَيْجٍ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ ، عَنْ جَابِرٍ))

ابو بکر نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ہم سے کہا کہ یہ حدیث منکر ہے اور اس کے بر خلاف صحیح حدیث سیدنا جابر سے بھی مروی ہے (امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ مزید) کہتے ہیں: یزید بن سنان ایک ضعیف راوی ہے اور اس کی کنیت ابو فروہ الرہاوی ہے اور اس کا بیٹا بھی ضعیف راوی ہے، یزید بن سنان نے اس روایت میں دو واضح غلطیاں کی ہیں نمبر ایک اس نے بغیر کسی واسطے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کر دی ہے دوسری غلطی یہ ہے کہ اس نے الفاظ میں ردوبدل کر دیا ہے جیسا کہ سیدنا جابر کی صحیح حدیث کے الفاظ ہیں اس صحیح حدیث کو اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے ابو سفیان رحمۃ اللہ علیہ سے اور ابو سفیان نے سیدنا جابر کے قول کے طور پر اس حدیث کو نقل کیا ہے سیدنا جابر فرماتے ہیں جو کوئی شخص نماز میں ہنس پڑے اس پر نماز

کا اعادہ لازم ہے لیکن وضو کا اعادہ نہیں ہے لہذا اس حدیث کو ایک ثقہ جماعت نے اعمش رحمۃ اللہ علیہ کے طرق سے نقل کیا ہے اور ان ثقہ راویوں میں سفیان الثوری رحمۃ اللہ علیہ ،ابو معاویہ الضریر رحمۃ اللہ علیہ، وکیع رحمۃ اللہ علیہ، عبداللہ بن داود الخریبی رحمۃ اللہ علیہ اور عمر بن علی المقدمی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ قابل ذکر ہیں ،اور اس کے دوسرے طرق میں شعبہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ نے یزید بن ابو خالد رحمۃ اللہ علیہ اور ابو سفیان رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے سیدنا جابر سے حدیث بیان کی ہے۔

(سنن الدار قطنی:1/401،کتاب الطہارۃ،"باب أحاديث القهقهة في الصلاة وعللهم- نماز میں قہقہہ لگاکر ہنسنے کی احادیث اور ان کی علتوں کا بیان ،حدیث نمبر :636/47، الناشر:دارالمعرفۃ، شیخ عادل احمد عبدالموجود اور شیخ علی محمد معوض اس حدیث کی تحقیق میں کہتے ہیں :أخرجه ابن الجوزی فی" العلل المتناهی:1/368"،رقم:611،من طريق الدارقطنی، قال : نا أبوبكر النيسابوری به۔ وللحديث طرق أخرى ستأتی عند المصنف۔ وانظر "نصب الراية:1/49"،وتخريج الأحاديث الضعاف للغسانی ص:82،رقم:109)

تیسری دلیل:(حدیثِ عمران رضی اللہ عنہ)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((حَدَّثَنَا بِهِ الْحُسَيْنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ حَيَّانَ ، نا الْحَسَنُ بْنُ قُتَيْبَةَ ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ قَيْسٍ ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ إِسْمَاعِيلَ ، نا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّرْجُمِيُّ ، نا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْعَلَاءِ ، نا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ ، عَنْ عُمَرَ بْنِ قَيْسٍ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُبَيْدٍ ، عَنِ الْحَسَنِ ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ ضَحِكَ فِي الصَّلَاةِ قَرْقَرَةً فَلْيُعِدِ الْوُضُوءَ وَالصَّلَاةَ». وَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ قُتَيْبَةَ: إِذَا قَهْقَهَ الرَّجُلُ أَعَادَ الْوُضُوءَ وَالصَّلَاةَ. وَحَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ شَيْخٌ لِأَهْلِ الْمِصِّيصَةِ يُقَالُ لَهُ: سُفْيَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَزَارِيُّ وَكَانَ ضَعِيفًا سَيِّءَ الْحَالِ فِي الْحَدِيثِ ، حَدَّثَ بِهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ وَهْبٍ ، عَنْ يُونُسَ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَرْقَمَ ، عَنِ الْحَسَنِ ، عَنْ أَنَسٍ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ))

جو کوئی نماز کے دوران قہقہہ لگا کر ہنسے تو وہ دوبارہ وضو کرے اور اپنی نماز کو بھی دوبارہ ادا کرے۔ حسن بن قتیبہ نے انہی الفاظ میں اس روایت کو بیان کیا ہے یعنی کہ جو کوئی نماز کے دوران قہقہہ لگا کر ہنسے تو وہ دوبارہ وضو کرے اور اپنی نماز کو بھی دوبارہ ادا کرے اس روایت کو اہل مصیصہ کے ایک شخص نے بیان کیا ہے جس کا نام سفیان بن محمد الفزاری ہے اور یہ محدثین کے نزدیک ضعیف راوی ہے اور یہ حدیث کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا اس نے اسے عبد اللہ بن وہب، یونس، زہری، سلیمان بن ارقم، حسن، اور سیدنا انس کے طرق سے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

(سنن الدار قطنی:1/386، کتاب الطہارۃ،"باب أحاديث القهقهة في الصلاة وعللهم- نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسنے کی احادیث اور ان کی علتوں کا بیان ،حدیث نمبر :12/601، الناشر:دارالمعرفۃ، شیخ عادل احمد عبدالموجود اور شیخ علی محمد معوض اس حدیث کی تحقیق میں کہتے ہیں :أخرجه ابن عدى فى "الكامل:5/762"، قال حدثنا زيد بن عبدالله بن زيد،قال:حدثناكثيربن عبيد،قال:حدثنابقية عن محمد الخزاعي عن الحسن عن عمران بن حصين؛أن النبي صلي الله عليه وسلم قال لرجل ضحک:" أعد وضوءک".من طريقه أخرجه ابن الجوزي في"العلل:1/370"رقم:616،وفي

"التحقيق:1/141،رقم:233"،واخرجه أيضًاالبيهقي في"الخلافيات:1/379"، وابن الجوزي في العلل:1/371-370،رقم:617-وفي طريق المصنف عمر بن قيس، المعروف "سندل":ضعيف، تقدمت ترجمة، قال الزيلعي في" نصب الراية:1/49"واخرجه البيهقي عن عبدالرحمن بن سلام عن عمر بن قيس، به۔ ولا بن عدي فيه طريق آخر، أخرجه عن بقية عن محمد الخزاعي عن الحسن عن عمران بن الحصين أن النبي صلي الله عليه وسلم قال لرجل ضحک فی الصلاة:"أعدوضوءک" انتهي۔ قال: ومحمدالخزاعي من مجهولي مشايخ بقية۔ قال :ويروى عن محمد بن راشدعن الحسن، وابن راشد مجهول۔ انتهي)

چوتھی دلیل:(حسن بصری رحمہ اللہ کا اثر)

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((حَدَّثَنَا بِذَلِكَ أَبُو بَكْرٍ النَّيْسَابُورِيُّ ، نا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْوَرَّاقُ ، نا خَالِدُ بْنُ خِدَاشٍ ، نا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ، عَنْ هِشَامٍ ، عَنِ الْحَسَنِ ، قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فِي بَصَرِهِ ضُرٌّ ، أَوْ قَالَ: أَعْمَى فَوَقَعَ فِي بِئْرٍ ، فَضَحِكَ بَعْضُ الْقَوْمِ فَأَمَرَ «مَنْ ضَحِكَ أَنْ يُعِيدَ الْوُضُوءَ وَالصَّلَاةَ» . فَذَكَرْتُهُ لِحَفْصِ بْنِ سُلَيْمَانَ ، فَقَالَ: أَنَا حَدَّثْتُ بِهِ الْحَسَنَ ، عَنْ حَفْصَةَ ، فَهَذَا هُوَ الصَّوَابُ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ مُرْسَلًا))

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے کہ نماز کے دوران ایک اندھا شخص آیا اور کنویں میں جا گرا دوران نماز کچھ لوگ ہنس پڑے اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جو لوگ ہنسے تھے وہ دوبارہ وضو کر کے اپنی نماز کا اعادہ کر لیں، میں نے یہ روایت حفص بن سلیمان کے

سامنے بیان کی تو وہ کہنے لگے میں نے یہ حدیث حسن کو بیان کی تھی اور انہوں نے حفصہ کو بیان کی، یہ روایت حسن بصری سے مرسلاً مروی ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ کا قول:

شیخ البانی رحمہ اللہ قہقہہ سے متعلق ضعیف روایات کے بارے میں کہتے ہیں:

((وللحديث طرق كثيرة أخرى وكلها معلولة ليس فيها ما يحتج به ، وقد ساقها الدارقطني في سننه (59-64) والزيلعي في " نصب الراية لأحاديث الهداية " (1/47-54) وبينا عللها ، وجمع ذلك كله العلامة أبو الحسنات اللكنوي في رسالته " الهسهسة ينقض الوضوء بالقهقهة"))

(قہقہہ سے وضو ٹوٹنے کی) حدیث بہت سے طرق سے مروی ہے اور اس کے تمام طرق معلول ہیں ان میں سے کوئی ایک روایت بھی حجت کے قابل نہیں ہے ان بیشتر مرویات کو امام دار قطنی رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں نقل کیا ہے اور علامہ زیلعی رحمہ اللہ نے نصب الرایۃ میں نقل کیا ہے اور ان روایات میں پائے جانے والے ضعف کی علتوں کو بیان کیا ہے، علامہ ابو الحسنات لکھنوی رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ " الهسهسة ينقض الوضوء بالقهقهة "میں ان روایات کو نقل کیا ہے۔

(ارواء الغلیل للالبانی:2/117،"فصل فيما يبطل الصلاة (392) - (حديث جابر مرفوعا: " القهقهة تنقض الصلاة ولا تنقض الوضوء"، الناشر: المکتب الاسلامی، بیروت)

دوسرا موقف (قہقہہ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا)

امام بخاری رحمہ اللہ کا قول:

((وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ﴾ وَقَالَ عَطَاءٌ فِيمَنْ يَخْرُجُ مِنْ دُبُرِهِ الدُّودُ أَوْ مِنْ ذَكَرِهِ نَحْوُ الْقَمْلَةِ يُعِيدُ الْوُضُوءَ. وَقَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ إِذَا ضَحِكَ فِي الصَّلاَةِ أَعَادَ الصَّلاَةَ، وَلَمْ يُعِدِ الْوُضُوءَ))

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "جب تم میں سے کوئی قضاء حاجت سے فارغ ہو کر آئے تو تم پانی نہ پاؤ تو تیمم کر لو۔" عطاء رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جس شخص کے پچھلے حصہ سے (یعنی دبر سے) یا اگلے حصہ سے (یعنی ذکر یا فرج سے) کوئی کیڑا یا جوں کی قسم کا کوئی جانور نکلے اسے چاہیے کہ وضو لوٹائے اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب (آدمی) نماز میں ہنس پڑے تو نماز لوٹائے اور وضو نہ لوٹائے۔

(صحیح البخاری، کتاب الوضوء، بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ الْوُضُوءَ إِلاَّ مِنَ الْمَخْرَجَيْنِ، مِنَ الْقُبُلِ وَالدُّبُرِ- اس بارے میں کہ بعض لوگوں کے نزدیک صرف پیشاب اور پاخانے کی راہ سے کچھ نکلنے سے وضو ٹوٹتا ہے، قبل حدیث نمبر: 176، امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو معلق بیان کیا ہے)

امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کا قول:

امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "اتحاف المہرۃ" میں اس کی دیگر اسانید بھی ذکر کی ہیں اور اس حدیث کے موقوف ہونے پر اس کو صحیح کہا ہے، دیکھئے: اتحاف المهرة بالفوائد المبتكرة من اطراف العشرة: 3/159، حَدِيثُ (2734): "لَيْسَ فِي الضَّحِكِ وُضُوءٌ"؛ مَوْقُوفٌ"- مسند جابر بن عبد الله بن عمرو بن حرام الأنصاري ـ طلحة بن خراش، عن جابر"، الناشر: مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف بالمدينة السعودية۔

قہقہہ لگا کر ہنسنے کی وجہ سے وضو ٹوٹنے یا نا ٹوٹنے کے مسئلے میں علمائے کرام کے اقوال

امام زہری رحمہ اللہ کا اثر:

((حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الشَّافِعِيُّ ، نا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرِ بْنِ مَطَرٍ ، نا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْجَرْجَرَائِيُّ ، نا الْوَلِيدُ ، ثنا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، قَالَ: «لَا وُضُوءَ فِي الْقَهْقَهَةِ وَالضَّحِكِ» . فَلَوْ كَانَ مَا رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ ، عَنِ الْحَسَنِ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَحِيحًا عَنِ الزُّهْرِيِّ ، لَمَا أَفْتَى بِخِلَافِهِ وَضِدِّهِ وَاللهُ أَعْلَمُ))

امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ قہقہہ لگا کر ہنسنے سے وضو نہیں ٹوٹتا، امام زہری رحمہ اللہ نے حسن بصری رحمہ اللہ کے طرق سے نبی کریم ﷺ کی روایت نقل کی ہے اور اگر وہ روایت صحیح ہوتی تو امام زہری رحمہ اللہ اس کے خلاف اور اس کی ضد میں فتویٰ نہ دیتے۔ واللہ اعلم۔

امام دار قطنی رحمہ اللہ کا قول:

((وَكَذَلِكَ رَوَاهُ هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ ، عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَقَدْ كَتَبْنَاهُ قَبْلَ هَذَا وَرَوَى هَذَا الْحَدِيثَ أَبُو حَنِيفَةَ ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ زَاذَانَ ، عَنِ الْحَسَنِ ، عَنْ مَعْبَدٍ الْجُهَنِيِّ مُرْسَلًا ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَوَهِمَ فِيهِ أَبُو حَنِيفَةَ عَلَى مَنْصُورٍ وَإِنَّمَا رَوَاهُ مَنْصُورُ بْنُ زَاذَانَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ ، عَنْ مَعْبَدٍ ، وَمَعْبَدٌ هَذَا لَا صُحْبَةَ لَهُ ، وَيُقَالُ: إِنَّهُ أَوَّلُ مَنْ تَكَلَّمَ فِي الْقَدَرِ مِنَ التَّابِعِينَ ، حَدَّثَ بِهِ عَنْ مَنْصُورٍ ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ: غَيْلَانُ بْنُ جَامِعٍ ، وَهُشَيْمُ بْنُ بَشِيرٍ ، وَهُمَا أَحْفَظُ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ لِلْإِسْنَادِ فَأَمَّا حَدِيثُ أَبِي حَنِيفَةَ ، عَنْ مَنْصُورٍ))

ہشام بن حسان نے حسن سے مرسل روایت بیان کی ہے اس روایت میں حسن بغیر کسی واسطے کے نبی کریم ﷺ سے روایت بیان کر رہے ہیں چنانچہ میں نے اس سے قبل بھی اس بات کو نقل کر دیا ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو منصور بن زاذان، حسن اور معبد الجہنی کے واسطے سے اس روایت کو بیان کیا ہے اس روایت میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو منصور بن زاذان پر وہم ہوا ہے کیونکہ اس روایت کو منصور بن زاذان نے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اور معبد الجہنی کے واسطے سے بیان کیا ہے اور معبد الجہنی صحابی نہیں ہے بلکہ یہ وہ شخص ہے جس نے دورِ تابعین میں سب پہلے تقدیر کے مسئلے میں کلام کیا لہذا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو منصور بن زاذان اور محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ، یہاں پر یہ بات بھی دیکھنا لازم ہے کہ غیلان بن جامع اور ہشیم بن بشیر دونوں راوی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہیں زیادہ اسناد کو یاد رکھنے میں حافظے میں پختہ ہیں۔

(سنن الدار قطني: 1/386، كتاب الطهارة، "باب أحاديث القهقهة في الصلاة وعللهم- نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسنے کی احادیث اور ان کی علتوں کا بیان ،حدیث نمبر :14/603، الناشر: دار المعرفة)

امام ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((ذِكْرُ الْوُضُوءِ مِنَ الضَّحِكِ فِي الصَّلَاةِ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّ الضَّحِكَ فِي غَيْرِ الصَّلَاةِ لَا يَنْقُضُ طَهَارَةً وَلَا يُوجِبُ وُضُوءًا. وَأَجْمَعُوا عَلَى أَنَّ الضَّحِكَ فِي الصَّلَاةِ يَنْقُضُ الصَّلَاةَ. وَاخْتَلَفُوا فِي نَقْضِ الطَّهَارَةِ مِنْ ضَحِكٍ فِي الصَّلَاةِ فَأَوْجَبَتْ طَائِفَةٌ عَلَيْهِ الْوُضُوءَ، وَمِمَّنْ رُوِيَ ذَلِكَ عَنْهُ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ وَالنَّخَعِيُّ وَبِهِ قَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَأَصْحَابُ الرَّأْيِ، وَاحْتَجَّ مُحْتَجٌّ بِحَدِيثٍ مُنْقَطِعٍ لَا يَثْبُتُ))

دورانِ نماز ہنسنے سے وضو کا ذکر، اس بات پر اہل علم کا اجماع ہے کہ نماز کے باہر اگر کوئی

ہنستا ہے تو اس کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹتا اور نہ ہی وضو فرض ہوتا ہے البتہ اس بات پر اجماع ہے کہ اگر کوئی نماز کے اندر ہنستا ہے تو اس کی نماز ناقص ہو جاتی ہے، اور اس بات میں اختلاف ہے کہ نماز کے دوران ہنسنے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں ایک جماعت کا یہ ماننا ہے کہ اگر کوئی نماز کے دوران ہنستا ہے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اس کو روایت کرنے والوں میں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور سفیان الثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اصحاب الرائے بھی اسی بات کے قائل ہیں اور جو مرویات اس مسئلے میں بطورِ دلیل پیش کی جاتی ہیں وہ منقطع ہیں اور ثابت نہیں ہیں۔

(الاوسط فی السنن والاجماع والاختلاف لابن المنذر:1/226،الناشر: دار طیبۃ، ریاض، السعودیۃ۔والاجماع لابن المنذر، صفحہ:42، کتاب الوضوء، " أحداث ينقض كل واحد منها الطهارة، ويوجب الوضوء"، الناشر: دار الآثار للنشر والتوزیع، القاہرۃ، مصر)

امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((أجمع العلماء على أن القهقهة لا تنقض الوضوء في غير الصلاة فكذلك لا تنقضه في الصلاة))

علمائے کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ قہقہہ لگا کر ہنسنے سے وضو نہیں ٹوٹتا خواہ نماز کے باہر ہنسے یا نماز کے اندر۔

(الکافی فی فقہ اہل المدینۃ لابن عبد البر:1/151، کتاب الطہارۃ، "باب ما يوجب الوضوء من الأحداث وما لا يوجبه منها على ما يميز إلى الصلاة"، الناشر: مکتبۃ الریاض الحدیثۃ، ریاض، السعودیۃ)

امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وَأَمَّا الْقَهْقَهَةُ فَإِنْ كَانَتْ فِي غَيْرِ الصَّلَاةِ لَمْ يَنْتَقِضِ الْوُضُوءُ إِجْمَاعًا وَإِنْ كَانَتْ فِي الصَّلَاةِ بَطَلَتِ الصَّلَاةُ وَاخْتَلَفُوا فِي انْتِقَاضِ الْوُضُوءِ بِهَا. فَذَهَبَ الشَّافِعِيُّ إِلَى أَنَّهَا لَا تَنْقُضُ الْوُضُوءَ وَبِهِ قَالَ مِنَ الصَّحَابَةِ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَأَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ، وَمِنَ التَّابِعِينَ عَطَاءٌ وَالزُّهْرِيُّ وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، وَمِنَ الْفُقَهَاءِ مَالِكٌ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ، وَقَالَ أبو حنيفة: الْقَهْقَهَةُ فِي الصَّلَاةِ تَنْقُضُ الْوُضُوءَ))

اس بات پر اجماع ہے کہ اگر کوئی نماز کے باہر قہقہہ لگا کر ہنستا ہے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ اگر کوئی دوران نماز قہقہہ لگا کر ہنستا ہے تو وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وضو نہیں ٹوٹتا، صحابہ کرام میں سے سیدنا عبد اللہ بن مسعود، سیدنا جابر ابن عبد اللہ، سیدنا ابو موسی اشعری اور تابعین میں سے زہری رحمۃ اللہ علیہ، عروۃ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ اور فقہاء میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام اسحاق ابن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں کہ وضو نہیں ٹوٹتا اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اگر کوئی نماز میں قہقہہ لگا کر ہنستا ہے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(الحاوی الکبیر للماوردی: 1/203، باب الاحداث، "مسألة: الخارج من غير مخرج الحدث لا ينقض الوضوء"، الناشر: دار الکتب العلمیہ، بیروت)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي الضَّحِكِ فِي الصَّلَاةِ إِنْ كَانَ بِقَهْقَهَةٍ فَمَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ جُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ أَنَّهُ لَا يَنْقُضُ وَبِهِ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ وَجَابِرٌ وَأَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ وَهُوَ قَوْلُ جُمْهُورِ التَّابِعِينَ فَمَنْ بَعْدَهُمْ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ قَالَ أَدْرَكْتُ مِنْ فُقَهَائِنَا الَّذِينَ يُنْتَهَى إِلَى قَوْلِهِمْ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ وَعُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَالْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَأَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ

الرَّحْمٰنِ وَخارِجَةَ بْنَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وعبيد الله بن عبد الله بن عقبة وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ وَمَشْيَخَةً جُلَّةً سِوَاهُم يَقُولُونَ الضَّحِكُ فِي الصَّلَاةِ يَنْقُضُهَا وَلَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ قَالَ الْبَيْهَقِيُّ وَرَوَيْنَا نَحْوَهُ عَنْ عَطَاءٍ وَالشَّعْبِيِّ وَالزُّهْرِيِّ وَحَكَاهُ أَصْحَابُنَا عَنْ مَكْحُولٍ وَمَالِكٍ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ وَأَبِي ثَوْرٍ وَدَاوُدَ-وَقَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ وَإِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَأَبُو حَنِيفَةَ يَنْقُضُ الْوُضُوءَ وَعَنِ الْأَوْزَاعِيِّ رِوَايَتَانِ وَأَجْمَعُوا أَنَّ الضَّحِكَ إِذَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ قَهْقَهَةٌ لَا يُبْطِلُ الْوُضُوءَ وَعَلَى أَنَّ الْقَهْقَهَةَ خَارِجَ الصَّلَاةِ لَا تَنْقُضُ الْوُضُوءَ))

نماز کے اندر ہنسنے سے متعلق علمائے کرام کا اختلاف ہے ہمارا موقف جمہور کے موافق ہے کہ اس سے وضو نہیں ٹوٹتا جیسا کہ سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ، سیدنا جابر رضی اللہ عنہ ، سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے اور جمہور تابعین رحمہم اللہ اور ان کے بعد والوں کا بھی یہی قول ہے امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کو روایت کیا ہے (اس کے بعد پوری سند بیان کی) سلیمان بن یسار رحمہ اللہ اور ان کے علاوہ ان کے مشائخ کا یہ کہنا ہے کہ اگر کوئی نماز کے دوران ہنستا ہے تو اس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے لیکن وضو نہیں ٹوٹتا امام بیہقی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عطاء رحمہ اللہ ، شعبی رحمہ اللہ اور زہری رحمہ اللہ سے یہی مروی ہے اور ان کے اصحاب مکحول رحمہ اللہ ، مالک رحمہ اللہ ، احمد رحمہ اللہ ، اسحاق رحمہ اللہ ، ابو ثور رحمہ اللہ اور داود رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں، البتہ حسن بصری رحمہ اللہ ، ابراہیم نخعی رحمہ اللہ ، سفیان الثوری رحمہ اللہ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ اس بات کے قائل ہیں کہ نماز میں ہنسنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اوزاعی رحمہ اللہ سے جو روایات نقل کی جاتی ہیں ان میں دونوں طرح کے روایات ملتی ہیں لیکن اوزاعی رحمہ اللہ اس بات کے قائل ہیں کہ وضو نہیں ٹوٹتا یعنی کہ اگر کوئی نماز کے دوران ہنستا ہے تو اس کی نماز ٹوٹ جاتی لیکن وضو نہیں ٹوٹتا۔

(المجموع شرح المہذب للنووی:2 / 61-60، کتاب الطہارۃ، باب الاحداث التی تنقض الوضوء، الناشر: ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ، القاہرۃ)

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((القهقهة، فإنها لا تنقض الوضوء في الصلاة ولا خارج الصلاة، لكنها تُبطل الصلاة فقط))

نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسنے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور نہ ہی نماز کے باہر وضو ٹوٹتا ہے البتہ قہقہہ لگا کر ہنسنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے یعنی کہ صرف نماز باطل ہوتی ہے (وضو باطل نہیں ہوتا)۔

(شرح عمدۃ الفقہ لابن تیمیہ:1/336،"مسألة: والردة عن الإسلام- فصل -القهقهة لا تنقض الوضوء" الناشر: دار عطاءات العلم، ریاض۔ ودار ابن حزم، بیروت)

علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وَالْقَهْقَهَةُ فِي الصَّلَاةِ تَنْقُضُ الْوُضُوءَ، وَالتَّبَسُّمُ لَا يَنْقُضُهُ))

اگر کسی نے نماز کے دوران قہقہہ لگایا تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر کسی نے تبسم کیا مسکرایا تو وضو نہیں ٹوٹتا۔

(المبسوط للسرخسی:1/77، کتاب الصلاۃ، باب الوضوء والغسل، الناشر: مطبعۃ السعادۃ، مصر)

علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وَالْقَهْقَهَةُ فِي كُلِّ صَلَاةٍ ذَاتِ رُكُوعٍ وَسُجُودٍ"وَالْقِيَاسُ أَنَّهَا لَا تَنْقُضُ. وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ - رَحِمَهُ اللَّهُ - لِأَنَّهُ لَيْسَ بِخَارِجٍ نَجِسٍ، وَلِهَذَا لَمْ يَكُنْ حَدَثًا فِي صَلَاةِ الْجِنَازَةِ وَسَجْدَةِ التِّلَاوَةِ وَخَارِجِ الصَّلَاةِ. وَلَنَا قَوْلُهُ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - "أَلَا مَنْ ضَحِكَ مِنْكُمْ

قَهْقَهَةً فَلْيُعِدْ الْوُضُوءَ وَالصَّلَاةَ جَمِيعًا"[20] وَبِمِثْلِهِ يُتْرَكُ الْقِيَاسُ وَالْأَثَرُ وَرَدَ فِي صَلَاةٍ مُطْلَقَةٍ فَيُقْتَصَرُ عَلَيْهَا. وَالْقَهْقَهَةُ مَا يَكُونُ مَسْمُوعًا لَهُ وَلِجِيرَانِهِ، وَالضَّحِكُ مَا يَكُونُ مَسْمُوعًا لَهُ دُونَ جِيرَانِهِ وَهُوَ عَلَى مَا قِيلَ يُفْسِدُ الصَّلَاةَ دُونَ الْوُضُوءِ))

اگر کوئی ایسی نماز جس میں رکوع اور سجدہ کیا جاتا ہے قہقہہ لگاتا ہے تو اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا قول یہ ہے کہ اس سے (وضو نہیں ٹوٹتا) کیونکہ قہقہہ سے نجاست نہیں نکلتی لہذا بحالتِ نماز، نمازِ جنازہ، سجدہ تلاوت اور نماز سے باہر اگر کوئی قہقہہ لگا کر ہنستا ہے تو وضو نہیں ٹوٹتا ،لیکن ہمارے پاس یہ دلیل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خبر دار اگر کسی نے قہقہہ لگا کر ہنسا تو ایسا شخص وضو اور نماز دونوں کو دہرائے گا لہذا اس دلیل کے آنے کے بعد قیاس کو ترک کر دینا چاہئے یہ دلیل مطلق نماز کے متعلق بیان کی گئی ہے چنانچہ اس کی اطاعت کرنی چاہئے مزید یہ کہ قہقہہ اس کو کہا جاتا ہے جس

---

[20] – ١ من ضحك في الصّلاة فليُعِد الوضوء والصّلاة

الراوي : أبو هريرة | المحدث : ابن الجوزي | المصدر : العلل المتناهية

الصفحة أو الرقم : ٣٦٨/١ | خلاصة حكم المحدث : لا يصح | أحاديث مشابهة | الصحيح البديل

– ٢من ضحك في الصّلاة قهقهة فليُعِد الوضوء والصّلاة

الراوي : جابر بن عبدالله | المحدث : ابن حجر العسقلاني | المصدر : الدراية تخريج أحاديث الهداية

الصفحة أو الرقم : ٣١/١ | خلاصة حكم المحدث : إسناده ضعيف | أحاديث مشابهة | الصحيح البديل

التخريج : أخرجه ابن حبان في ((المجروحين)) (٣٦٨/٢)، وابن عدي في ((الكامل في الضعفاء)) (٢٧٠/٧)، والدارقطني (١٧٢/١) بنحوه

–٣من ضحك في صلاة قهقهة فليُعِد الوضوء والصّلاة

الراوي : عبدالله بن عمر | المحدث : ابن الجوزي | المصدر : العلل المتناهية

الصفحة أو الرقم : ٣٦٨/١ | خلاصة حكم المحدث : لا يصح | أحاديث مشابهة | الصحيح البديل

التخريج : أخرجه ابن عدي في ((الكامل في الضعفاء)) (٦٧/٣)، والبيهقي في ((الخلافيات))(٧١٧)

– ٤من ضحك في الصّلاة فليُعِد الوضوء و الصّلاة

الراوي : أبو هريرة | المحدث : الألباني | المصدر : ضعيف الجامع

الصفحة أو الرقم : ٥٦٨٠ | خلاصة حكم المحدث : ضعيف | أحاديث مشابهة | الصحيح البديل

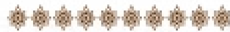
التخريج : أخرجه الخطيب في ((تاريخ بغداد)) (٣٧٩/٩)، وابن الجوزي في ((العلل المتناهية))(٦١٢)

سے قریب والے با آسانی سن سکے اور ہنسنا اس کو کہا جاتا ہے جو خود سن لے لیکن پاس والا نہ سن پائے لہذا ہنسنے سے وضو نہیں ٹوٹتا البتہ نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

(الہدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی:1/18،باب الوضوء،" في نواقض الوضوء"،الناشر:داراحیاء التراث العربي،بیروت)

خلاصۂ کلام

بعض لوگ کہتے ہیں کہ نماز کے دوران قہقہہ لگا کر ہنسنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور نماز کے باہر وضو نہیں ٹوٹتا جو لوگ وضو ٹوٹنے کے قائل ہیں وہ ان احادیث کو بطورِ دلیل پیش کرتے ہیں جو ضعیف ہیں تو یہ بات بالکل غیر درست ہے، خلاصۂ کلام یہ ہے کہ چاہے نماز کے اندر ہوں یا نماز کے باہر ان دونوں حالات میں اگر کوئی قہقہہ لگا کر ہنستا ہے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا البتہ اگر کوئی حالت نماز میں قہقہہ لگا کر ہنستا ہے تو ایسا شخص اپنی نماز کو دہرائے گا وضو کو دہرانے کی ضرورت نہیں احادیث صحیحہ اور جمہور علمائے کرام اسی کے قائل ہیں کہ قہقہہ لگا کر ہنسنے سے وضو نہیں ٹوٹتا لہذا یہ موقف صحیح اور درست ہے کیونکہ کہ قہقہہ لگا کر ہنسنے سے وضو کے ٹوٹنے کی دلیل کسی بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے لہذا کسی بھی مسئلے میں قرآن وحدیث سے دلیل ملنا لازم ہے اور راجح موقف کے لیے ثبوت ضروری ہے۔ واللہ اعلم



وہ امور جن پر وضوء کا حکم ہے

(1) جن کاموں کے لئے وضوء واجب ہے

1) نماز فرض ہو یا نفل

2) بیت اللہ کا طواف

طواف کے لیے وضوء مشروع ہونے میں اجماع ہے البتہ لازم اور شرط ہونے میں اختلاف ہے جمہور فرض وشرط کے قائل ہیں جبکہ قول ثانی یہ ہے کہ طواف کے لئے وضوء شرط اور فرض نہیں ہے۔

نوٹ: قول ثالث پر عمل بہتر ہے: قول ثالث یہ ہے کہ احتیاط اور اختلاف سے باہر نکلنے کے لئے وضوء کرلے (ابن عثیمین رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ مستحب ہے، خروجا عن الخلاف) کیونکہ طواف کے لئے وضوء نہ کرنے میں اختلاف ہے جبکہ وضوء کر کے طواف کرنے میں کسی کا اختلاف نہیں۔ واللہ اعلم

نوٹ: تفصیلی طور سب کے دلائل کا ذکر کرتے ہوئے ایک مستقل مقالہ موجود ہے آنے والے صفحات میں ان شاء اللہ۔

3) مصحف چھونا (قرآن چھونا)

قول اول: وضوء کے بغیر جائز نہیں، جمہور کہتے ہیں کہ وضوء کرنا واجب ہے۔

قول ثانی: شیخ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق وترجیح یہ ہے کہ وہ مستحب مانتے ہیں۔[21]

نوٹ: امام ابن حزم رحمہ اللہ اور شیخ البانی رحمہ اللہ کی رائے کی طرح اس قول کی طرف مائل ہونے کے بعد رجوع کرلینے والے دو علماء ابن عثیمین رحمہ اللہ اور شیخ فرکوس رحمہ اللہ ہیں احتیاط کا تقاضہ ہے باوضور ہے مصحف کو چھوتے وقت کیونکہ وضوء نہ کرنے میں اختلاف ہے جبکہ وضوء کرنے میں کسی کا اختلاف نہیں۔ واللہ اعلم

نوٹ: تفصیلی طور سب کے دلائل کا ذکر کرتے ہوئے ایک مستقل مقالہ موجود ہے آنے والے صفحات میں ان شاء اللہ۔

---

[21] الصحيحة" (٤٠٦):" . . . نعم؛ الأفضل أن يقرأ على طهارة؛ لقوله - صلّى الله عليه وسلّم - حين ردّ السلام عقيب التيمّم: "إنّي كرهت أن أذكر الله إلاّ على طهارة"، ليس معناه انه اختار هذا الامة انما اختار النفسيه فقط فلا س فيه الاستحباب انما هو الافضلية، أخرجه أبو داود وغيره؛ وهو مخرّج في "صحيح أبي داود" (٢٣)."

(2) وہ کام جن کے لئے وضو کرنا مستحب ہے

وضوء کے لیے مشروع مقامات؟

1) ذکر کے لئے (اذان میں بھی ذکر ہے) محدثین کتب حدیث کا درس دیتے وقت باوضوء رہنے کا اہتمام کرتے تھے کیونکہ دراسہ حدیث کے دوران اللہ کا ذکر بار بار آتا ہے۔

2) ہر نماز کے لیے تازہ وضو مستحب ہے۔

3) میت اٹھانے کے بعد۔

4) جب بھی وضوء ٹوٹے

5) قئے کے بعد

6) طواف کے لیے وضوء مشروع ہونے میں اجماع ہے البتہ لازم اور شرط ہونے میں اختلاف ہے جمہور فرض وشرط کے قائل ہیں جبکہ قول ثانی یہ ہے کہ طواف کے لئے وضوء شرط اور فرض نہیں

نوٹ: قول ثالث پر عمل بہتر ہے: قول ثالث یہ ہے کہ احتیاط اور اختلاف سے باہر نکلنے کے لئے وضوء کرلے (ابن عثیمین رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ مستحب ہے، خروجا عن الخلاف) کیونکہ طواف کے لئے وضوء نہ کرنے میں اختلاف ہے جبکہ وضوء کرکے طواف کرنے میں کسی کا اختلاف نہیں۔ واللہ اعلم

7) غسل سے پہلے وضوء مستحب ہے لیکن دوسرا قول یہ ہے کہ واجب ہے،

نوٹ: دلیل کے اعتبار سے دونوں اقوال میں قوت پائی جاتی ہے لہذا احتیاط اسی میں کہ وضوء کرلے غسل سے پہلے واللہ اعلم

8) بغیر چھوئے قراءۃ القرآن کے لیے

9) مصحف چھونا (قرآن چھونا)

قول اول: وضوء کے بغیر جائز نہیں، جمہور کہتے ہیں کہ وضوء کرنا واجب ہے۔

قول ثانی: شیخ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق وترجیح یہ ہے کہ وہ مستحب مانتے ہیں۔[22]

نوٹ: امام ابن حزم رحمہ اللہ اور شیخ البانی رحمہ اللہ کی رائے کی طرح اس قول کی طرف مائل ہونے کے بعد رجوع کر لینے والے دو علماء ابن عثیمین رحمہ اللہ اور شیخ فرکوس رحمہ اللہ ہیں احتیاط کا تقاضہ ہے باوضو رہے مصحف کو چھوتے وقت کیونکہ وضوء نہ کرنے میں اختلاف ہے جبکہ وضوء کرنے میں کسی کا اختلاف نہیں۔ واللہ اعلم

10) چھوٹا بچہ جو سن تمیز کو نہ پہنچا ہو فقط تعلیم کی آسانی کے لیے علماء نے کہا کہ وضوء شرط نہیں ہے البتہ جائز ہے۔

11) سونے سے پہلے وضوء مسنون ہے۔

12) جنبی کے لیے کھانے پینے اور سوتے وقت، وضوء مستحب ہے۔

13) دوبارہ جماع سے پہلے وضوء مستحب ہے



---

[22] الصحيحة" (٤٠٦): " . . . نعم؛ الأفضل أن يقرأ على طهارة؛ لقوله - صلّى الله عليه وسلّم - حين ردّ السلام عقيب التيمّم: "إنّي كرهت أن أذكر الله إلاّ على طهارة"، ليس معناه انه اختار هذا الاٴمة انما اختار النفسيه فقط فليس فيه الاستحباب انما هو الافضلية، أخرجه أبو داود وغيره؛ وهو مخرّج في "صحيح أبي داود" (٢٣)."

الفصل الخامس

وہ چیزیں جن پر وضو کرنا مستحب ہے

(تفصیلی معلومات)

وہ چیزیں جن پر وضو کرنا مستحب ہے

(درج ذیل صورتوں میں وضو کرنا مستحب ہے)

1۔ ہر نماز کے لئے نیا وضو

علمائے کرام کے اس مسئلے میں دو موقف پائے جاتے ہیں:

1) پہلا موقف: مقیم شخص کے لئے ہر نماز کے لئے نیا وضو لازم ہے فرض ہے۔

2) دوسرا موقف (جمہور علمائے کرام): چاہے کوئی مقیم ہو یا مسافر ہو ہر نماز کے لئے نیا وضو کرنا مستحب ہے لازم نہیں فرض نہیں۔

پہلا موقف

ہر نماز کے لئے وضو کرنا فرض ہے

پہلی دلیل: (سورۃ المائدۃ: 6)

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾

(سورۃ المائدۃ، سورۃ نمبر 5، آیت نمبر: 6)

"اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے منھ کو، اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو۔"

دوسری دلیل: (حدیثِ انس رضی اللہ عنہ)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ"، قُلْتُ:

كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ ؟ قَالَ: يُجْزِئُ أَحَدَنَا الْوُضُوءُ مَا لَمْ يُحْدِثْ))

"نبی کریم ﷺ ہر نماز کے لیے نیا وضو فرمایا کرتے تھے، میں نے کہا تم لوگ کس طرح کرتے تھے، کہنے لگے ہم میں سے ہر ایک کو اس کا وضو اس وقت تک کافی ہوتا، جب تک کوئی وضو توڑنے والی چیز پیش نہ آجاتی (یعنی پیشاب، پاخانہ، یا نیند وغیرہ)۔

(صحیح البخاری، کتاب الوضوء، بَابُ الْوُضُوءِ مِنْ غَيْرِ حَدَثٍ-بغیر حدث کے بھی نیا وضو کرنا جائز ہے، حدیث نمبر: 214۔ وسنن الترمذی: 60۔ وسنن ابوداود: 171۔ وسنن النسائی: 131۔ وسنن ابن ماجہ: 509)

تیسری دلیل: (حدیثِ عبد اللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ)

محمد بن یحییٰ بن حبان رحمہ اللہ نے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: آپ بتائیں کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہر نماز کے لیے وضو کرنے کا سبب (خواہ وہ باوضو ہوں یا بے وضو) کیا تھا؟ تو انہوں نے کہا: مجھ سے اسماء بنت زید بن خطاب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا:

((أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرَ بِالْوُضُوءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ طَاهِرًا وَغَيْرَ طَاهِرٍ، فَلَمَّا شَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِ، أُمِرَ بِالسِّوَاكِ لِكُلِّ صَلَاةٍ"، فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَى أَنَّ بِهِ قُوَّةً، فَكَانَ لَا يَدَعُ الْوُضُوءَ لِكُلِّ صَلَاةٍ))

کہ رسول اللہ ﷺ کو ہر نماز کے لیے وضو کرنے کا حکم دیا گیا، خواہ آپ ﷺ وضو سے ہوں یا بے وضو، پھر جب آپ ﷺ پر یہ حکم دشوار ہوا، تو آپ کو ہر نماز کے لیے مسواک کا حکم دیا گیا، عبد اللہ بن عمر کا خیال تھا کہ ان کے پاس (ہر نماز کے لیے وضو کرنے کی) قوت ہے، اس لیے وہ کسی بھی نماز کے لیے اسے چھوڑتے نہیں تھے۔

(سنن ابوداود، کتاب الطهارة، بَابُ السِّوَاكِ - باب: مسواک کا بیان، حدیث نمبر: 48، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے)

اس مسئلے میں بیان کی جانے والی ایک ضعیف حدیث:

((حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ. ح وحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ أَبُو دَاوُد وَأَنَا لِحَدِيثِ ابْنِ يَحْيَى أَتْقَنُ، عَنْ غُطَيْفٍ، وَقَالَ مُحَمَّدٌ، عَنْ أَبِي غُطَيْفٍ الْهُذَلِيِّ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، فَلَمَّا نُودِيَ بِالظُّهْرِ تَوَضَّأَ فَصَلَّى، فَلَمَّا نُودِيَ بِالْعَصْرِ تَوَضَّأَ، فَقُلْتُ لَهُ: فَقَالَ:" كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ تَوَضَّأَ عَلَى طُهْرٍ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ"، قَالَ أَبُو دَاوُد: وَهَذَا حَدِيثُ مُسَدَّدٍ، وَهُوَ أَتَمُّ))

"ابو غطیف ہذلی کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا، جب ظہر کی اذان ہوئی تو آپ نے وضو کر کے نماز پڑھی، پھر عصر کی اذان ہوئی تو دوبارہ وضو کیا، میں نے ان سے پوچھا (اب نیا وضو کرنے کا کیا سبب ہے؟) انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: "جو شخص وضو پر وضو کرے گا اللہ اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا"۔ ابوداؤد کہتے ہیں: یہ مسدد کی روایت ہے اور یہ زیادہ مکمل ہے۔"

(سنن ابوداود، کتاب الطهارة، بَابُ الرَّجُلِ يُجَدِّدُ الْوُضُوءَ مِنْ غَيْرِ حَدَثٍ-وضو ٹوٹے بغیر نیا وضو کرنے کا بیان، حدیث نمبر:62، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ تخريج الحديث: «سنن الترمذی/الطهارة 44(59)، سنن ابن ماجه/الطهارة 73(512)، (تحفة الأشراف: 8590) (ضعيف)» "اس سند میں عبدالرحمن ضعیف ہیں اور ابو غطیف مجہول ہیں")

امام ترمذی رحمہ اللہ کا قول:

((وَرَوَى هَذَا الْحَدِيثَ الْأَفْرِيقِيُّ، عَنْ أَبِي غُطَيْفٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا بِذَلِكَ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ

الْمَرْوَزِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْوَاسِطِيُّ، عَنْ الْأَفْرِيقِيِّ، وَهُوَ إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ، قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ: قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ: ذَكَرْ لِهِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ هَذَا الْحَدِيثُ، فَقَالَ: هَذَا إِسْنَادٌ مَشْرِقِيٌّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ، يَقُولُ: مَا رَأَيْتُ بِعَيْنِي مِثْلَ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ))

یہ حدیث افریقی نے ابو غطیف سے اور ابو غطیف نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے، ہم سے اسے حسین بن حریث مروزی نے محمد بن یزید واسطی کے واسطے سے بیان کیا ہے اور محمد بن یزید نے افریقی سے روایت کی ہے اور یہ سند ضعیف ہے، علی بن مدینی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ کہتے ہیں: انہوں نے اس حدیث کا ذکر ہشام بن عروہ سے کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ سند مشرقی ہے، میں نے احمد بن حسن کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو کہتے سنا ہے: میں نے اپنی آنکھ سے یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ کے مثل کسی کو نہیں دیکھا۔

(سنن الترمذی، کتاب الطہارۃ، بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ-ہر نماز کے لیے وضو کرنے کا بیان، حدیث نمبر:59)

امام بیہقی رحمہ اللہ کا قول:

(("مَنْ تَوَضَّأَ عَلَى طُهْرٍ كَتَبَ اللهُ لَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ". قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا حَدِيثُ مُسَدَّدٍ وَهُوَ أَتَمُّ، وَأَنَا لِحَدِيثِ ابْنِ يَحْيَى أَتْقَنُ. قَالَ الشَّيْخُ: عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادٍ الْأَفْرِيقِيُّ غَيْرُ قَوِيٍّ))

"جس نے وضو ہونے کے باوجود وضو کیا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے"، امام ابوداود رحمہ اللہ اس روایت کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ مسدد کی روایت ہے اور یہ پوری مکمل روایت ہے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ ابن یحییٰ کی حدیث زیادہ مضبوط ہے،

(امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ آگے کہتے ہیں) میرے شیخ کہتے ہیں کہ عبد الرحمٰن بن زیادہ افریقی منکرِ حدیث ہے یہ قوی نہیں ہے۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی: 1/ 251، کتاب الطہارۃ، باب تجدید الوضوء، رقم: 762، الناشر: دار الکتب العلمیہ، بیروت)

دوسرا موقف

ہر نماز کے لئے وضو کرنا فرض نہیں مستحب ہے

(حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ)

بریدہ (عامر) بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الصَّلَوَاتِ يَوْمَ الْفَتْحِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ، وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: لَقَدْ صَنَعْتَ الْيَوْمَ شَيْئًا لَمْ تَكُنْ تَصْنَعُهُ؟ قَالَ: عَمْدًا صَنَعْتُهُ يَا عُمَرُ.))

"کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن کئی نمازیں ایک وضو سے پڑھیں اور اپنے موزوں پر مسح فرمایا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج ایسا کام کیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے کبھی نہیں کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: عمر! میں نے عمداً ایسا کیا ہے۔"

(صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، بَابُ جَوَازِ الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ- ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھنے کا جواز، حدیث نمبر: 277[642]۔ وسنن الترمذی: 61۔ وسنن ابوداود: 172۔ وسنن النسائی: 133۔ وسنن ابن ماجہ: 510)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ، أَنَّهُ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ

وَاحِدٍ مَا لَمْ يُحْدِثْ، وَكَانَ بَعْضُهُمْ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ، اسْتِحْبَابًا وَإِرَادَةَ الْفَضْلِ، وَيُرْوَى عَنِ الْأَفْرِيقِيِّ، عَنْ أَبِي غُطَيْفٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " مَنْ تَوَضَّأَ عَلَى طُهْرٍ كَتَبَ اللهُ لَهُ بِهِ عَشْرَ حَسَنَاتٍ " ، وَهَذَا إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ.))

"اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ ایک وضو سے کئی نمازیں ادا کی جا سکتی ہیں، جب تک "حدث" نہ ہو، بعض اہل علم استحباب اور فضیلت کے ارادہ سے ہر نماز کے لیے وضو کرتے تھے، نیز عبدالرحمٰن افریقی نے بسند (ابی غطیف عن ابن عمر) روایت کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جو وضو پر وضو کرے گا تو اس کی وجہ سے اللہ اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا" اس حدیث کی سند ضعیف ہے، اس باب میں جابر بن عبداللہ سے بھی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک وضو سے ظہر اور عصر دونوں پڑھیں۔"

(سنن الترمذی، کتاب الطہارۃ، بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ-نبی اکرم ﷺ کے ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھنے کا بیان، حدیث نمبر: 61)

نبی کریم ﷺ ایک وضو کے ساتھ کئی نمازیں ادا فرمائی ہیں

پہلی دلیل: (حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، ثُمَّ يُصَلِّي إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ))

کہ نبی کریم ﷺ رات میں تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے، پھر جب صبح کی اذان سنتے تو دو ہلکی رکعتیں (سنت فجر) پڑھ لیتے۔

(صحیح البخاری، کتاب تہجد، بَابُ مَا يُقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ -باب: فجر کی سنتوں میں قرآت کیسی کرے؟، حدیث نمبر: 1170۔ و صحیح مسلم: 736[1717])

دوسری دلیل: (حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا)

مسور بن مخرمہ رحمہ اللہ اور عبدالرحمٰن بن ازہر رحمہ اللہ نے انہیں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا اور کہا ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہم سب کا سلام کہنا اور اس کے بعد عصر کے بعد کی دو رکعتوں کے بارے میں دریافت کرنا، انہیں یہ بھی بتا دینا کہ ہمیں خبر ہوئی ہے کہ آپ یہ دو رکعتیں پڑھتی ہیں، حالانکہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو رکعتوں سے منع کیا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان رکعتوں کے پڑھنے پر لوگوں کو مارا بھی تھا، کریب نے بیان کیا کہ میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور پیغام پہنچایا، اس کا جواب آپ نے یہ دیا کہ ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اس کے متعلق دریافت کر، چنانچہ میں ان حضرات کی خدمت میں واپس ہوا اور ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی گفتگو نقل کر دی، انہوں نے مجھے ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا انہیں پیغامات کے ساتھ جن کے ساتھ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں بھیجا تھا، ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ جواب دیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد نماز پڑھنے سے روکتے تھے لیکن ایک دن میں نے دیکھا کہ عصر کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود یہ دو رکعتیں پڑھ رہے ہیں، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے، میرے پاس انصار کے قبیلہ بنو حرام کی چند عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں، اس لیے میں نے ایک باندی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، میں نے اس سے کہہ دیا تھا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بازو میں ہو کر یہ پوچھے کہ ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو ان دو رکعتوں سے منع کیا کرتے تھے حالانکہ میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود انہیں پڑھتے ہیں، اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ سے اشارہ کریں تو تم پیچھے ہٹ جانا، باندی نے پھر اسی طرح کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے اشارہ کیا تو پیچھے ہٹ گئی۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو

(آپ نے ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے) فرمایا کہ اے ابو امیہ کی بیٹی! تم نے عصر کے بعد کی دو رکعتوں کے متعلق پوچھا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((وَإِنَّهُ أَتَانِي نَاسٌ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ فَشَغَلُونِي عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ))

کہ میرے پاس عبدالقیس کے کچھ لوگ آ گئے تھے اور ان کے ساتھ بات کرنے میں میں ظہر کے بعد کی دو رکعتیں نہیں پڑھ سکا تھا سو یہ وہی دو رکعت ہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب السہو، بَابُ إِذَا كُلِّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَأَشَارَ بِيَدِهِ وَاسْتَمَعَ - اگر نمازی سے کوئی بات کرے اور وہ سن کر ہاتھ کے اشارے سے جواب دے تو نماز فاسد نہ ہو گی، حدیث نمبر: 1233)

تیسری دلیل: (حدیثِ سوید رضی اللہ عنہ)

سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی کہ فتح خیبر والے سال وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صہبا کی طرف، جو خیبر کے قریب ایک جگہ ہے پہنچے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی، پھر ناشتہ منگوایا گیا تو سوائے ستو کے اور کچھ نہیں لایا گیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو وہ بھگو دیے گئے:

((فَأَكَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَكَلْنَا، ثُمَّ قَامَ إِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ))

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا اور ہم نے (بھی) کھایا، پھر مغرب (کی نماز) کے لیے کھڑے ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلی کی اور ہم نے (بھی کلی کی) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور نیا وضو نہیں کیا۔

(صحیح البخاری، کتاب الوضوء، بَابُ مَنْ مَضْمَضَ مِنَ السَّوِيقِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ - اس بارے میں کہ کوئی شخص ستو کھا کر صرف کلی کرے اور نیا وضو نہ کرے، حدیث نمبر: 209۔ وسنن النسائی: 186۔ وسنن ابن ماجہ: 492)

چوتھی دلیل: (حدیث جابر رضی اللہ عنہ)

سیدنا بیان کرتے ہیں:

((خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَعَهُ، فَدَخَلَ عَلَى امْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَذَبَحَتْ لَهُ شَاةً، فَأَكَلَ وَأَتَتْهُ بِقِنَاعٍ مِنْ رُطَبٍ، فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ تَوَضَّأَ لِلظُّهْرِ وَصَلَّى ثُمَّ انْصَرَفَ، فَأَتَتْهُ بِعُلَالَةٍ مِنْ عُلَالَةِ الشَّاةِ، فَأَكَلَ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ))

"کہ رسول اللہ ﷺ (مدینہ میں) نکلے، میں آپ ﷺ کے ساتھ تھا، آپ ﷺ ایک انصاری عورت کے پاس آئے، اس نے آپ ﷺ کے لیے ایک بکری ذبح کی آپ ﷺ نے (اسے) تناول فرمایا، وہ تر کھجوروں کا ایک طبق بھی لے کر آئی تو آپ ﷺ نے اس میں سے بھی کھایا، پھر ظہر کے لیے وضو کیا اور ظہر کی نماز پڑھی، آپ ﷺ نے واپس پلٹنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ وہ بکری کے بچے ہوئے گوشت میں سے کچھ گوشت لے کر آئی تو آپ ﷺ نے (اسے بھی) کھایا، پھر آپ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی اور (دوبارہ) وضو نہیں کیا۔"

(سنن الترمذی، کتاب الطہارۃ، بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الْوُضُوءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ - آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضو نہ ٹوٹنے کا بیان، حدیث نمبر: 80، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

ہر نماز کے لئے نئے وضو سے متعلق علمائے کرام کے اقوال

یزید مولی سلمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

((حَدَّثَنَا حَفْصٌ، عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى سَلَمَةَ عَنْ سَلَمَةَ "أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ"))

کہ سلمہ رحمہ اللہ ایک وضو کے ساتھ کئی نمازیں ادا کیا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ: 2/64، کتاب الطہارۃ، "باب من كان يصلي الصلاة بوضوء واحد"،

الناشر: دار الکنوز اشبیلیا، ریاض، محقق: الشیخ سعد بن ناصر بن عبد العزیز ابو حبیب الشثری ﷾ نے اس اثر کی سند کو "صحیح" کہا ہے)

امام طحاوی ﷫ کا قول:

((أَنَّا رَأَيْنَاهُمْ أَجْمَعُوا أَنَّ الْمُسَافِرَ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ كُلَّهَا بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ مَا لَمْ يُحْدِثْ. وَإِنَّمَا اخْتَلَفُوا فِي الْحَاضِرِ فَوَجَدْنَا الْأَحْدَاثَ مِنَ الْجِمَاعِ وَالِاحْتِلَامِ وَالْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَكُلِّ مَا إِذَا كَانَ مِنَ الْحَاضِرِ كَانَ حَدَثًا يُوجِبُ بِهِ عَلَيْهِ طَهَارَةً، فَإِنَّهُ إِذَا كَانَ مِنَ الْمُسَافِرِ، كَانَ كَذَلِكَ أَيْضًا وَجَبَ عَلَيْهِ مِنَ الطَّهَارَةِ مَا يَجِبُ عَلَيْهِ لَوْ كَانَ حَاضِرًا. وَرَأَيْنَا طَهَارَةً أُخْرَى يُنْقِضُهَا خُرُوجُ وَقْتٍ وَهِيَ الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ؛ فَكَانَ الْحَاضِرُ وَالْمُسَافِرُ فِي ذَلِكَ سَوَاءً؛ يَنْقُضُ طَهَارَتَهُمَا خُرُوجُ وَقْتٍ مَا؛ وَإِنْ كَانَ ذَلِكَ الْوَقْتُ فِي نَفْسِهِ مُخْتَلِفًا فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ. فَلَمَّا ثَبَتَ أَنَّ مَا ذَكَرْنَا كَذَلِكَ؛ وَإِنَّمَا يَنْقُضُ طَهَارَةَ الْحَاضِرِ مِنْ ذَلِكَ يَنْقُضُ طَهَارَةَ الْمُسَافِرِ، وَكَانَ خُرُوجُ الْوَقْتِ عَنِ الْمُسَافِرِ لَا يَنْقُضُ طَهَارَةً، كَانَ خُرُوجُهُ عَنِ الْمُقِيمِ أَيْضًا كَذَلِكَ، قِيَاسًا وَنَظَرًا عَلَى مَا بَيَّنَّا مِنْ ذَلِكَ. وَهَذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَبِي يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٍ، رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى. وَقَدْ قَالَ: بِذَلِكَ جَمَاعَةٌ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))

ہم نے علمائے کرام کو اس بات متفق دیکھا ہے کہ مسافر ایک وضوسے کئی نمازیں ادا کر سکتا ہے اور یہاں تک کہ اس کو کوئی حدث لاحق نہ ہو جائے البتہ جو شخص مقیم ہے اس کے بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے لہذا ہم نے اس بات پر غور فکر کیا کہ احداث کیا کیا ہیں؟ احداث یہ ہیں: جماع، احتلام پیشاب اور پاخانہ چنانچہ ان میں سے جو حدث مقیم کو ہو سکتی ہے وہی حدث مسافر کو بھی لاحق ہو گی لہذا ان چیزوں پر طہارت فرض ہے لہذا جو

چیز مقیم ہونے پر لاحق ہو سکتی ہیں وہی چیزیں مسافر کو سفر کی حالات میں لاحق ہو سکتی ہیں اسی غور و فکر کے دوران ہمیں ایک اور بھی چیز ملی وہ یہ کہ ایک ایسی طہارت جو وقت کے گزرنے سے ٹوٹ جاتی ہے اور اس میں مقیم اور مسافر دونوں برابر ہیں اور اس میں وقت کے گزرنے سے طہارت ختم ہو جاتی ہے حالانکہ یہ بات اپنی جگہ پر درست ہے کہ مقیم اور مسافر کا وقت الگ الگ ہوتا ہے لہذا جب یہ بات معلوم ہو گئی جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے یعنی کہ جو چیز مقیم کی طہارت کو توڑتی ہے وہی چیزیں مسافر کی طہارت کو توڑنے والی ہوتی ہیں لہذا وقت کے گزرنے سے مسافر کی طہارت نہیں ٹوٹتی اسی طرح وقت کے گزرنے سے مقیم کی طہارت بھی نہیں ٹوٹتی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ، امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور محمد بن حسن الشیبانی رحمہ اللہ کا یہی مذہب ہے اور یہی بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام اور تابعین رحمہم اللہ کی ایک جماعت کا یہی قول ہے۔

(شرح معانی الآثار للطحاوی: 1/44، کتاب الطہارۃ، باب الوضوء هل يجب لكل صلاة أم لا ؟، الناشر: عالم الکتب)

امام بغوی رحمہ اللہ کا قول:

((يَجُوزُ الْجَمْعُ بَيْنَ الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَتَجْدِيدُ الْوُضُوءِ مُسْتَحَبٌّ إِذَا كَانَ قَدْ صَلَّى بِالْوُضُوءِ الأَوَّلِ صَلاةً، وَكَرِهَهُ قَوْمٌ إِذَا لَمْ يَكُنْ قَدْ صَلَّى بِالْوُضُوءِ الأَوَّلِ صَلاةً، فَرْضًا أَوْ تَطَوُّعًا))

اکثر اہل علم کے نزدیک ایک وضو سے کئی نماز پڑھنا جائز ہے بعض کہتے ہیں کہ اگر کوئی پہلے وضو سے ایک فرض نماز ادا کر چکا ہے تو دوسری فرض نماز کے لئے نیا وضو کر لینا مستحب ہے اور اگر کسی نے وضو کرنے کے بعد فرض یا کوئی نفل نماز نہیں پڑھی ہے تو اس کے لئے تازہ وضو کرنا ضروری نہیں بلکہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔

(شرح السنۃ للبغوی:1/449، کتاب الطہارۃ، "باب استحباب الوضوء لکل صلاۃ"، الناشر: المکتب الاسلامی، دمشق، بیروت)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((اتَّفَقَ أَصْحَابُنَا عَلَى اسْتِحْبَابِ تَجْدِيدِ الْوُضُوءِ وَهُوَ أَنْ يَكُونَ عَلَى وُضُوءٍ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُحْدِثَ وَمَتَى يُسْتَحَبُّ: فِيهِ خَمْسَةُ أَوْجُهٍ أَصَحُّهَا إِنْ صَلَّى بالوضوء الاول فرضا أو نفلا))

ہمارے اصحاب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرنا مستحب عمل ہے یعنی جب کوئی شخص وضو کر چکا ہو، پھر بغیر کسی حدث کے دوبارہ تازہ وضو کرے تو یہ عمل کب مستحب کہلاتا ہے؟ اس بارے میں پانچ قول پائے جاتے ہیں ان پانچ اقوال میں سے سب سے صحیح ترین قول یہ ہے کہ اگر کسی ایک وضو کے ساتھ کوئی فرض یا نفل نماز ادا کر چکا ہو تو پھر دوسری نماز کے لیے تازہ وضو کرنا مستحب ہے۔

(المجموع شرح المہذب للنووی:1/469، کتاب الطہارۃ، باب السواک، الناشر: ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ، القاہرۃ)

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وَهَلْ يُسْتَحَبُّ التَّجْدِيدُ لِكُلِّ صَلَاةٍ مِنَ الْخَمْسِ؟ فِيهِ نِزَاعٌ. وَفِيهِ عَنْ أَحْمَدَ رَحِمَهُ اللهُ رِوَايَتَانِ. وَكَذَلِكَ أَيْضًا لَمَّا قَدِمَ مُزْدَلِفَةَ: ﴿صَلَّى بِهِمُ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمْعًا﴾ مِنْ غَيْرِ تَجْدِيدِ وُضُوءٍ لِلْعِشَاءِ))

کیا پانچ نمازوں میں سے ہر نماز کے لئے وضو کی تجدید کرنا مستحب ہے؟ اس مسئلے میں اختلاف ہے اس مسئلے میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے دو قول مروی ہیں ایک یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مزدلفہ پہنچے تو مغرب اور عشاء کی نماز کو ایک ساتھ ادا فرمایا مغرب کی نماز کے

بعد عشاء کی نماز کے لئے وضو کی تجدید نہیں فرمائی۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ مزید کہتے ہیں:

((وَقَالَ أَحْمَد بْنُ الْقَاسِمِ: سَأَلْت أَحْمَد عَمَّنْ صَلَّى أَكْثَرَ مِنْ خَمْسِ صَلَوَاتٍ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ؟ فَقَالَ: لَا بَأْسَ بِذَلِكَ إذَا لَمْ يَنْتَقِضْ وُضُوءُهُ))

احمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کیا پانچ نمازیں ایک وضو سے ادا کی جاسکتی ہیں تو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک وضو سے پانچ نمازیں ادا کی جاسکتی ہیں اگر یہ کہ وضو نہ ٹوٹا ہو۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ مزید کہتے ہیں:

((وَإِنَّمَا تَكَلَّمَ الْفُقَهَاءُ فِيمَنْ صَلَّى بِالْوُضُوءِ الْأَوَّلِ: هَلْ يُسْتَحَبُّ لَهُ التَّجْدِيدُ؟ وَأَمَّا مَنْ لَمْ يُصَلِّ بِهِ: فَلَا يُسْتَحَبُّ لَهُ إعَادَةُ الْوُضُوءِ؛ بَلْ تَجْدِيدُ الْوُضُوءِ فِي مِثْلِ هَذَا بِدْعَةٌ مُخَالِفَةٌ لِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِمَا عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ فِي حَيَاتِهِ وَبَعْدَهُ إلَى هَذَا الْوَقْتِ))

البتہ فقہاء کے نزدیک اس بارے میں کلام ہے یعنی کہ کہ فقہا کی بحث کا تعلق پہلے وضو کے ساتھ نماز پڑھنے والے سے ہے: کیا اس کے لیے جس نے ایک وضو کے ساتھ نماز ادا کر چکا ہو لہذا اس کے لئے دوبارہ تجدیدِ وضو مستحب ہے؟ (تو اس کا جواب یہ ہے) جس نے پہلے وضو کے ساتھ نماز نہیں پڑھی اس کے لیے وضوء کی تجدید کرنا مستحب نہیں ہے، بلکہ اس صورت میں تجدید وضو کرنا بدعت ہے اور نبی کریم ﷺ کی سنت اور آپ ﷺ کی زندگی میں اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد مسلمانوں کے طریقہ کے خلاف ہے۔

(مجموع الفتاوی لابن تیمیہ: 21/ 371 اور 377، الناشر: مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف، المدینۃ المنورۃ، السعودیۃ)

البتہ اس وقت وضو کی تجدید کرنا جب کہ دو نمازیں ایک دوسرے سے متصل ہوں جیسا کہ عام طور پر فرض نمازوں کے بعد سنت و نوافل کی نمازیں ہوتی ہیں جو فرض نمازوں کے ساتھ متصل ہوتی ہیں یا عام طور پر تراویح پڑھنے کے بعد وتر ادا کی جاتی ہے یا پھر کوئی دو نمازیں ایک ساتھ ادا کی جاتی ہیں جیسا کہ اگر کوئی شخص مغرب اور عشاء کو ایک ساتھ ادا کرتا ہے تو ایسی صورت میں وضو کی تجدید مستحب نہیں ہے کیونکہ ایسا کرنا نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کا قول:

((أَيْ مَا حُكْمُهُ وَالْمُرَادُ تَجْدِيدُ الْوُضُوءِ وَقَدْ ذَكَرْنَا اخْتِلَافَ الْعُلَمَاءِ فِي أَوَّلِ كِتَابِ الْوُضُوءِ عِنْدَ ذِكْرِ قَوْلِهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ وَأَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ قَالُوا التَّقْدِيرُ إِذَا قُمْتُمْ الى الصلاة مُحْدِثِينَ واسْتَدَلَّ الدَّارِمِيُّ فِي مُسْنَدِهِ عَلَى ذَلِكَ بِقَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وُضُوءَ إِلَّا مِنْ حَدَثٍ وَحَكَى الشَّافِعِيُّ عَمَّنْ لَقِيَهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ التَّقْدِيرَ إِذَا قُمْتُمْ مِنَ النَّوْمِ وَتَقَدَّمَ أَنَّ مِنَ الْعُلَمَاءِ مَنْ حَمَلَهُ عَلَى ظَاهِرِهِ وَقَالَ كَانَ الْوُضُوءُ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَاجِبًا ثُمَّ اخْتَلَفُوا هَلْ نُسِخَ أَوِ اسْتَمَرَّ حُكْمُهُ وَيَدُلُّ عَلَى النَّسْخِ مَا أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ وَصَحَّحَهُ بن خُزَيْمَةَ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْظَلَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِالْوُضُوءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ فَلَمَّا شَقَّ عَلَيْهِ أُمِرَ بِالسِّوَاكِ وَذَهَبَ إِلَى اسْتِمْرَارِ الْوُجُوبِ قَوْمٌ كَمَا جزم بِهِ الطَّحَاوِيّ وَنَقله بن عبد الْبر عَن عِكْرِمَة وبن سِيرِينَ وَغَيْرِهِمَا وَاسْتَبْعَدَهُ النَّوَوِيُّ وَجَنَحَ إِلَى تَأْوِيلِ ذَلِكَ إِنْ ثَبَتَ عَنْهُمْ وَجَزَمَ بِأَنَّ الْإِجْمَاعَ اسْتَقَرَّ عَلَى عَدَمِ الْوُجُوبِ وَيُمْكِنُ حَمْلُ الْآيَةِ عَلَى ظَاهِرِهَا مِنْ غَيْرِ نَسْخٍ وَيَكُونُ الْأَمْرُ فِي حَقِّ الْمُحْدِثِينَ عَلَى الْوُجُوبِ وَفِي حَقِّ غَيْرِهِمْ عَلَى النَّدْبِ وَحَصَلَ بَيَانُ ذَلِكَ بِالسُّنَّةِ كَمَا فِي حَدِيثِ الْبَابِ))

یعنی کہ اس بارے میں تحقیق کہ ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرنا جب کہ وضو نہ ٹوٹا ہو تو اس مسئلے میں ہم نے علمائے کرام کا اختلاف ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے، سورۃ المائدۃ آیت نمبر 6 میں مذکور ہے اکثر علمائے کرام نے اس آیت کے بارے میں یہ استدلال کیا ہے جب بھی تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو اگر وضو نہ تو وضو کر لو لہذا امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں اس آیت کے تحت اسی طرح باب قائم کیا "جب تم بے وضو ہو تو وضو کر لیا کرو"، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اہل علم نے اسی طرح نقل کیا ہے اور بعض علمائے کرام نے اس آیت کے ظاہری معنی پر عمل کیا یعنی کہ یہ علمائے کرام ہر نماز کے لئے تازہ وضو کے قائل ہیں اور بعض علمائے کرام نے اس بات میں اختلاف ہے کہ کیا یہ حکم منسوخ ہے یا ویسے ہی اس کا حکم باقی ہے لیکن امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے جو حدیث نقل کی وہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ حکم منسوخ ہے چنانچہ امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے عبد اللہ بن حنظلہ کی حدیث نقل کی جس میں اس حکم کی منسوخیت اور ناسخ حکم کا تذکرہ ہے اور ناسخ حکم یہ ہے کہ ہر نماز کے ساتھ مسواک کو وضو کے بدل لازم قرار دیا گیا لیکن ایک جماعت کا یہ کہنا ہے کہ ہر نماز کے ساتھ تازہ وضو کا حکم منسوخ نہیں کیا گیا وہ حکم بدستور قائم ہے جیسا کہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث نقل کی اس کو امام عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے نقل کیا اور بعد میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی تاویل کی ہے اگرچہ کہ یہ بات ثابت ہو تو امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے جزم کیا ہے اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی کہا کہ اس بابت اجماع قرار پا چکا ہے کہ ہر نماز کے لئے نیا وضو کرنے کے ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ فرض نہیں البتہ بعض نے سورۃ المائدہ کی آیت کے ظاہری معنی پر عمل کیا ہے اور یہ عمل ان لوگوں کے لئے ناسخ مانا جائے گا جو وضو سے نہیں ہیں لہذا جو لوگ بے وضو ہیں ان پر فرض ہے کہ وہ وضو کر لیں اور جو پہلے ہی سے وضو سے ہیں ان کے لیے یہ حکم منسوخ کہلائے گا البتہ جو لوگ وضو ہونے کے باوجود بطور استحباب وضو کرتے ہیں تو ان کا یہ عمل مستحب قرار پائے گا اور سنت سے بھی یہی بات ثابت ہے جو اس باب کی احادیث

میں ہمیں ملتی ہیں۔

(فتح الباری لابن حجر عسقلانی:1/315-316، کتاب الوضو، "قوله باب الوضوء من غير حدث"، الناشر: دارالمعرفۃ، بیروت)

خلاصہ کلام

حدث لاحق ہونے کے بعد وضو ٹوٹ جانے کے بعد نماز پڑھنے کے لئے وضو کرنا فرض ہے۔

نوٹ: بعض علمائے کرام نے بغیر حدث کے وضو کو ناپسند کیا ہے کیونکہ اس سے پانی کا اسراف اور وقت کا ضیاع ہونا لازم آتا ہے، چنانچہ تمام علمائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نماز سے پہلے وضو اس وقت ہی فرض ہے جب کہ کوئی شخص بے وضو ہو اگر باوضو ہو تو وضو اس شخص پر فرض نہیں وضو پر وضو کرنے کے بارے میں علمائے کرام یہ بھی کہتے ہیں کہ تازہ وضو انسان کے اندر چستی اور تازگی پیدا کرتا ہے اور وضو کرنا گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ بھی ہے اور کار ثواب ہے البتہ فرض نہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں صحابہ کرام اس وقت تک ایک ہی وضو سے کئی نمازیں پڑھ لیا کرتے تھے جب تک کہ ان کا وضو نہ ٹوٹ جائے یا کوئی حاجتِ ضروریہ پیش نہ آجائے چنانچہ یہی عمل نبی کریم ﷺ سے بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے ایک وضو سے کئی نمازیں ادا فرمائی اس کی سب سے بڑی دلیل فتح کا واقعہ ہے (حدیث سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ، صحیح مسلم:277[642]) اس دن آپ ﷺ نے ایک وضو سے کئی نمازیں ادا فرمائی۔

ان تمام دلائل سے تین باتیں سامنے آتی ہیں :

1) نمبر ایک: یہ ہے کہ جو شخص باوضو ہو تو اس پر وضو فرض نہیں ہے اور یہ مسئلہ متفق علیہ ہے البتہ صاف صفائی کے لئے اور بطورِ نیت ثواب کے لئے وضو کرنا جائز ہے۔

2) نمبر دو: جو شخص پہلے ہی سے باوضو ہو تو اس پر وضو کرنا فرض نہیں ہے۔

3) نمبر تین: ہمیشہ باضور رہنا بہترین اور مستحب عمل ہے لیکن یہ عمل فرض نہیں ہے، لہذا جو چیز فرض نہ ہو اس پر زیادہ زور دینا غیر درست ہے۔ واللہ اعلم

2۔ دوبارہ جماع کرنے کے لئے وضو کرنا مستحب ہے

پہلی دلیل: (حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ، ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَعُودَ، فَلْيَتَوَضَّأْ "، زَادَ أَبُو بَكْرٍ فِي حَدِيثِهِ بَيْنَهُمَا وُضُوءًا، وَقَالَ: ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُعَاوِدَ))

جب تم میں سے کسی نے اپنی بیوی سے مباشرت کرلی، پھر سے کرنا چاہے تو وہ وضو کر لے، (حفص بن غیاث سے روایت کرنے والے) ابو بکر نے اپنی حدیث میں یہ اضافہ کیا: دونوں بار کے درمیان وضو کر لے، نیز أن یعود (پھر سے) کے بجائے أن یعاود (دوبارہ) کے الفاظ استعمال کیے۔

(صحیح مسلم، کتاب الحیض، بَابُ جَوَازِ نَوْمِ الْجُنُبِ وَاسْتِحْبَابِ الْوُضُوءِ لَهُ وَغَسْلِ الْفَرْجِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ أَوْ يَنَامَ أَوْ يُجَامِعَ-جنابت کی حالت سونے کا جواز جنبی کے لئے شرمگاہ کا دھونا اور وضو کرنا مستحب ہے جب وہ کھانے، پینے، سونے، یا جماع کرنے کا ارادہ کرے، حدیث نمبر:308[707]۔ وسنن ابوداود:220۔ وسنن الترمذی:141۔ وسنن النسائی:263۔ وسنن ابن ماجہ:587)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ السِّنْجِيُّ بِمَرْوَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ هَاشِمٍ الْعَسْكَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ ثُمَّ أَرَادَ أَن يعود فليتوضأ فإنه أنشط للعود))

جب کوئی آدمی اپنی بیوی سے جماع کرلے اور دوبارہ جماع کرنا چاہے تو وضو کرلے وضو کرنے کی وجہ سے دوبارہ جماع میں لذت پیدا ہوگی۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((تفرد بهذا اللفظة الأخيرة مسلم بن ابراهيم))

اس حدیث کے آخری الفاظ (وضو کرنے کی وجہ سے دوبارہ جماع میں لذت پیدا ہوگی) ان الفاظ کو نقل کرنے میں مسلم بن ابراہیم منفرد ہیں۔("وعلق عليه: شعيب الأرنؤوط":في " المستدرك": تفرد بها شعبة عن عاصم، والتفرد من مثله مقبول عندهما)

(الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان:4/13-12،"أحكام الجنب ذكر العلة التي من أجلها أمر بهذا الأمر"، حدیث نمبر:1211، الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت، الشیخ شعیب الارنؤوط نے اس حدیث کی سند کو "صحیح" کہا ہے " إسناده صحيح؛ جعفر بن هاشم العسكري، حدث عنه جماعة، ووثقه الخطيب في "تاريخه"7/183،وباقي رجال الإسناد على شرطهما وأخرجه ابن خزيمة في "صحيحه" برقم [221]،عن أبي يحيى محمد بن عبد الرحيم البزاز، والحاكم في "المستدرك"1/152،والبيهقي في "السنن"1/204،والبغوي في "شرح السنة"[271]من طريق علي بن عبد العزيز، كلاهما عن مسلم بن إبراهيم بهذا الإسناد. وأخرجه الحاكم أيضاً عن محمد بن عبد الله الصفار، عن أحمد بن محمد بن عيسى القاضي، عن مسلم بن إبراهيم، به، وصححه الحاكم على شرطهما، ووافقه الذهبي)

❖ "وضو کرنے کی وجہ سے دوبارہ جماع میں لذت پیدا ہوگی" اس حدیث میں یہ الفاظ رسول اللہ ﷺ کے نہیں بعد کے کسی راوی کے ہیں۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

(("هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ بِهَذَا اللَّفْظِ، إِنَّمَا أَخْرَجَاهُ إِلَى قَوْلِهِ" فَلْيَتَوَضَّأْ "فَقَطْ، وَلَمْ يَذْكُرَا فِيهِ" فَإِنَّهُ أَنْشَطُ لِلْعَوْدِ "وَهَذِهِ لَفْظَةٌ تَفَرَّدَ بِهَا شُعْبَةُ، عَنْ عَاصِمٍ، وَالتَّفَرُّدُ مِنْ مِثْلِهِ مَقْبُولٌ عِنْدَهُمَا"))("التعليق - من تلخيص الذهبي"542 - لم يخرجا آخره)

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے ان الفاظ کے ساتھ اس حدیث کو نقل نہیں کیا انہوں نے صرف (فَلْيَتَوَضَّأْ) کے الفاظ نقل کئے ہیں (فَإِنَّهُ أَنْشَطُ لِلْعَوْدِ) کے الفاظ نقل نہیں کئے ہیں (فَإِنَّهُ أَنْشَطُ لِلْعَوْدِ) کے الفاظ کو نقل کرنے میں عاصم الاحوال رحمۃ اللہ علیہ شعبہ رحمۃ اللہ علیہ منفرد ہیں اس طرح کی تفردات شیخین کے یہاں مقبول ہیں۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم:1/254، کتاب الطہارۃ، حدیث نمبر542، الناشر: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، محقق: مصطفی عبد القادر عطاء کہتے ہیں :" قال في التلخيص: لم يخرجاآخره. تفردبذلک شعبة رواه عن مسلم بن إبراهيم)

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم:1/374، رقم:558، الناشر: دار المعرفۃ، محقق: ابی عبد اللہ، عبد السلام بن محمد بن عمر علّوش اس کی تحقیق میں کہتے ہیں:" أخرجه مسلم وأبوداود وابن ماجه والترمذي وابن حبان وليس عندهم جميعًا الزيادة التي ذكرها الحاكم رحمه الله ، والله أعلم")

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ، عَنْ عَمْرٍو النَّاقِدِ، عَنْ مَرْوَانَ الْفَزَارِيِّ، عَنْ عَاصِمٍ، وَقَالَ: " إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَعُودَ فَلْيَتَوَضَّأْ"))

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو عمرو ناقد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے انہوں نے مروان فزاری رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے عاصم رحمۃ اللہ علیہ سے انہی الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے: "کہ جب تم میں سے کوئی شخص جماع سے فارغ ہو پھر دوبارہ جماع کرنا چاہے تو وضو کر لے"۔

(شرح السنۃ للبغوی:2/38-39، کتاب الطہارۃ "باب الجنب إذا أراد النوم أو العود أو الأكل توضأ"، حدیث نمبر:271)

امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((إِذِ الْمُتَوَضِّئُ بَعْدَ الْجِمَاعِ يَكُونُ أَنْشَطَ لِلْعَوْدَةِ إِلَى الْجِمَاعِ، لَا أَنَّ الْوُضُوءَ بَيْنَ الْجِمَاعَيْنِ وَاجِبٌ، وَلَا أَنَّ الْجِمَاعَ قَبْلَ الْوُضُوءِ وَبَعْدَ الْجِمَاعِ الْأَوَّلِ مَحْظُورٌ))

یعنی کہ دوبارہ وضو کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جماع سے فارغ ہونے والا جب پھر سے وضو کرتا ہے تو وہ دوبارہ جماع کرنے کے لئے تروتازہ ہو جاتا ہے البتہ ایک مرتبہ جماع کرنے کے بعد دوسری مرتبہ جماع کے درمیان میں وضو کرنا واجب نہیں اور ایسا بھی نہیں کے دوبارہ بلا وضوء جماع کرنا منع ہو یا وضوء کرنا منع ہو۔

(صحیح ابن خزیمہ:1/110، الناشر:المکتب الاسلامی، بیروت)

شیخ بن باز رحمہ اللہ کا قول:

من حديث "إذا أتى أحدكم أهله ثم أراد أن يعود فليتوضأ بينهما وضوءًا"؟

((وعن أبي سعيدٍ الخدري قال: قال رسولُ الله ﷺ: إذا أتى أحدُكم أهلَه ثم أراد أن يعود فليتوضَّأ بينهما وضوءًا رواه مسلم. زاد الحاكم: فإنَّه أنشط للعود. وللأربعة عن عائشة رضي الله عنها قالت: "كان رسولُ الله ﷺ ينام وهو جنبٌ من غير أن يمسَّ ماءً". وهو معلولٌ.- وعن عائشة رضي الله عنها قالت: "كان رسولُ الله ﷺ إذا اغتسل من الجنابة يبدأ فيغسل يديه، ثم يُفرغ بيمينه على شماله فيغسل فرجه، ثم يتوضأ، ثم يأخذ الماء فيُدخل أصابعَه في أصول الشعر، ثم حفن على رأسه ثلاث حفنات، ثم أفاض على سائر جسده، ثم غسل رجليه". متفقٌ عليه، واللفظ لمسلم))

حدیث کا اردو ترجمہ:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس جائے، پھر دوبارہ (جماع) کرنا چاہے تو ان کے درمیان وضو کر لے۔" (مسلم)

حاکم کی روایت میں یہ اضافہ ہے: "یہ (وضو کرنا) دوبارہ (عمل) کے لیے زیادہ نشاط آور ہو گا۔"

چاروں (امام ترمذی، امام نسائی، امام ابو داوٗد، امام ابن ماجہ) نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ:

رسول اللہ ﷺ غسل جنابت کے بغیر سو جاتے تھے۔" لیکن یہ روایت ضعیف (معلول) ہے۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت فرماتے تو سب سے پہلے اپنے ہاتھ دھوتے، پھر دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی بہا کر شرمگاہ دھوتے، پھر وضو فرماتے، پھر پانی لے کر اپنی انگلیوں سے سر کے بالوں کی جڑوں میں داخل کرتے، پھر تین چلو پانی لے کر سر پر بہاتے، پھر پورے جسم پر پانی بہاتے، پھر آخر میں پاؤں دھوتے۔

یہ حدیث متفق علیہ ہے، اور یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

[illegible]

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کا قول:

((إذن نأخذ من هذا الحديث في قوله: "أنشط للعود": أنه لا بأس أن تعلل الأحكام الشرعية بعلل تعود إلى مصلحة البدن، وأن ملاحظتها بفعل الطاعة لا يؤثر؛ لأنها لا يمكن أن تذكر لنا بمجرد أن نطلع عليها فقط، لكن من أجل أن تدعم العزيمة والنشاط على الفعل))

اس عبارت سے ہمیں یہ نکتہ ملتا ہے کہ حدیث میں "فَإِنَّهُ أَنْشَطُ لِلْعَوْدِ" کے الفاظ اس بات کی دلیل ہیں کہ احکامِ شرعیہ کو ایسے اسباب (علل) سے بیان کرنا جائز ہے جو جسمانی فائدے پر مبنی ہوں۔ یعنی بعض اوقات کسی حکم کی حکمت اور فائدہ جسمانی صحت اور طاقت کے لحاظ سے بھی بیان کی جا سکتی ہے، اور اس کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ ہم محض ان فوائد کی بنیاد پر عمل کریں، بلکہ یہ فوائد بندے کو اطاعت اور عبادت پر آمادہ کرنے اور اس میں رغبت پیدا کرنے کے لیے ذکر کیے جاتے ہیں۔

یہاں وضو کرنے کو جماع کے دوبارہ انجام دینے میں نشاط اور قوت بحال کرنے کا سبب بتایا گیا ہے، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ دین میں جسمانی فوائد کا لحاظ بھی رکھا گیا ہے، مگر اصل مقصد عبادت اور اطاعت کو آسان بنانا اور اس پر ترغیب دینا ہے۔

(فتح ذی الجلال والاکرام بشرح بلوغ المرام لابن عثیمین: 1 /338، الناشر: المکتبۃ الاسلامیۃ)

خلاصۂ کلام

جمہور علمائے کرام کہتے ہیں کہ جب بھی کوئی شخص دوبارہ جماع کا ارادہ کرتا ہے تو دوبارہ جماع سے پہلے وضو کرنے کا حکم استحباب کے لئے ہے اگر کوئی شخص دوبارہ جماع کرنے سے پہلے وضو نہیں کرتا ہے تو وہ گناہ گار نہیں کہلائے گا کیونکہ حدیث نمبر دو کے مطابق دوبارہ جماع سے پہلے وضو انسان میں چستی اور فرحت کا باعث ہے لہذا وضو کرنا مستحب اور افضل ہے۔ واللہ اعلم

3۔ جماع کے بعد سونے سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے

اس مسئلے میں ہمیں دونوں طرح کی احادیث ملتی ہیں یعنی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حالتِ جنابت میں وضو فرمایا پھر سوئے اور دوسری طرف یہ حدیث بھی ملتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر وضو کے سو گئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنبی ہوتے تو سونے سے پہلے وضو فرما لیتے

پہلی حدیث: (حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ فَرْجَهُ وَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ))

"کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کی حالت میں ہوتے اور سونے کا ارادہ کرتے تو شرمگاہ کو دھو لیتے اور نماز کی طرح وضو کرتے۔"

(صحیح البخاری، کتاب الغسل، بَابُ الْجُنُبِ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَنَامُ- اس بارے میں کہ جنبی پہلے وضو کر لے پھر سوئے، حدیث نمبر :288۔ وصحیح مسلم:305[700]۔ وسنن ابوداود:222۔ وسنن النسائی:259۔ وسنن ابن ماجہ:593)

دوسری حدیث: (حدیثِ ابن عمر رضی اللہ عنہما)

عبید اللہ نے نافع رحمہ اللہ سے، انہوں نے سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی کہ سیدنا عمر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:

((يَا رَسُولَ اللهِ، أَيَرْقُدُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِذَا تَوَضَّأَ))

"اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم میں سے کوئی جنابت کی حالت میں ہو تو کیا وہ (اسی

طرح)سو سکتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں، جب وضو کر لے۔"

(صحیح مسلم، کتاب الحیض، بَابُ جَوَازِ نَوْمِ الْجُنُبِ وَاسْتِحْبَابِ الْوُضُوءِ لَهُ وَغَسْلِ الْفَرْجِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ أَوْ يَنَامَ أَوْ يُجَامِعَ- جنبی کے سونے کا جواز اور اس کے لئے شرمگاہ کا دھونا اور وضو کرنا مستحب ہے جب وہ کھانے، پینے، سونے، یا جماع کرنے کا ارادہ کرے، حدیث نمبر 306:[702]۔وسنن ابوداود:221۔وسنن الترمذی:120۔وسنن النسائی:261۔وسنن ابن ماجہ:585)

صحیح البخاری کی حدیث:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا سیدنا عمر نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ رات میں انہیں غسل کی ضرورت ہو جایا کرتی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

((تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ، ثُمَّ نَمْ))

کہ وضو کر لیا کرو اور شرمگاہ کو دھو کر سو جایا کرو۔

(صحیح البخاری، کتاب الغسل، بَابُ الْجُنُبِ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَنَامُ-اس بارے میں کہ جنبی پہلے وضو کر لے پھر سوئے، حدیث نمبر :290۔ موطا مالک[روایۃ یحییٰ]، حدیث نمبر :105۔والتمہید:17/33۔والاستذکار:90)

4۔ جنبی کا بغیر وضو سونا

حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ:" كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنَامُ وَهُوَ

جُنُبٌ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَمَسَّ مَاءً"، قَالَ أَبُو دَاوُد: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْوَاسِطِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ هَارُونَ، يَقُولُ هَذَا الْحَدِيثُ وَهْمٌ يَعْنِي حَدِيثَ أَبِي إِسْحَاقَ))

کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) جنابت کی حالت میں (کبھی کبھی) پانی کو ہاتھ لگائے بغیر ہی سو جاتے تھے۔

امام ابوداود (رحمہ اللہ) کہتے ہیں: ہم سے حسن بن علی واسطی نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں نے یزید بن ہارون کو کہتے سنا کہ یہ حدیث یعنی ابواسحاق کی حدیث وہم ہے۔

(سنن ابوداود، کتاب الطہارۃ، بَابُ فِي الْجُنُبِ يُؤَخِّرُ الْغُسْلَ - جنبی نہانے میں دیر کرے اس کے حکم کا بیان، شیخ البانی (رحمہ اللہ) نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

نوٹ: امام ابن العربی (رحمہ اللہ) کی تصریح کے مطابق یہ وہم ایک طویل حدیث کے اختصار میں واقع ہوا ہے، ورنہ اصل معنی صحیح ہے، یعنی کبھی کبھی بیان جواز کے لئے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نہ غسل کیا نہ ہی وضو

جماع کے کچھ گھنٹوں بعد غسل جنابت کرنا اور غسل نہ کرنے کی صورت میں وضو کرنا

عبد اللہ بن ابی قیس (عبد اللہ بن عفیف نصری) (رحمہ اللہ) کہتے ہیں کہ انہوں نے ام المومنین سیدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وتر کے بارے میں سوال کیا..... پھر آگے حدیث بیان کی کہ میں نے پوچھا:

((كَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ فِي الْجَنَابَةِ، أَكَانَ يَغْتَسِلُ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ، أَمْ يَنَامُ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ؟ قَالَتْ: كُلُّ ذَلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ، رُبَّمَا اغْتَسَلَ، فَنَامَ، وَرُبَّمَا تَوَضَّأَ، فَنَامَ، قُلْتُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً))."

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) جنابت کی صورت میں کیا کرتے تھے؟ کیا سونے سے پہلے غسل فرماتے تھے یا غسل سے پہلے سو جاتے تھے؟ ام المومنین سیدہ عائشہ نے جواب دیا: آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان

دونوں چیزوں کو اختیار کیا ہے، بسا اوقات نہا کر سوتے اور بسا اوقات وضو کر کے سو جاتے،
میں نے کہا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے (دین کے) معاملے میں وسعت رکھی ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الحیض، بَابُ جَوَازِ نَوْمِ الْجُنُبِ وَاسْتِحْبَابِ الْوُضُوءِ لَهُ وَغَسْلِ الْفَرْجِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ أَوْ يَنَامَ أَوْ يُجَامِعَ - جنبی کے سونے کا جواز اور اس کے لئے شرمگاہ کا دھونا اور وضو کرنا مستحب ہے جب وہ کھانے، پینے، سونے، یا جماع کرنے کا ارادہ کرے، حدیث نمبر :307[705]۔ وسنن الترمذی:18۔ وسنن ابوداود:226۔ وسنن النسائی:404۔ وسنن ابن ماجہ:581)

جس گھر میں جنبی ہو اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے؟

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُجَيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ، وَلَا كَلْبٌ، وَلَا جُنُبٌ))

"فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو، یا کتا ہو، یا جنبی ہو"۔

(سنن ابوداود، کتاب الطہارۃ، بَابُ فِي الْجُنُبِ يُؤَخِّرُ الْغُسْلَ - جنبی نہانے میں دیر کرے اس کے حکم کا بیان، حدیث نمبر:227، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی سند کو ضعیف کہا ہے،" قال الشيخ الألباني: صحيح ق دون قوله ولا جنب" اس کے راوی "نجی" اور ان کا اضافہ " ولا جنب" ہی ضعیف ہے، ورنہ اس کے سوا باقی ٹکڑے صحیحین میں دیگر صحابہ سے مروی ہیں۔
تخريج الحديث: "سنن النسائی/الطهارة168(262)، والصيد11(4286)، سنن ابن ماجه/اللباس44(3650)، (تحفة الأشراف: ١٠٢٩١)، وقد أخرجه: مسند

احمد(1/104،83)،سنن الدارمی/ الاستئذان34(2705)،ويأتي عند المؤلف فی اللباس برقم(4152)(ضعیف)" نجی راوی لین الحدیث ہیں۔

وله دون قوله: "ولا جنب" شاهد من حديث أبي طلحة عند البخاري(3225)، ومسلم(2106).وآخر من حديث عائشة عند مسلم(2104).وثالث من حديث ميمونة عند مسلم(2105)،وسيأتی برقم(4157) ۔

نوٹ: بعض علمائے کرام یہ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن نجی کو جمہور علماء نے ثقہ اور مقبول کہا ہے لہذا اس حدیث کی سند "حسن" ہے۔

اس حدیث کے تحقیق میں الشیخ شعیب ارنووط رحمہ اللہ کہتے ہیں:(مسند احمد:2/65،حدیث نمبر:632،مؤسسۃ الرسالۃ)(حسن لغيره دون ذكر الجنب، وهذا إسناد ضعيف، نجي- وهو الحضرمي الكوفي- لم يرو عنه غير ابنه عبد الله، وذكره ابن حبان في "الثقات"، وقال: لا يعجبني الاحتجاجُ بخبره إذا انفرد، وباقي رجاله ثقات رجال الشيخين غير عبد الله بن نجي فقد روى له أبو داود والنسائي وابن ماجه، وهو مختلف فيه، وقد تقدم الكلام عليه عند رقم [570] ، وانظر(([608])

نوٹ: اس حدیث میں فرشتوں کا ذکر آیا ہے ان سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں اس سے ملک الموت اور کراما کاتبین مراد نہیں ہیں جیسا کہ علامہ مبارکپوری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

((قَوْلُهُ : (لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ) أَيْ : مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ ، لَا الْحَفَظَةُ ، وَمَلَائِكَةُ الْمَوْتِ))

(تحفۃ الاحوذی:2/72)

علمائے کرام کے اقوال

اس مسئلے کے بارے میں علمائے کرام کے اقوال:

سید التابعی سعید ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ قَالَ: "إِنْ شَاءَ الْجُنُبُ نَامَ قَبْلَ أَنْ يَتَوَضَّأَ"))

"اگر جنبی بغیر وضو سونا چاہے تو سو سکتا ہے"۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: 2/134، کتاب الطہارۃ، "في الجنب يريد أن يأكل أو ينام"، حدیث نمبر: 672، الناشر: دار الکنوز، اشبیلیا، ریاض)

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هَذَا ، وَمِمَّنْ ذَهَبَ إِلَيْهِ ، أَبُو يُوسُف ، فَقَالُوا: لَا نَرَى بَأْسًا أَنْ يَنَامَ الْجُنُبُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَتَوَضَّأَ، لِأَنَّ التَّوَضُّؤَ لَا يُخْرِجُهُ مِنْ حَالِ الْجَنَابَةِ إِلَى حَالِ الطَّهَارَةِ . وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ ، فَقَالُوا: يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ))

علمائے کرام کی جماعت کا یہ موقف ہے اس میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں اس جماعت کا یہ کہنا ہے کہ اگر کوئی شخص حالتِ جنابت میں سو جاتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ اگر وہ وضو کر بھی لے تب بھی وہ جنابت سے طاہر کی طرف نہیں آتا یعنی طاہر نہیں کہلواتا (یعنی کہ وضو کر لینے سے جنابت دور نہیں ہوتی جنابت دور کرنے کے لئے غسل لازم ہے)، علمائے کرام کی دوسری جماعت نے اس بات سے اختلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ بہتر یہی ہے کہ حالتِ جنابت میں سونے سے پہلے وہ اسی طرح وضو کرے جیسے نماز کے لیے کیا جاتا ہے۔

(شرح معانی الآثار للطحاوی: 1/125، کتاب الطہارۃ "باب الجنب يريد النوم أو الأكل أو الشرب أو الجماع"، الناشر: عالم الکتب)

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وَإِنْ ثَبَتَ الْحَدِيثُ، فَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ أَحْيَانًا لِيَدُلَّ عَلَى الرُّخْصَةِ، وَكَانَ يَتَوَضَّأُ فِي أَغْلَبِ أَحْوَالِهِ لِيَدُلَّ عَلَى الْفَضِيلَةِ))

اگر یہ حدیث ثابت ہے تو اس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح کا عمل کبھی کبھی کیا کرتے تھے تاکہ امت کو یہ بھی معلوم ہو جائے کہ اس میں وضو کی رخصت بھی ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر و بیشتر اوقات میں حالتِ جنابت میں وضو فرمایا کرتے تھے اور یہ فضیلت کی بات ہے۔

(شرح السنۃ للبغوی: 2/36، کتاب الطہارۃ، "باب الجنب إذا أراد النوم أو العود أو الأكل توضأ"، الناشر: المکتب الاسلامی-دمشق، بیروت)

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((قَوْلُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلم: "توضأ واغسل ذكرك" أمرا ندب ا وَقَوْلُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ثُمَّ من" إِبَاحَةٍ وَلَيْسَ فِي قَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ" دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الْمَنِيَّ نَجِسٌ لِأَنَّ الْأَمْرَ بِغَسْلِ الذَّكَرِ إِنَّمَا أَمْرٌ لِأَنَّ الْمَرْءَ قَلَّمَا يَطَأُ إِلَّا وَيُلَاقِي ذَكَرُهُ شَيْئًا نَجِسًا فَإِنْ تَعَرَّى عَنْ هَذَا فَلَا يَكَادُ يَخْلُو مِنَ الْبَوْلِ قَبْلَ الِاغْتِسَالِ فَمِنْ أجل ملاقاة النجاسة))

نبی کریم ﷺ کا یہ ارشادِ مبارک ہے کہ "تم اپنی شرمگاہ کو دھولو اور وضو کرلو" دراصل یہ دونوں حکم بطورِ استحباب کے ہیں پھر نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد "اس کے بعد تم سو جاؤ" سونے کا حکم بطورِ اباحت ہے۔

(الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان:4/15، کتاب الطہارۃ، "أحكام الجنب ذكر الإخبار عما يعمل الجنب إذا أراد النوم قبل الاغتسال"، الناشر: مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

امام بیہقی رحمہ اللہ کا قول:

((وَقَالَ الثَّوْرِيُّ وَشُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ: اغْسِلْ ذَكَرَكَ وَتَوَضَّأْ))

اور سفیان الثوری رحمہ اللہ، شعبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن دینار رحمہ اللہ اس حدیث کے بابت کہتے ہیں کہ (جنبی شخص) اپنی شرمگاہ کو دھوئے اور وضو کرے (پھر اس کے بعد وہ سو سکتا ہے)۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی:1/307، کتاب الطہارۃ، "باب الجنب يريد النوم فيغسل فرجه ويتوضأ وضوءه للصلاة، ثم ينام"، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

خلاصۂ کلام

اس حدیث کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف کہا ہے لہذا جنبی شخص کے بارے میں یہ کہنا کہ اس کی وجہ سے فرشتے گھر میں داخل نہیں ہوتے تو یہ بات غلط ہے اور اگر اس حدیث کی سند کو حسن (یا حسن لغیرہ) مان لیا جائے تو اس کا یہ معنی ہو گا کہ اگر کوئی شخص جنابت کی حالت میں بہت زیادہ وقت گزارتا ہے بہت زیادہ دیر تک بغیر غسل کے رہتا ہے سستی اور کاہلی کا مظاہرہ کرتا ہے اور اس کی وجہ سے اس کی نمازیں بھی چھوٹ جاتی ہیں تو ایسے شخص کے لئے یہی کہا جائے گا کہ جنابت کی حالت میں زیادہ دیر تک رہنا صحیح

نہیں ہے اسی بنیاد پر یہ حکم دیا گیا کہ کم از کم سونے پہلے وضو کر لیں البتہ وہ حدیث بھی ضعیف ہے جس کے راوی سیدنا شداد بن اوس ہیں وہ کہتے ہیں:

((حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ، قَالَ: "إِذَا أَجْنَبَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ، ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَنَامَ فَلْيَتَوَضَّأْ، فَإِنَّهُ نِصْفُ الْجَنَابَةِ"))

ابو قلابہ کہتے ہیں کہ سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر کوئی شخص رات کو جنابت کی حالت میں ہو اور اگر وہ سونا چاہے تو اس کو چاہئے کہ وہ وضو کر لے اس سے اس کو آدھی طہارت حاصل ہو جائے گی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ:133/2، کتاب الطہارۃ ،" في الجنب يريد أن يأكل أو ينام" رقم:668، سعد بن ناصر بن عبد العزیز ابو حبیب الشثری رحمہ اللہ کہتے ہیں:" منقطع؛ أبو قلابة لا يروى عن شداد، انظر: مسند أحمد124/5("[17178]")

علمائے کرام کہتے ہیں کہ اس حکم میں وسعت رکھی گئی ہے اسی لئے اس کو واجب قرار نہیں دیا لہذا یہ عمل مستحب شمار کیا جاتا ہے چنانچہ بہترین طریقہ یہ ہے کہ جنابت کی حالت میں سونے سے پہلے وضو کرنا افضل ہے، یہ حکم اس وقت ہے جب کوئی جنابت کے بعد غسل نہ کر سکے تو کم از کم نماز جیسا وضو کر لے۔ واللہ اعلم

5۔حالتِ جنابت میں کھانے پینے سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا كَانَ جُنُبًا، فَأَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ، أَوْ يَنَامَ، تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ))

کہ رسول اللہ ﷺ جب حالت جنابت میں ہوتے اور کھانا یا سونا چاہتے تو نماز کے وضو کی طرح وضو کر لیتے تھے۔

(صحیح مسلم، کتاب الحیض، بَابُ جَوَازِ نَوْمِ الْجُنُبِ وَاسْتِحْبَابِ الْوُضُوءِ لَهُ وَغَسْلِ الْفَرْجِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ أَوْ يَنَامَ أَوْ يُجَامِعَ - جنبی کے سونے کا جواز اور اس کے لئے شرمگاہ کا دھونا اور وضو کرنا مستحب ہے جب وہ کھانے، پینے، سونے، یا جماع کرنے کا ارادہ کرے، حدیث نمبر :305[700]۔ وسنن ابوداود:224۔ وسنن النسائی:256۔ وسنن ابن ماجہ:593)

6۔ وضو کے بجائے صرف ہاتھ دھولینا بھی کافی ہے

حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ" إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ غَسَلَ يَدَيْهِ"))

"کہ رسول اللہ ﷺ جب جنابت کی حالت میں سونے کا ارادہ کرتے تو وضو کرتے، اور جب کھانے کا ارادہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ دھولیتے۔"

(سنن النسائی، کتاب الغسل، باب:اقْتِصَارِ الْجُنُبِ عَلَى غَسْلِ يَدَيْهِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ- جنبی جب کھانے کا ارادہ کرے تو اس کے صرف دونوں ہاتھ دھونے پر اکتفا کرنے کا بیان، حدیث نمبر :256، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے ۔ تخريج الحديث: "صحيح مسلم/الحيض6[305]،سنن ابی داود/الطهارة88[223]،سنن ابن ماجه/فيه99 [584]، 104 [593]، [تحفة الأشراف: 17769]، وقد أخرجه: صحيح البخاری/الغسل25 [286]، 27 [288]،مسند احمد6/36، 102، 200، 279، سنن الدارمی/الطهارة73[784]،ويأتي عند المؤلف بأرقام:258، 259[صحيح]")

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ، قَالَتْ: غَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَأْكُلُ أَوْ يَشْرَبُ.")

"کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا ارادہ کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنبی ہوتے تو وضو کرتے، اور جب کھانے یا پینے کا ارادہ کرتے، تو اپنے دونوں ہاتھ دھوتے پھر کھاتے یا پیتے۔"

(سنن النسائی، ابواب: جن چیزوں سے غسل واجب ہو جاتا ہے اور جن سے نہیں ہوتا، اقْتِصَارِ الْجُنُبِ عَلَى غَسْلِ يَدَيْهِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ - جنبی جب پینے کا ارادہ کرے تو اس کے اپنے دونوں ہاتھ دھونے پر اکتفا کرنے کا بیان، حدیث نمبر: 258، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

امام ابو داود سجستانی رحمہ اللہ کا قول:

امام ابو داود رحمہ اللہ سنن ابو داود کی حدیث کے بارے میں کہتے ہیں:

((حَدَّثَنَا، مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، زَادَ: وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ وَهُوَ جُنُبٌ، غَسَلَ يَدَيْهِ، قَالَ أَبُو دَاوُد: وَرَوَاهُ ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، فَجَعَلَ قِصَّةَ الْأَكْلِ قَوْلَ عَائِشَةَ مَقْصُورًا، وَرَوَاهُ صَالِحُ بْنُ أَبِي الْأَخْضَرِ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، كَمَا قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ، إِلَّا أَنَّهُ، قَالَ: عَنْ عُرْوَةَ، أَوْ أَبِي سَلَمَةَ، وَرَوَاهُ الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

كَمَا قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ))

"اس سند سے بھی زہری رحمہ اللہ سے اسی مفہوم کی حدیث مروی ہے، البتہ اس میں اتنا اضافہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانے کا ارادہ کرتے اور جنبی ہوتے، تو اپنے ہاتھ دھوتے۔"

"اس روایت کو ابن وہب رحمہ اللہ نے بھی یونس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے، اور کھانے کے تذکرہ کو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول قرار دیا ہے، نیز اسے صالح بن ابی الاخضر رحمہ اللہ نے بھی زہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے، جیسے ابن مبارک رحمہ اللہ نے کیا ہے، مگر اس میں "عَنْ عُرْوَةَ، أَوْ أَبِي سَلَمَةَ" (شک کے ساتھ) ہے نیز اسے اوزاعی رحمہ اللہ نے بھی یونس رحمہ اللہ سے، یونس رحمہ اللہ نے زہری رحمہ اللہ سے، اور زہری رحمہ اللہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً روایت کیا ہے، جیسے ابن مبارک رحمہ اللہ نے کیا ہے۔"

(سنن ابوداود، کتاب الطہارۃ، بَابُ الْجُنُبِ يَأْكُلُ - جنبی کھانا کھائے تو کیا کرے؟، حدیث نمبر :223، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے بھی امام ابوداود رحمہ اللہ کے اس قول کو نقل کیا ہے:

امام بیہقی رحمہ اللہ کا قول:

((وَأَخْبَرَنَاهُ أَبُو عَلِيٍّ الرُّوذْبَارِيُّ، ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ دَاسَةَ، ثنا أَبُو دَاوُدَ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ، فَذَكَرَهُ بِإِسْنَادِهِ وَقَالَ: " غَسَلَ يَدَيْهِ " قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ، فَجَعَلَ قِصَّةَ الْأَكْلِ قَوْلَ عَائِشَةَ مَقْصُورًا. قَالَ الشَّيْخُ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ))

محمد بن صباح بزار نے اسی سند سے اس روایت کو نقل کیا ہے " آپ صلی اللہ علیہ وسلم (حالت جنابت میں کھانے کا ارادہ فرماتے تو) اپنے ہاتھوں کو دھوتے "، امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن وہب رحمہ اللہ نے اس حدیث کو یونس رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے جس میں کھانے کے الفاظ

مذکور ہیں یہ الفاظ ام المومنین سیدہ عائشہ کے الفاظ ہیں، (امام بیہقی رحمہ اللہ کہتے ہیں) شیخ نے کہا کہ یہ حدیث لیث بن سعد رحمہ اللہ نے زہری رحمہ اللہ سے نقل کی ہے۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی:1/312، کتاب الطہارۃ، "باب الجنب یرید الأكل"، حدیث نمبر :980، دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام طحاوی رحمہ اللہ کا قول:

((أَنَّ فَهْدًا حَدَّثَنَا قَالَ: أَخْبَرَنِي سُحَيْمٌ الْحَرَّانِيُّ ، قَالَ: ثنا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ، قَالَ: ثنا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ الْأَيْلِيُّ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عُرْوَةَ ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: «كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ كَفَّيْهِ» فَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ مَا ذَكَرْنَا ، وَرُوِيَ عَنْهَا خِلَافُ ذَلِكَ أَيْضًا مِمَّا رَوَيْنَا عَنْهَا أَنَّهُ كَانَ يَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ، فَلَمَّا تَضَادَّ ذَلِكَ ، احْتَمَلَ عِنْدَنَا ، وَاللهُ أَعْلَمُ أَنْ يَكُونَ وُضُوءُهُ حِينَ كَانَ يَتَوَضَّأُ فِي الْوَقْتِ الَّذِي قَدْ ذَكَرْنَاهُ فِي غَيْرِ هَذَا الْبَابِ أَنَّهُ كَانَ إِذَا رَأَى الْمَاءَ لَمْ يَتَكَلَّمْ ، فَكَانَ يَتَوَضَّأُ لِيَتَكَلَّمَ فَيُسَمِّي وَيَأْكُلُ ثُمَّ نَسَخَ ذَلِكَ ، فَغَسَلَ كَفَّيْهِ لِلتَّنْظِيفِ ، وَتَرَكَ الْوُضُوءَ. وَكَذَلِكَ وُضُوءُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ النَّوْمِ ، يَحْتَمِلُ أَنَّهُ كَانَ يَفْعَلُهُ أَيْضًا لِيَنَامَ عَلَى ذِكْرٍ ، ثُمَّ نَسَخَ ذَلِكَ ، فَأُبِيحَ لِلْجُنُبِ ذِكْرُ اللهِ ، فَارْتَفَعَ الْمَعْنَى الَّذِي لَهُ تَوَضَّأَ. وَقَدْ رَوَيْنَا فِي غَيْرِ مَوْضِعٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ فَقِيلَ لَهُ: أَلَا تَتَوَضَّأُ؟ فَقَالَ: «أُرِيدُ الصَّلَاةَ فَأَتَوَضَّأُ» ، فَأَخْبَرَ أَنَّهُ لَا يَتَوَضَّأُ إِلَّا لِلصَّلَاةِ. فَفِي ذَلِكَ أَيْضًا نَفْيُ الْوُضُوءِ عَنِ الْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ النَّوْمَ أَوِ الْأَكْلَ أَوِ الشُّرْبَ. وَمِمَّا يَدُلُّ عَلَى نَسْخِ ذَلِكَ أَيْضًا))

عروہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب حالتِ جنابت میں کچھ کھانے کا ارادہ فرماتے تو اپنے ہاتھ کو دھولے تے، جس حدیث کو ہم نے بیان کیا ہے وہ حدیث ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اور اس حدیث کے خلاف جو ایک اور حدیث ہے وہ حدیث بھی ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے مروی ہے اس حدیث کے یہ الفاظ ہیں کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز والا وضو فرماتے "لہذا یہ دونوں احادیث ایک دوسرے کے خلاف ہیں چنانچہ اس مسئلے میں احتمال پایا جاتا ہے مزید یہ کہ وضو والی حدیث اس زمانے کی ہے جس زمانے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر پانی دستیاب ہو جاتا تو کسی سے بات کرنے کے لئے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے وضو کر لیا کرتے تھے اور بسم اللہ پڑھ کر کھاتے بعد میں یہ حکم منسوخ کر دیا گیا اس حکم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو ترک فرمادیا اور صرف اپنے ہاتھوں کو دھونے پر اکتفا فرمایا پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سونا چاہتے تو اس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی عمل ہوتا اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ کے ذکر کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوئیں پھر یہ حکم بھی منسوخ قرار پایا اور جنابت کی حالت میں بھی اللہ کے ذکر کی اجازت دی گئی لہذا اس سے وہ مقصد ختم ہو گیا جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرمایا کرتے تھے اس دلیل کے لئے ایک اور حدیث سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء سے فارغ ہو کر باہر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وضو کے پانی کے لئے پوچھا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب مجھے نماز کا ارادہ ہو گا تو میں وضو کر لوں گا لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات سے یہ واضح ہو گیا کہ وضو نماز کے لئے ہے اور جو جنابت کی حالت میں ہو اس کے لئے وضو کی ضرورت نہیں لہذا یہی دلیل سونے، کھانے اور پینے کے لیے بھی دلالت کرتی ہے لہذا حالتِ جنابت میں سونے کھانے اور پینے کے لئے وضو کا حکم منسوخ ہے جیسا کہ آپ بیت الخلاء سے نکلنے کے بعد فرمایا تھا۔

(شرح معانی الآثار للطحاوی: 1/128، کتاب الطهارة "باب الجنب يريد النوم أو الأكل أو الشرب أو الجماع"، الناشر: عالم الكتب)

خلاصہ کلام

حالتِ جنابت میں کھانے اور پینے سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے علمائے کرام کہتے ہیں کہ اس مسئلے میں بھی وسعت رکھی گئی ہے لہذا کوئی شخص وضو نہیں کرکے صرف ہاتھ دھولیتا ہے تو یہ بھی کافی ہے البتہ اس موقع پر وضو مستحب شمار کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

7۔ غسل سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے

عمومی طور پر غسل میں تمام غسل شامل ہیں مثلاً: غسل جنابت، غسل حیض ونفاس اور جمع کا غسل عام طور پر ہر غسل سے پہلے وضو کرنے کے بارے میں علمائے کرام مختلف اقوال ہیں بعض غسل سے پہلے وضو کرنے کو مستحب کہتے ہیں بعض سنت کہتے ہیں بعض اس وضو کو فرض میں بھی شمار کرتے ہیں اس کی تمام تفصیل نیز مباحث ہم "کتاب الغسل" میں بیان کریں گے ان شاء اللہ یہاں پر مستحباتِ وضو کے ضمن میں چند باتیں ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی حدیث: (حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ، ثُمَّ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يُدْخِلُ أَصَابِعَهُ فِي الْمَاءِ فَيُخَلِّلُ بِهَا أُصُولَ شَعَرِهِ، ثُمَّ يَصُبُّ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ غُرَفٍ بِيَدَيْهِ، ثُمَّ يُفِيضُ الْمَاءَ عَلَى جِلْدِهِ كُلِّهِ))

"کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوتے پھر

اسی طرح وضو کرتے جیسا نماز کے لیے آپ ﷺ وضو کیا کرتے تھے، پھر پانی میں اپنی انگلیاں داخل فرماتے اور ان سے بالوں کی جڑوں کا خلال کرتے، پھر اپنے ہاتھوں سے تین چلو سر پر ڈالتے پھر تمام بدن پر پانی بہا لیتے۔"

(صحیح البخاری، کتاب الغسل، بَابُ الْوُضُوءِ قَبْلَ الْغُسْلِ- اس بارے میں کہ غسل سے پہلے وضو کر لینا چاہیے، حدیث نمبر :248۔ وصحیح مسلم:316[721]۔ وسنن الترمذی:104۔ وسنن ابوداود:243۔ وسنن النسائی:420۔ وسنن ابن ماجہ:574)

دوسری حدیث: (حدیثِ ابن عباس رضی اللہ عنہما)

سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

((سَتَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ، ثُمَّ صَبَّ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَغَسَلَ فَرْجَهُ وَمَا أَصَابَهُ، ثُمَّ مَسَحَ بِيَدِهِ عَلَى الْحَائِطِ أَوِ الْأَرْضِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ غَيْرَ رِجْلَيْهِ، ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى جَسَدِهِ الْمَاءَ، ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ"، تَابَعَهُ أَبُو عَوَانَةَ، وَابْنُ فُضَيْلٍ فِي السَّتْرِ))

کہ جب نبی کریم ﷺ غسل جنابت فرما رہے تھے میں نے آپ ﷺ کا پردہ کیا تھا، تو آپ ﷺ نے پہلے اپنے ہاتھ دھوئے، پھر داہنے ہاتھ سے بائیں پر پانی بہایا اور شرمگاہ دھوئی اور جو کچھ اس میں لگ گیا تھا اسے دھویا پھر ہاتھ کو زمین یا دیوار پر رگڑ کر (دھویا) پھر نماز کی طرح وضو کیا، پاؤں کے علاوہ، پھر پانی اپنے سارے بدن پر بہایا اور اس جگہ سے ہٹ کر دونوں قدموں کو دھویا، اس حدیث میں ابوعوانہ اور محمد بن فضیل نے بھی پردے کا ذکر کیا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الغسل، بَابُ التَّسَتُّرِ فِي الْغُسْلِ عِنْدَ النَّاسِ- اس بیان میں کہ لوگوں میں نہاتے وقت پردہ کرنا ضروری ہے، حدیث نمبر :281۔ وصحیح مسلم:317 [722]۔ وسنن الترمذی:103۔ وسنن ابوداود:245۔ وسنن النسائی:428۔ وسنن ابن ماجہ:537)

علمائے کرام کے اقوال

غسل سے پہلے وضو کے بارے میں علمائے کرام کے اقوال

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں؛ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کتاب الام میں کہتے ہیں:

((فَرَضَ اللّٰهُ تَعَالَى الْغُسْلَ مُطْلَقًا لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ شَيْئًا يَبْدَأُ بِهِ قَبْلَ شَيْءٍ، فَكَيْفَمَا جَاءَ بِهِ الْمُغْتَسِلُ أَجْزَأَهُ إِذَا أَتَى بِغَسْلِ جَمِيعِ بَدَنِهِ. وَالِاخْتِيَارُ فِي الْغُسْلِ مَا رَوَتْ عَائِشَةُ، ثُمَّ رَوَى حَدِيثَ الْبَابِ عَنْ مَالِكٍ بِسَنَدِهِ، وَهُوَ فِي الْمُوَطَّأِ كَذٰلِكَ، قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ: هُوَ مِنْ أَحْسَنِ حَدِيثٍ رُوِيَ فِي ذٰلِكَ))

یعنی کہ مطلقاً غسل کو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں فرض قرار دیا ہے چنانچہ غسل کی شروعات وضو سے کی جائے اس کا ذکر نہیں ہے، لہذا جس طرح سے بھی غسل کر لیا جائے جس سے تمام بدن پاک وصاف ہو جائے تو ایسا غسل پاکی حاصل کرنے کے لئے کافی ہے اور اس مسئلے میں وہی طریقہ اختیار کیا جائے گا جس کو ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے پھر اس مسئلے میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے جو روایت نقل کی ہے اس کو بیان کیا گیا ہے جو موطا امام مالک میں موجود ہے، امام عبد البر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث اس بابت بیان کی گئی تمام احادیث میں سب سے بہترین حدیث ہے۔

((وَنَقَلَ ابْنُ بَطَّالٍ الْإِجْمَاعَ عَلَى أَنَّ الْوُضُوءَ لَا يَجِبُ مَعَ الْغُسْلِ، وَهُوَ مَرْدُودٌ، فَقَدْ ذَهَبَ جَمَاعَةٌ مِنْهُمْ أَبُو ثَوْرٍ، وَدَاوُدُ وَغَيْرُهُمَا إِلَى أَنَّ الْغُسْلَ لَا يَنُوبُ عَنِ الْوُضُوءِ لِلْمُحْدِثِ))

امام ابن بطال رحمہ اللہ نے یہ بات نقل کی ہے وہ کہتے ہیں کہ اس بات پر اجماع ہے کہ غسل سے پہلے وضو کرنا فرض نہیں ہے لیکن ان کا یہ اجماع کا دعوی مردود ہے کیونکہ علماء کی ایک جماعت جس میں ابو ثور اور داود وغیرہ نے کہا (غسل سے پہلے وضو کرنا ضروری ہے) جنبی کے لیے صرف غسل وضو کا نائب نہیں ہو سکتا، یعنی صرف غسل کر لیا جائے وضو نا کیا جائے یہ کافی نہیں

(فتح الباری لابن حجر عسقلانی: 1/361، کتاب الغسل، باب الوضوء قبل الغسل، الناشر: مکتبۃ السلفیۃ، مصر)

ملا علی القاری رحمہ اللہ کا قول:

((وَالْوُضُوءَ قَبْلَ الْغُسْلِ اخْتُلِفَ فِيهِ، فَأَوْجَبَهُ دَاوُدُ مُطْلَقًا وَقَوْمٌ إِذَا كَانَ مُحْدِثًا، أَوْ كَانَ الْفِعْلُ مِمَّا يُوجِبُ الْجَنَابَةَ وَالْحَدَثَ، وَمَنْصُوصُ الشَّافِعِيِّ أَنَّ الْوُضُوءَ يَدْخُلُ فِي الْغُسْلِ فَيُجْزِئُهُ لَهُمَا، وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ))

غسل سے پہلے وضو کرنے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے امام داود ظاہری رحمہ اللہ غسل سے پہلے وضو کرنے کو مطلقاً واجب قرار دیتے ہیں ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ ناپاکی کی حالت اگر جنابت اور حدث کی وجہ سے ہو تو غسل سے پہلے وضو کرنا واجب ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے کہ غسل میں وضو بھی شامل ہے لہذا یہ ان کے لئے کافی ہے یہی قول امام مالک رحمہ اللہ کا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح لملا علی القاری: 2/425، کتاب الطہارۃ، باب الغسل، الناشر: دار الفکر، بیروت)

شیخ بن باز رحمہ اللہ کا قول:

((ج: إذا كان الغسل عن الجنابة، ونوى المغتسل الحدثين: الأصغر

والأكبر أجزأ عنهما، ولكن الأفضل أن يستنجي ثم يتوضأ ثم يكمل غسله؛ اقتداء بالنبي صلى الله عليه وسلم، وهكذا الحائض والنفساء في الحكم المذكور))

"اگر غسل جنابت کے سبب کرتا ہو اور غسل کرنے والا شخص چھوٹی اور بڑی نجاست کو دور کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو دونوں کے لیے غسل کافی ہے، لیکن اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ اپنی شرمگاہ کو دھوئے، پھر وضو کرے، پھر غسل مکمل کرے نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل کرنا افضل ہے، یہی حکم حیض اور نفاس کے بعد عورتوں پر بھی لاگو ہوتا ہے۔

(مجموع فتاوی ومقالات متنوعۃ لابن باز:10/173،" باب الغسل، الغسل من الجنابة وغيرها هل يجزئ عن الوضوء "الناشر: رئاسۃ ادارۃ البحوث العلمیۃ والافتاء بالمملکۃ العربیۃ السعودیۃ)

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کا قول:

((إذا اغتسل بنية الوضوء ولم يتوضأ فإنه لا يجزئه عن الوضوء إلا إذا كان عن جنابة، فإن كان عن جنابة فلا بأس الغسل يكفي عن الوضوء لقول الله تبارك وتعالى: ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُباً فَاطَّهَّرُوا﴾ [المائدة:6] ولم يذكر وضوءاً، أما إذا كان اغتسل للتبرد أو لغسل الجمعة أو لغسل مستحب فإنه لا يجزئه؛ لأن غسله ليس عن حدث، والقاعدة إذاً: إذا كان الغسل عن حدث -أي: عن جنابة- أو امرأة عن حيض أجزأ عنه الوضوء وإلا فإنه لا يجزئ))

"اگر وضو کی نیت سے غسل کرے، اور وضو نہ کرے تو اسکا یہ غسل وضو سے کفایت نہیں کریگا، البتہ اس میں یہ ہے کہ غسل جنابت ہو تو وضو کرنے کی ضرورت نہیں رہتی؛ کیونکہ

اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُباً فَاطَّهَّرُوا﴾ (سورۃ المائدۃ:6) اور اگر تم جنبی ہو تو غسل کر لو، یہاں پر اللہ تعالی نے وضو کرنے کا حکم نہیں دیا، اور اگر گرمی سے بچنے کیلئے یا جمعہ کے دن کا مستحب غسل تھا تو الگ سے وضو کرنا پڑے گا، کیونکہ یہ غسل کسی ناپاکی کو دور کرنے کیلئے نہیں ہے، اور قاعدہ یہ ہے کہ اگر غسل جنابت، حیض، وغیرہ کی وجہ سے ہو تو یہ غسل وضو سے کفایت کر جائے گا، اور وضو کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی، اور اگر غسل واجب نہیں ہے تو پھر وضو کرنا پڑے گا۔

(لقاء الباب المفتوح لابن العثیمین:20/109، "لقاء نمبر:109، سوال نمبر:14"-"الاغتسال بنية الوضوء لا يجزئ إلا إذا كان عن جنابة"، مصدر الكتاب :دروس صوتية قام بتفريغها موقع الشبكة الإسلامية)

خلاصۂ کلام

غسل سے پہلے وضو کے مسئلے میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ یہ کہتے ہیں کہ غسل سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے اور امام مالک رحمہ اللہ اور امام داود ظاہری رحمہ اللہ اس کو فرض شمار کرتے ہیں لیکن کسی بھی حدیث کی دلیل سے اس کا وجوب ثابت نہیں البتہ علمائے کرام یہ کہتے ہیں یہ سنت ہے لہذا غسل سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے جیسا کہ امام ابن بطال رحمہ اللہ نے مستحب ہونے پر اجماع نقل کیا ہے اس بارے میں فتح الباری کا حوالہ اوپر گزر چکا ہے اور اس مسئلے میں یہ بھی کہنا صحیح ہے کہ غسل سے پہلے وضو کرنا مشروع ہی نہیں ہے بلکہ مستحب ہے جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس پر باب قائم کیا ہے اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ غسل سے پہلے وضو کرنا مشروع ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غسل سے پہلے وضو فرمایا کرتے تھے جیسا کہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں اس بات کی صراحت موجود ہے اس بات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ غسل سے پہلے وضو کرنا سنت سے ثابت ہے البتہ اس کے واجب ہونے میں اختلاف ہے۔ واللہ اعلم

نوٹ: راجح یہی ہے کہ کوئی غسل جو واجب یا فرض ہو بغیر وضو نہ کیا جائے کیونکہ یہ سنت سے بھی ثابت ہے اور کلام اللہ بھی اسی کی تائید کرتا ہے ﴿وَإِنْ كُنتُمْ جُنُباً فَاطَّهَّرُوا﴾ (سورة المائدة:6)

نوٹ: دلیل کے اعتبار سے دونوں اقوال میں قوت پائی جاتی ہے لہذا احتیاط اسی میں کہ وضوء کر لے غسل سے پہلے اور یہ افضل ہے جیسا کہ شیخ بن باز نے کہا، واللہ اعلم۔

نوٹ: صریح حکم موجود نہیں اس لئے واجب کا حکم لگانا قطعی طور پر مشکل ہے اور اصول فقہ کا قاعدہ ذکر کیا ہے ابن رشد رحمہ اللہ نے بدایۃ المجتہد میں کئی مقامات پر کہ (الفعل لا یوجب کہ واجب کے لئے قولی حکم چاہئے کیونکہ فعل سے وجوب ثابت نہیں ہوتا) اور رہا فاطہروا میں پائے جانے والے حکم کے استدلال کا جواب یہ دیا شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے کہ "اگر غسل، جنابت کے وجہ سے کیا جارہا ہو اور غسل کرنے والا شخص چھوٹی اور بڑی نجاست کو دور کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو دونوں کے لیے غسل کرنے والا نیت کرلے تو کافی ہے، لیکن اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ اپنی شرمگاہ کو دھوئے، پھر وضو کرے، پھر غسل مکمل کرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنا افضل ہے، یہی حکم حیض اور نفاس کے بعد عورتوں پر بھی لاگو ہوتا"۔

(مجموع فتاوى ومقالات متنوعة لابن باز:10/173، "باب الغسل، الغسل من الجنابة وغيرها هل يجزئ عن الوضوء" الناشر: رئاسة ادارة البحوث العلمية والافتاء بالمملكة العربية السعودية)

8۔ سونے سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے

پہلی حدیث: (حدیثِ براء بن عازب رضی اللہ عنہ)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ، ثُمَّ قُلْ: اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا

مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، اللَّهُمَّ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ، فَإِنْ مُتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ فَأَنْتَ عَلَى الْفِطْرَةِ، وَاجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَتَكَلَّمُ بِهِ"، قَالَ: فَرَدَّدْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا بَلَغْتُ اللَّهُمَّ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ قُلْتُ: وَرَسُولِكَ، قَالَ: لَا، وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ))

کہ جب تم اپنے بستر پر لیٹنے آؤ تو اس طرح وضو کرو جس طرح نماز کے لیے کرتے ہو۔ پھر داہنی کروٹ پر لیٹ کر یوں کہو "اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، اللَّهُمَّ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ" "اے اللہ! میں نے اپنا چہرہ تیری طرف جھکا دیا، اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا۔ میں نے تیرے ثواب کی توقع اور تیرے عذاب کے ڈر سے تجھے ہی پشت پناہ بنالیا، تیرے سوا کہیں پناہ اور نجات کی جگہ نہیں، اے اللہ! جو کتاب تو نے نازل کی میں اس پر ایمان لایا، جو نبی تو نے بھیجا میں اس پر ایمان لایا، "تو اگر اس حالت میں اسی رات مر گیا تو فطرت پر مرے گا اور اس دعا کو سب باتوں کے اخیر میں پڑھ۔ براء کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس دعا کو دوبارہ پڑھا، جب میں " اللَّهُمَّ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ" پر پہنچا تو میں نے " وَرَسُولِكَ" (کالفظ) کہہ دیا، آپ ﷺ نے فرمایا نہیں (یوں کہو) "وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ"۔

(صحیح البخاری، کتاب الوضوء، بَابُ فَضْلِ مَنْ بَاتَ عَلَى الْوُضُوءِ-رات کو وضو کر کے سونے والے کی فضیلت کے بیان میں، حدیث نمبر :247۔ وصحیح مسلم:2711[6887]۔ وسنن الترمذی:3394۔ وسنن ابوداود:5046۔ وسنن ابن ماجہ:3876)

دوسری حدیث: (حدیثِ معاذ رضی اللہ عنہ)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَبِيتُ عَلَى ذِكْرٍ طَاهِرًا، فَيَتَعَارُّ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَسْأَلُ اللهَ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ))

"جو بھی مسلمان اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہوا باوضو سوتا ہے پھر رات میں (کسی بھی وقت) چونک کر اٹھتا ہے اور اللہ سے دنیا اور آخرت کی بھلائی کا سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور دیتا ہے"۔

((قَالَ ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ: قَدِمَ عَلَيْنَا أَبُو ظَبْيَةَ فَحَدَّثَنَا بِهَذَا الْحَدِيثِ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ ثَابِتٌ: قَالَ فُلَانٌ: لَقَدْ جَهِدْتُ أَنْ أَقُولَهَا حِينَ أَنْبَعِثُ، فَمَا قَدَرْتُ عَلَيْهَا))

ثابت بنانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہمارے پاس ابوظبیہ رحمہ اللہ آئے تو انہوں نے ہم سے سیدنا معاذ بن جبل کی یہ حدیث بیان کی، جسے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، ثابت بنانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: فلاں شخص نے کہا کہ میں نے اپنی نیند سے بیدار ہوتے وقت کئی بار اس کلمہ کے ادا کرنے کی کوشش کی مگر کہہ نہ سکا۔

(سنن ابوداود، ابواب النوم،بَابُ فِي النَّوْمِ عَلَى طَهَارَةٍ - باوضو سونے کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر: 5042، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ تخریج الحدیث: "سنن ابن ماجہ، الدعاء 16 [3881]،]تحفة الأشراف: 11371[، وقد أخرجہ: مسند احمد [5/235، 244] صحیح")

تیسری حدیث: (حدیثِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ بَاتَ طَاهِرًا بَاتَ فِي شِعَارِهِ مَلَكٌ فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ إِلَّا، قَالَ الْمَلَكُ :

اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِكَ فُلَانٍ، فَإِنَّهُ بَاتَ طَاهِرًا))

"جو آدمی باوضو رات گزارتا ہے، ایک فرشتہ اس کے تحتانی لباس میں رات گزارتا ہے، جب بھی وہ بندہ رات کی کسی گھڑی میں بیدار ہوتا ہے تو وہ فرشتہ کہتا ہے: اے اللہ! اپنے فلاں بندے کو بخش دے، کیونکہ اس نے باوضو حالت میں رات گزاری۔"

(سلسلۃ احادیث الصحیحۃ للالبانی، حدیث نمبر:2539)

تیسری حدیث: (حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما)

سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَن باتَ طاهراً باتَ في شِعاره مَلَكٌ، فلا يستيقظُ إلا قال الملَكُ: اللهم اغفِرْ لعبدِك فلانٍ؛ فإنّه باتَ طاهراً))

"جو کوئی رات کے وقت وضو کر کے سوتا ہے تو اس کے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا ہے جب سونے والا نیند سے اٹھتا ہے تو وہ فرشتہ اس کے لئے دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! اس بندے کی مغفرت فرما کیونکہ یہ وضو کے ساتھ سویا تھا۔"

(صحیح الترغیب والترہیب للالبانی:1/385، کتاب النوافل، "الترغيب في أن ينام الإنسان طاهرا ناويا للقيام"، حدیث نمبر:579، الناشر: مکتبۃ المعارف، ریاض، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو "حسن لغیرہ" کہا ہے)

چوتھی حدیث: (حدیث عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ)

((حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ يَعْنِي ابْنَ عَيَّاشٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: أَتَيْنَاهُ، فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ يَتَفَلَّى فِي جَوْفِ الْمَسْجِدِ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِذَا تَوَضَّأَ الْمُسْلِمُ ذَهَبَ الْإِثْمُ مِنْ سَمْعِهِ، وَبَصَرِهِ وَيَدَيْهِ

وَرِجْلَيْهِ "قَالَ: فَجَاءَ أَبُو ظَبْيَةَ، وَهُوَ يُحَدِّثُنَا، فَقَالَ: مَا حَدَّثَكُمْ؟ فَذَكَرْنَا لَهُ الَّذِي حَدَّثَنَا، قَالَ: فَقَالَ: أَجَلْ، سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ عَبَسَةَ - ذَكَرَهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَزَادَ فِيهِ -، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَا مِنْ رَجُلٍ يَبِيتُ عَلَى طُهْرٍ ثُمَّ يَتَعَارُّ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَذْكُرُ وَيَسْأَلُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ خَيْرًا مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا آتَاهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِيَّاهُ))

شہر ابن حوشب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: کہ ایک دن ہم سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو اس وقت وہ مسجد کے صحن میں بیٹھے ہوئے جوئیں نکال رہے تھے، ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کوئی مسلمان وضو کرتا ہے تو اس کے کانوں، آنکھوں، ہاتھوں اور پاؤں کے گناہ ختم ہو جاتے ہیں، اسی دوران ہمارے شیخ ابو ظبیہ رحمۃ اللہ علیہ آئے اور انہوں نے ہم سے پوچھا کہ سیدنا ابو امامہ باہلی نے کون سی حدیث بیان کی ہے؟ جواب میں ہم نے ان سے وہ حدیث بیان کر دی جو ابھی سنی تھی، حدیث سننے کے بعد ابو ظبیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس حدیث کو میں نے سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے اس میں کچھ الفاظ کا اضافہ ہے عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جو شخص رات کو وضو کی حالت میں سوئے پھر رات کے کسی پہر میں اس کی آنکھ کھل جائے اور وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اور اس کے بعد وہ اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کے لئے جو بھی خیر مانگے گا اللہ تعالیٰ اس کو وہ خیر عطا فرما دیں گے۔

(مسند احمد ابن حنبل: 13/239، حدیث نمبر: 16958، الشیخ احمد محمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی سند کو حسن کہا ہے۔ الناشر: دار الحدیث، القاہرۃ "إسناده حسن، لأجل شهر بن حوشب، وأبوأمامة هو الباهلي، وأبوظبية هو الكلاعي الحمصي من ثقات التابعين، والحديث رواه ابن ماجه: 1/104، رقم: 283 في الطهارة ثواب الطهور")

9۔ سونے کے لئے وضو کے بجائے ہاتھ منہ دھونا

(حدیثِ ابن عباس رضی اللہ عنہما)

سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

((بِتُّ عِنْدَ مَيْمُونَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَى حَاجَتَهُ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، ثُمَّ نَامَ))

"کہ میں میمونہ کے یہاں ایک رات سویا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حوائج ضروریہ سے فارغ ہوئے پھر اپنا چہرہ دھویا، پھر دونوں ہاتھ دھوئے اور پھر سو گئے۔

(صحیح البخاری، کتاب الدعوات، بَابُ الدُّعَاءِ إِذَا انْتَبَهَ بِاللَّيْلِ - اگر رات میں آدمی کی آنکھ کھل جائے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے، حدیث نمبر: 6316۔ و صحیح مسلم: 763([1788])

سنن النسائی کی حدیث کے الفاظ:

((بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ وَبَاتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فَرَأَيْتُهُ قَامَ لِحَاجَتِهِ فَأَتَى الْقِرْبَةَ فَحَلَّ شِنَاقَهَا، ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءًا بَيْنَ الْوُضُوءَيْنِ، ثُمَّ أَتَى فِرَاشَهُ فَنَامَ))

"عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ ام المؤمنین میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے پاس رات گزاری، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس رات کو ان ہی کے پاس رہے، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حاجت کے لیے اٹھے، مشک کے پاس آئے، اور اس کا بندھن کھولا، پھر وضو کیا جو دو وضوؤں کے درمیان تھا، (یعنی شرعی وضو نہیں تھا)، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پہ آئے، اور سو گئے۔۔۔"

(سنن النسائی، کتاب التطبیق، بَابُ : الدُّعَاءِ فِي السُّجُودِ- سجدہ کی دعا کا بیان، حدیث نمبر :1122، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

اس مسئلے کی چند روایات

شیخ البانی رحمہ اللہ نے شہر ابن حوشب کی مذکورہ حدیث جو سنن الترمذی میں دوسرے طرق سے بیان کی گئی ہے اور اس کو حسن کہا ہے ملاحظہ فرمائیں:

پہلی روایت: (حدیث ابو امامہ رضی اللہ عنہ)

سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: " مَنْ أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ طَاهِرًا يَذْكُرُ اللَّهَ حَتَّى يُدْرِكَهُ النُّعَاسُ[23]، لَمْ يَنْقَلِبْ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ يَسْأَلُ اللَّهَ شَيْئًا مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ))

"جو شخص اپنے بستر پر پاک وصاف ہو کر سونے کے لیے جائے اور اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اسے نیند آ جائے تو رات کے جس کسی لمحے میں بھی بیدار ہو کر وہ دنیا و آخرت کی جو کوئی بھی بھلائی، اللہ سے مانگے گا اللہ اسے وہ چیز ضروری عطا کرے گا"۔

امام ترمذی رحمہ اللہ کا قول:

((هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، وَقَدْ رُوِيَ هَذَا أَيْضًا عَنْ شَهْرِ بْنِ

---

[23] من أوى إلى فراشه طاهرا وذكر الله تعالى (حتى يدركه النعاس) لم يتقلب ساعة من الليل يسأل الله شيئا من خير الدنيا والآخرة إلا أعطاه الله إياه. الكلم الطيب (٤٣) ط:٣ .ثم ضعف ما بين معقوفين في طبعة المعارف------ ص٢٥ - أرشيف ملتقى أهل الحديث - تراجعات العلامة الالباني في التصحيح والتضعيف - المكتبة الشاملة الحديثة

خَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي ظَبْيَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))

یہ حدیث حسن غریب ہے، یہ حدیث شہر بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ سے بطریق: "عَنْ أَبِي ظَبْيَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" مروی ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب [93]، حدیث نمبر: 3526)

مَن أوَى إلى فِراشِهِ طاهرًا يذكرُ اللهَ تعالى حتَّى يدركَهُ النُّعاسُ لم يتقلَّبْ ساعةً من اللَّيلِ يسألُ اللهَ شيئًا من خيرِ الدُّنيا والآخرةِ إلَّا أعطاهُ إيَّاهُ

الراوي : أبو أمامة الباهلي | المحدث : ابن حجر العسقلاني | المصدر : هداية الرواة | الصفحة أو الرقم : ٥٩/٢ | خلاصة حكم المحدث : [حسن كما قال في المقدمة] | التخريج : أخرجه الترمذي (٣٥٢٦)، والطبراني (١٤٧/٨) (٧٥٦٨)، وابن السني في ((عمل اليوم والليلة))(٧١٩)

ما من مسلمٍ يَبيتُ على ذِكْرٍ طاهرًا فيتعارّ من الليلِ فيسألُ اللهَ خيرًا من الدنيا والآخرةِ إلا أعطاه إياه

الراوي : معاذ بن جبل | المحدث : الألباني | المصدر : صحيح أبي داود الصفحة أو الرقم: ٥٠٤٢ | خلاصة حكم المحدث : صحيح

التخريج : أخرجه أبو داود (٥٠٤٢)، والنسائي في ((السنن الكبرى)) (١٠٦٤٢)، وأحمد (٢٢٠٩٢) واللفظ لهم، وابن ماجه (٣٨٨١) باختلاف يسير.

دوسری روایت (حدیثِ ابن عمر رضی اللہ عنہما) [حسن لغیرہ]

((أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحِ بْنِ ذَرِيحٍ بِعُكْبَرَا، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَحْمَدُ بْنُ جَوَّاسٍ الْحَنَفِيُّ، حدثنا بن الْمُبَارَكِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ ذَكْوَانَ، عَنْ

سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ، عَنْ عَطَاءٍعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ بَاتَ طَاهِرًا، بَاتَ فِي شِعَارِهِ مَلَكٌ، فلم يستيقظ إلا قال الملك: ذِكْرُ اسْتِغْفَارِ الْمَلَكِ لِلْبَائِتِ مُتَطَهِّرًا، عِنْدَ اسْتِيقَاظِهِ))

سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی رات کو باوضو بستر پر سوتا ہے تو اس شخص کے چادر کے اندر فرشتے بھی موجود ہوتے ہیں اور جب وہ شخص نیند سے اٹھتا ہے تو فرشتہ اس سے کہتا ہے اے اللہ اس بندے کی مغفرت فرما کیونکہ اس نے وضو کے ساتھ اپنی رات گزاری ہے۔

"الترغيب والترهيب" للمنذري (١/٢٣١) ، "مجمع الزوائد" للهيثمي (١/٢٢٦) ، السلسلة الصحيحة ، للألباني (رقم/٢٥٣٩).

ورواه الطبراني أيضاً في الأوسط (٥٠٨٧) عن ابن عباس بنحوه وأسانيده كلها لا تخلو من مقال لكن لعل بعضها يقوي بعضا لذا حكم عليه الشيخ الألباني بأنه (حسن لغيره) (صحيح الترغيب/ ٥٩٩) . .

علمائے کرام کے اقوال

باوضو سونے کے بارے میں علمائے کرام کے اقوال

بعض علمائے کرام باوضو سونے کی وجہ اور فضیلت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں، سیدنا جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((النَّوْمُ أَخُو الْمَوْتِ ، وَلَا يَمُوتُ أَهْلُ الْجَنَّةِ))

"نیند موت کا بھائی ہے، اور اہل جنت کو موت نہیں۔"

(الراوي : جابر بن عبدالله | المحدث : الألباني | المصدر : صحيح الجامع - الصفحة أو الرقم:6808|خلاصة حكم المحدث : صحيح - التخريج : أخرجه

البيهقي في "شعب الإيمان":4745،وابن الجوزي في "العلل المتناهية":1554)

https://www.dorar.net/hadith/sharh/110131

چنانچہ جب کوئی سونے کا ارادہ کرے تو اس کو چاہئے کہ وضو کر لے علمائے کرام کہتے ہیں کہ نیند چھوٹی موت ہے چنانچہ سونے سے پہلے وضو کر لینا سنت ہے کیونکہ اس بات کا کسی کو بھی علم نہیں ہے کہ موت کب آسکتی ہے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اس سے متعلق اس طرح ارشاد فرمایا ہے:

﴿اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ﴾

(سورۃ الزمر، سورۃ نمبر 39، آیت نمبر 42)

"اللہ ہی روحوں کو ان کی موت کے وقت اور جن کی موت نہیں آئی انہیں ان کی نیند کے وقت قبض کر لیتا ہے، پھر جن پر موت کا حکم لگ چکا ہے انہیں تو روک لیتا ہے اور دوسری (روحوں) کو ایک مقرر وقت تک کے لیے چھوڑ دیتا ہے، غور کرنے والوں کے لیے اس میں یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں۔"

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وَقَالَ ابْنُ زَيْدٍ: النَّوْمُ وَفَاةٌ وَالْمَوْتُ وَفَاةٌ))

ابن زید کہتے ہیں کہ نیند وفات ہے اور موت بھی وفات ہے۔

(الجامع الاحکام القرآن [تفسیر قرطبی]: 15/ 261، الناشر: دار الکتب المصریۃ، القاہرۃ)

لہٰذا سونے سے پہلے وضو کرنے میں یہ حکمت پوشیدہ ہے کہ جب بندہ وضو کر کے سوتا ہے تو اس حال میں ہوتا ہے کہ اس کی روح قبض کر لی جاتی ہے پھر اس روح کو اللہ تعالیٰ روک لیتا ہے جس کے بارے میں فیصلہ ہو چکا ہے اور جن روحوں کا فیصلہ نہیں کیا گیا ان کو واپس لوٹا دیا جاتا ہے لہٰذا سنت کا طریقہ یہ ہے کہ باوضو سویا جائے تاکہ حالتِ نیند میں اگر روح قبض ہو جائے تو مرنے والے کی نیت وضو کی ہو۔ واللہ اعلم

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((الوضوء للنوم مخافة أن يتوفاه الله على غير طهارة. وليكون أصدق لرؤياه وأبعد من تلعب الشيطان به في منامه وترويعه، وليكون إن مات آخر عمله من الدنيا الطهارة وذكر الله، ولما جاء: أنه في صلاة أو ذكر حتى يستيقظ))

یعنی کہ سونے سے پہلے وضو کرنا اس خوف سے کہ کہیں اللہ تعالیٰ بغیر طہارت اس کو موت نہ دیدے اور یہ کہ (وضو کی وجہ سے) اس کے خواب سچے ہوں اور نیند کے حالت میں شیطا اس کے ساتھ کھلواڑ کرنے یا ڈرانے کی کوشش نہ کرے اور حالتِ نیند میں اگر موت آجائے تو (وضو کی وجہ سے) دنیا کا آخری عمل طہارت اور اللہ کے ذکر میں ہو لہذا سونے والا جب تک بیدار نہ ہو جائے اس وقت تک وہ نماز اور ذکر واذکار کی حالت میں ہو گا۔

(اکمال المعلم بفوائد مسلم [شرح صحیح مسلم] للقاضی عیاض :8/207، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، "باب ما يقول عند النوم وأخذ المضجع"، رقم:2710، الناشر: دار الوفاء، مصر)

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((ظَاهِرُهُ اسْتِحْبَابُ تَجْدِيدِ الْوُضُوءِ لِكُلِّ مَنْ أَرَادَ النَّوْمَ وَلَوْ كَانَ عَلَى طَهَارَةٍ، وَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ مَخْصُوصًا بِمَنْ كَانَ مُحْدِثًا، وَوَجْهُ مُنَاسَبَتِهِ لِلتَّرْجَمَةِ مِنْ قَوْلِهِ: فَإِنْ مِتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ فَأَنْتَ عَلَى الْفِطْرَةِ، وَالْمُرَادُ بِالْفِطْرَةِ السُّنَّةُ وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ الشَّيْخَانِ وَغَيْرُهُمَا مَنْ طُرُقٍ عَنِ الْبَرَاءِ، وَلَيْسَ فِيهَا ذِكْرُ الْوُضُوءِ إِلَّا فِي هَذِهِ الرِّوَايَةِ، وَكَذَا قَالَ التِّرْمِذِيُّ، وَقَدْ وَرَدَ فِي الْبَابِ حَدِيثٌ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ، وَحَدِيثٌ عَنْ عَلِيٍّ أَخْرَجَهُ الْبَزَّارُ، وَلَيْسَ وَاحِدٌ مِنْهُمَا عَلَى

شَرْطِ الْبُخَارِيِّ))

بظاہر ہر اس شخص کے لیے جو سونا چاہتا ہے اس کے لیے تجدید وضو کرنا مستحب ہے، خواہ وہ پاکیزگی کی حالت میں ہو یا نہ ہو، اور یہ ممکن ہے کہ یہ حکم ان لوگوں کے لئے مخصوص ہے جو پاکیزگی کی حالت میں نہ ہوں، باب سے مناسبت یہ ہے اس کو فطرت پر رہنے کا حکم دیا گیا اور فطرت سے مراد سنت نبوی ہے، اس حدیث کے دوسرے طرق میں وضو کا ذکر نہیں ہے سوائے اس باب میں سیدنا معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت آتی ہے اس کو امام ابو داود رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اسی معنی میں حدیث نقل کی گئی ہے جس کو امام بزار نے ذکر کیا ہے لیکن یہ امام بخاری کی شرط پر نہیں ہے۔

(فتح الباری لابن حجر عسقلانی: 1/358، کتاب الوضوء، "باب فضل من بات علی الوضوء"، الناشر: دار السلفیہ، مصر)

شیخ بن باز رحمہ اللہ کا قول:

سونے سے پہلے وضو کرنے کی حکمت کے بارے میں شیخ بن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں:

((ما الحكمة من الوضوء قبل النوم سماحة الشيخ هذا سائل يقول؟))

شیخ بن باز رحمہ اللہ سے اس بارے میں سوال کیا گیا کہ سونے سے پہلے وضو کرنے میں کیا حکمت ہے؟ تو شیخ بن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں:

((الله أعلم، لكن كونه ينام على طهارة خير عظيم، فضل عظيم- أما الحكمة -الله أعلم- ما أتذكر شيئًا واضحًا، لكن كون النبي ﷺ أمر بهذا، وشرعه للأمة، هذا يكفي، والحمد لله، كونه ينام على طهارة فيه خير كثير، وإلا فهو من حين يستغرق في النوم بطلت طهارته؛ النوم ينقضها، وهكذا لو خرج ريح بطلت طهارته، لكن كونه يتوضأ، ويأتي الفراش على طهارة؛ هذا هو السنة التي

أمر بها النبي ﷺ،))

اس کی حکمت تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہی جانتی ہے ، بلاشبہ جو کوئی شخص پاکیزگی کے ساتھ سوتا ہے تو یہ ایک بہت بڑی نیکی ہے ،باوضو سونے میں جو حکمت کا تعلق ہے وہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے مجھے اس بارے میں کوئی واضح حکم معلوم نہیں ہے البتہ یہ بات صحیح ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سونے سے پہلے وضو کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ حکم ہمارے لئے کافی ہے (اس کی حکمت جاننا ضروری نہیں ہے) چنانچہ جو کوئی باوضو سوتا ہے اس کے ساتھ بہت ساری بھلائی ہوتی ہے حالانکہ نیند سے وضو ختم ہو جاتا ہے جیسا کہ ہوا خارج ہونے کی وجہ سے وضوٹوٹ جاتا ہے لیکن بستر پر لیٹنے کے وقت باوضو رہنا یہ نبی کریم ﷺ کی سنت ہے اور یہی حکم دیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

[illegible]

خلاصہ کلام

جب بھی ہم سونے کا ارادہ کریں تو نبی کریم ﷺ کی یہ سنت ہے کہ آپ ﷺ پہلے وضو کرتے پھر سونے کے لئے تشریف لے جاتے علمائے کرام نے اس کے بیشمار فائدے اور حکمتیں بتائی ہیں، جیسا کہ اچھے خوابوں کا آنا، وضو کرکے سونے کی وجہ سے شیطان کے شر سے محفوظ رہنا حالانکہ یہ بات بھی درست ہے کہ جب کوئی لیٹ کر سوتا ہے تو اس کا وضوٹوٹ جاتا ہے البتہ یہاں پر سونے والے کی نیت یہ ہوتی ہے کہ وہ باوضو سوئے تاکہ اس کو نیند کی حالت میں موت آجائے تو اس کی نیت کے مطابق مرنے والا باوضو ہوگا اور اگر وہ نیند سے بیدار ہوگیا تو وہ اجر وثواب کا مستحق کہلائے گا لہذا وضو کرکے سونا سنت سے ثابت ہے اور اس کے بہت سارے فائدے بھی ہیں البتہ سونے سے پہلے وضو کرنا فرض نہیں مستحب ہے۔ واللہ اعلم

10 تلاوت قرآن کے لئے وضوء کب مستحب ہے اور کب واجب یہ جاننا ضروری ہے

❖ قرآنِ مجید کو بغیر وضو چھونے اور بغیر وضو تلاوت کرنے کے حکم میں فرق کیا ہے بعض علماء نے اس لحاظ سے جنبی اور حائضہ اور بے وضوء کے بارے میں اختلاف کیا ہے لہذا الگ الگ سمجھنا ضروری ہے

اس مسئلے میں علمائے کرام کے تین اقوال ہیں:

قول اول - موقف نمبر:1

بغیر وضو قرآنِ مجید کو ہاتھ میں لیکر تلاوت کرنا صحیح نہیں البتہ بغیر وضو قرآنِ مجید کو ہاتھ میں لئے بغیر صرف تلاوت کی جاسکتی ہے۔

پہلی دلیل: (حدیثِ علی رضی اللہ عنہ)

((حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلِمَةَ، قَالَ:أَتَيْتُ عَلَى عَلِيٍّ، أَنَا وَرَجُلَانِ ، فَقَالَ: " كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِي حَاجَتَهُ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ، وَيَأْكُلُ مَعَنَا اللَّحْمَ، وَلَا يَحْجِزُهُ - وَرُبَّمَا قَالَ: يَحْجُبُهُ - مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ لَيْسَ الْجَنَابَةَ"))

عبداللہ بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک بار میں اور دو اور شخص سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت حاضر ہوئے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء سے نکل کر قرآن پڑھتے، اور ہمارے ساتھ بیٹھ کر گوشت کھاتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن (پڑھنے پڑھانے) سے جنابت کے علاوہ کوئی چیز نہ روکتی یا مانع نہ ہوتی۔

(مسند احمد ابن حنبل :1/441، حدیث نمبر :639، الناشر: دارالحدیث ، القاہرۃ، الشیخ احمد محمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی سند کو صحیح کہا ہے)

الشیخ شعیب ارنؤوط رحمہ اللہ کی تحقیق:

الشیخ شعیب ارنؤوط رحمہ اللہ نے مسند احمد کی مندرجہ بالا حدیث کو حسن کہا ہے:

(إسناده حسن. وأخرجه ابن الجارود[94]من طريق يحيى بن سعيد، بهذا الإسناد. وأخرجه النسائي1/144، وأبو يعلى[287]و[407]، وأبو القاسم البغوي في "الجعديات"[61]، والطحاوي1/87، والبغوي في "شرح السنة"[273]من طرق عن شعبة، به. وقد تقدم برقم [627]، وسيأتي برقم[840]و[1011]و[1123])

(مسند احمد ابن حنبل:2/70، حدیث نمبر:639، الناشر: مؤسسة الرسالة)[24]

---

[24] مذکورہ حدیث سنن اربعہ میں بھی موجود ہے: سنن ابوداود:229۔ وسنن الترمذی:146۔ وسنن النسائی:266، 267۔ وسنن ابن ماجہ:594۔ ہم نے اس حدیث کو سنن اربعہ سے اس وجہ سے بیان نہیں کیا کیونکہ شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے، مذکورہ سنن اربعہ کی اس حدیث کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے چنانچہ شیخ البانی رحمہ اللہ اس حدیث کے بابت کہتے ہیں:

((قوله تحت رقم ١-: وعن علي كرم الله وجهه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يخرج من الخلاء فيقرئنا القرآن ويأكل معنا اللحم ولم يكن يحجزه عن القران شيء ليس الجنابة. رواه الخمسة وصححه الترمذي وابن السكن))

مؤلف (سید سابق) قول نمبر ایک کے تحت کہتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ حاجت ضروریہ سے فارغ ہوتے اس کے بعد ہمیں قرآن مجید کی تعلیم دیتے ہمارے ساتھ گوشت کھاتے، نبی کریم ﷺ کو قرآن مجید کی تلاوت سے سوائے جنابت کے کوئی اور چیز نہیں روکتی تھی یہ حدیث کتب خمسہ میں نقل کی گئی ہے امام ترمذی رحمہ اللہ اور امام ابن السکن رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

((قلت: الترمذي معروف عند العلماء بتساهله في التصحيح حتى قال الذهبي في ترجمة كثير بن عبد الله بن عمرو بن عوف من "الميزان": "ولهذا لا يعتمد العلماء على تصحيحه))

میں (شیخ البانی رحمہ اللہ) کہتا ہوں کہ امام ترمذی رحمہ اللہ علمائے کرام کے نزدیک اس بات کے لئے مشہور ہیں کہ وہ حدیث کو صحیح قرار دینے میں تساہل برتتے تھے یہاں تک کہ امام ذہبی رحمہ اللہ "المیزان" میں کہتے ہیں کہ کثیر بن عبداللہ بن عمر بن عوف کے ترجمہ میں جو بات امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہی ہے اس کی وجہ سے علمائے کرام امام ترمذی رحمہ اللہ کی تصحیح پر قابل اعتماد بھروسہ نہیں کرتے تھے۔

((وكذلك ابن السكن ليس تصحيحه مما إليه يركن ولذلك لا بد من النظر في سند الحديث إذا صححه أحد هذين أو من كان مثلهما في التساهل كابن خزيمة وابن حبان حتى يكون المسلم على بصيرة من صحة حديث نبيه صلى الله عليه وسلم وقد وجدنا في الأئمة ممن ضعف الحديث من هم أعلى كعبا في هذا العلم وأكثر عددا من الترمذي وابن السكن فقال النووي: "خالف الترمذي الأكثرون فضعفوا هذا الحديث"))

اور اسی طرح امام ابن السکن رحمہ اللہ کی تصحیح بھی قابل بھروسہ نہیں ہے چنانچہ اس تصحیح پر التفات نہیں کیا جا سکتا حدیث کی سند کو دیکھنا ضروری ہے اگر حدیث کو صحیح کہا (ترمذی اور ابن السکن) یا ان جیسے دیگر محدثین نے جو تساہل میں انہی جیسے ہیں جیسے ابن خزیمہ ابن حبان رحمہ اللہ تو اس وقت حدیث میں غور و فکر کرنا لازم ہو جاتا ہے تاکہ ایک مسلمان کو اس حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح ہونے کی بصیرت حاصل ہو جائے چنانچہ ہم نے ایسے ایسے ایمۂ محدثین کو پایا ہے جو اس علم میں بلند مرتبہ پر فائز ہیں اور ان کی تعداد امام ترمذی رحمہ اللہ اور امام ابن السکن رحمہ اللہ کی تعداد سے کہیں زیادہ ہے اور ان علمائے محدثین نے اس حدیث کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے لہذا امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کے بارے میں کہتے ہیں کہ: محدثین کی اکثریت اس حدیث کی بابت امام ترمذی رحمہ اللہ کی مخالفت کی ہے اور اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔

((وقال المنذري في "مختصر السنن" ١/ ١٥٦: "وذكر أبو بكر البزار أنه لا يروى عن علي إلا من حديث عمرو بن مرة عن عبد الله بن سلمة وحكى البخاري عن عمرو بن مرة: كان عبد الله - يعني: ابن سلمة - يحدثنا فنعرف وننكر وكان قد كبر لا يتابع على حديثه. وذكر الإمام الشافعي هذا الحديث وقال: لم يكن أهل الحديث يثبتونه. قال البيهقي: وإنما توقف الشافعي في ثبوت هذا الحديث لأن مداره على عبد الله بن سلمة الكوفي وكان قد كبر وأنكر من حديثه وعقله بعض النكر وإنما روى هذا الحديث بعدما كبر))

امام المنذری رحمہ اللہ "مختصر السنن: 1/ 156" میں ذکر کرتے ہیں امام ابو بکر بزار رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے عمرو بن مرۃ عن عبداللہ بن مسلمہ کے طرق سے بیان کیا جاتا ہے عمرو بن مرۃ عن عبداللہ بن مسلمہ کے علاوہ کوئی دوسرا اس کو بیان نہیں کرتا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے عمرو بن مرۃ کی روایت کردہ حدیث کے بارے میں یہ کہا ہے کہ عبداللہ یعنی کہ ابن مسلمہ ہم سے حدیثیں بیان کرتے ہیں عبداللہ بن مسلمہ کی بیان کردہ احادیث میں سے کچھ احادیث ایسی ہیں جن کو ہم جانتے ہیں اور کچھ ایسی ہیں جو ہم نہیں جانتے منکر ہی ہیں جب عبداللہ بن مسلمہ ضعیف العمری کو پہنچ گئے تو انکی مرویات کی متابعت نہیں کی، امام بیہقی رحمہ اللہ اس حدیث کے بارے میں کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے بارے میں اور اس کے ثبوت کے بابت توقف کیا ہے کیونکہ اس حدیث کا اصل راوی اور اس روایت کا دارومدار عبداللہ بن

دوسری دلیل: (ایک صحابی کی روایت)

((حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَّامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْ رَأَى: " النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَالَ، ثُمَّ تَلَا شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ، وَقَالَ هُشَيْمٌ مَرَّةً: آيًا مِنَ الْقُرْآنِ، قَبْلَ أَنْ يَمَسَّ مَاءً"))

ایک صحابیِ رسول بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ پیشاب سے فارغ ہوئے اس کے بعد وضو سے پہلے قرآنِ مجید کی تلاوت فرمائی۔

(مسند احمد ابن حنبل:29/516،حدیث نمبر:18074،الناشر:موسسۃ الرسالۃ، شعیب الارنؤوط نے اس حدیث کی سند کو" صحیح لغیرہ" کہا ہے"صحيح لغيره، وهذا إسناد حسن، من أجل داود بن عمرو- وهو الأودي الدمشقي- فهو حسن الحديث، وبقية رجاله ثقات رجال الصحيح.هشيم: هو ابن بَشير السُّلمي، وأبو سلاّم: هو ممطور الحبشي.وأورده الهيثمي في "مجمع الزوائد":1/276،وقال: رواه أحمد، ورواته ثقات –وفي الباب عن علي بن أبي طالب")

تیسری دلیل:(اثر:عبدالرحمن بن یزید رحمہ اللہ)

عبدالرحمن بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں:

((حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ

مسلمہ الکوفی پر ہے جب یہ بوڑھے ہوگئے تو ان کی روایات اور ان کے حافظہ میں نکارت اور ضعف پیدا ہو گیا اور یہ (مذکورہ) حدیث عبداللہ بن مسلمہ نے ضعیف العمری کے بعد بیان کی تھی۔

((وذكر الخطابي أن الإمام أحمد كان يوهن حديث علي ويضعف أمر عبد الله بن سلمة))

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ وہ سیدنا علی کی اس حدیث کو کمزور قرار دیا کرتے تھے اور اس کی وجہ عبداللہ بن مسلمہ کا ضعیف ہونا ہے۔

(تمام المنۃ فی التعلیق علی فقہ السنۃ للالبانی، صفحہ:108-109، "ومن ما يستحب له الوضوء"، الناشر: دار الرایۃ)

إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: كُنَّا مَعَ سَلْمَانَ فِي حَاجَةٍ، فَذَهَبَ يَقْضِي حَاجَتَهُ ثُمَّ رَجَعَ، فَقُلْنَا لَهُ: تَوَضَّأْ يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ، لَعَلَّنَا أَنْ نَسْأَلَكَ عَنْ آيٍ مِنَ الْقُرْآنِ، قَالَ: " فَاسْأَلُوا، فَإِنِّي لَا أَمَسُّهُ، إِنَّهُ ﴿لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ﴾ [الواقعة: ٧٩] قَالَ: فَسَأَلْنَاهُ، فَقَرَأَ عَلَيْنَا قَبْلَ أَنْ يَتَوَضَّأَ))

ایک مرتبہ ہم لوگ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کے ساتھی کسی ضرورت سے نکلے تو ان کو قضاءِ حاجت کی ضرورت پیش آئی جب وہ واپس آئے تو ہم نے کہا کہ وضو کر لیجئے کیونکہ ہم آپ سے قرآنِ مجید کی ایک آیت کے بارے میں پوچھنا چاہتے تو سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پوچھو میں قرآنِ مجید کو ہاتھ نہیں لگا سکتا کیونکہ یہ ایسی کتاب ہے جس کو پاکیزہ لوگ ہی چھوتے ہیں (سورۃ الواقعہ: 79 کی تلاوت فرمائی)، پھر ہم نے سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے اپنا سوال کیا جو قرآنِ مجید سے متعلق تھا سیدنا سلمان نے وضو کئے بغیر قرآنِ مجید کے اس حصے کو پڑھ کر سنا دیا۔

((حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، وَالْأَسْوَدِ أَنَّ سَلْمَانَ، قَرَأَ عَلَيْهِمَا بَعْدَ الْحَدَثِ))

علقمہ اور اسود کہتے ہیں کہ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے بغیر وضو قرآنِ مجید کی تلاوت فرمائی۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ:2/222-221، کتاب الطہارۃ، "في الرجل يقرأ القرآن وهو غير طاهر"، حدیث نمبر :1107، 1108، الناشر: دار کنوز اشبیلیا، ریاض، محقق: سعد بن ناصر بن عبد العزیز ابو حبیب الشثری حفظہ اللہ نے اس حدیث کی سند کو "صحیح کہا ہے: "صحيح، أخرجه عبد الرزاق:1324)

چوتھی دلیل: (اثر: سعید بن جبیر رحمہ اللہ)

سعید بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

((حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَابْنِ عُمَرَ قَالَ: «كَانَا يَقْرَآنِ أَجْزَاءَهُمَا مِنَ الْقُرْآنِ بَعْدَمَا يَخْرُجَانِ مِنَ الْخَلَاءِ قَبْلَ أَنْ يَتَوَضَّآ))

سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیت الخلاء سے نکلنے کے بعد وضو کے بغیر قرآنِ مجید کی تلاوت کر لیا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ: 2/222، کتاب الطہارۃ، "في الرجل يقرأ القرآن وهو غير طاهر"، حدیث نمبر: 1109، الناشر: دار کنوز اشبیلیا، ریاض، محقق: سعد بن ناصر بن عبدالعزیز ابو حبیب الشثری حفظہ اللہ نے اس حدیث کی سند "صحیح کہا ہے" صحیح، أخرجه عبد الرزاق (1316) والبيهقي 1/90)

پانچویں دلیل: (اثر: سعید ابن المسیب رحمہ اللہ)

سعید ابن المسیب رحمہ اللہ کہتے ہیں:

((حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَخْرُجُ مِنَ الْمَخْرَجِ، ثُمَّ يَحْدُرُ السُّورَةَ))

سیدنا ابوہریرہ بیت الخلاء سے فارغ ہونے کے بعد (وضو کے بغیر) سورت کی تلاوت کر لیا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ: 2/222، کتاب الطہارۃ، "في الرجل يقرأ القرآن وهو غير طاهر"، حدیث نمبر: 1110، الناشر: دار کنوز اشبیلیا، ریاض، محقق: سعد بن ناصر بن عبدالعزیز ابو حبیب الشثری حفظہ اللہ نے اس حدیث کی سند کو "صحیح کہا ہے" صحیح، أخرجه عبد الرزاق ((1317)

قول ثانی -موقف نمبر:2

حدثِ اصغر ہو یا حدثِ اکبر بغیر وضو قرآنِ مجید کو ہاتھ لگانا اور تلاوت کرنا صحیح نہیں۔
(بغیر وضو قرآنِ مجید کو ہاتھ لگانا اور تلاوت کرنا صحیح نہیں)

پہلی دلیل (سورۃ الواقعہ:79)

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ﴾

(سورۃ الواقعہ، سورۃ نمبر 56، آیت نمبر:79)

"جسے (قرآنِ مجید کو) صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔"

امام مالک رحمہ اللہ کا قول:

امام مالک رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں:

((أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي هَذِهِ الْآيَةِ: لا يَمَسُّهُ إِلا الْمُطَهَّرُونَ سورة الواقعة آية ٧٩ إِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ هَذِهِ الْآيَةِ الَّتِي فِي: عَبَسَ وَتَوَلَّى، قَوْلُ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ﴿١١﴾ فَمَنْ شَاءَ ذَكَرَهُ ﴿١٢﴾ فِي صُحُفٍ مُكَرَّمَةٍ ﴿١٣﴾ مَرْفُوعَةٍ مُطَهَّرَةٍ ﴿١٤﴾ بِأَيْدِي سَفَرَةٍ ﴿١٥﴾ كِرَامٍ بَرَرَةٍ سورة عبس آية ١١-١٦))

اس آیتِ مبارکہ کی بہترین تفسیر جو میں نے سنی ہے جو سورۃ عبس میں موجود ہے:

﴿كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ[١١] فَمَنْ شَاءَ ذَكَرَهُ[١٢] فِي صُحُفٍ مُكَرَّمَةٍ[١٣]﴾

(سورۃ عبس، سورۃ نمبر 80، آیت نمبر:13-11)

"ایسا ہرگز نہیں چاہیے، یہ (قرآن) تو ایک نصیحت ہے۔[11] تو جو چاہے اسے قبول کر لے۔[12] ایسے صحیفوں میں ہے جن کی عزت کی جاتی ہے۔[13]۔"

(موطا امام مالک روایۃ یحیٰی، کتاب القرآن، بَابُ الْأَمْرِ بِالْوُضُوءِ لِمَنْ مَسَّ الْقُرْآنَ-قرآن چھونے کے واسطے باوضو ہونا ضروری ہے، حدیث نمبر:469ب2)

دوسری دلیل: (اثر: عبد اللہ بن خلیفہ الہمدانی الکوفی رحمۃ اللہ علیہ)

ابو الغریف (عبد اللہ بن خلیفہ الہمدانی الکوفی) رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((حَدَّثَنَا عَائِذُ بْنُ حَبِيبٍ، حَدَّثَنِي عَامِرُ بْنُ السِّمْطِ ، عَنْ أَبِي الْغَرِيفِ، قَالَ: " أُتِيَ عَلِيٌّ بِوَضُوءٍ، فَمَضْمَضَ، وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا، وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، وَغَسَلَ يَدَيْهِ وَذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ "، ثُمَّ قَالَ: " هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ "، ثُمَّ قَرَأَ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ قَالَ:" هَذَا لِمَنْ لَيْسَ بِجُنُبٍ فَأَمَّا الْجُنُبُ فَلَا، وَلَا آيَةً"))

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس وضو کے لئے پانی لایا گیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ کلی کی ناک میں پانی ڈالا، تین مرتبہ چہرہ دھویا، تین بار بازو سمیت ہاتھوں کو دھویا پھر اس کے بعد سر کا مسح فرمایا پھر اس کے بعد اپنے دونوں پاؤں دھوئے پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے پھر اس کے بعد قرآنِ مجید میں سے کچھ تلاوت کی اور فرمایا: یہ اس شخص کے لئے ہے جو جنبی نہ ہو جنبی کے لئے یہ حکم نہیں ہے اور نہ کوئی حالتِ جنابت میں قرآنِ مجید سے ایک آیت بھی تلاوت کر سکتا ہے

(مسند احمد ابن حنبل: 2/220، حدیث نمبر: 872، "اسنادہ حسن "شعیب ارنؤوط نے اس حدیث کی سند کو حسن کہا ہے ،" إسناده حسن. أبو الغريف: هو عبيد الله بن خليفة الهمداني. وأخرجه أبو يعلي(365)عن أبي خيثمة زهير بن حرب، عن عائذ بن حبيب، بهذا الإسناد. وقال الهيثمي في "المجمع"1/276بعد أن عزاه إلى أبي يعلى: رجاله موثقون. وعلقه بنحوه البخاري في "التاريخ الكبير"7/60-61

عن أحمد بن إشكاب، عن عائذ بن حبيب، به. ولم يذكر المرفوع منه")

مسند ابی یعلی کی روایت:

((حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ، حَدَّثَنَا عَائِذُ بْنُ حَبِيبٍ، حَدَّثَنِي عَامِرُ بْنُ السِّمْطِ، عَنْ أَبِي الْغَرِيفِ، قَالَ: أُتِيَ عَلِيٌّ بِالْوَضُوءِ، فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، وَغَسَلَ يَدَيْهِ وَذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ، ثُمَّ قَرَأَ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ قَالَ: «هَكَذَا لِمَنْ لَيْسَ بِجُنُبٍ، فَأَمَّا الْجُنُبُ فَلَا وَاللهِ«))

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس وضو کے لئے پانی لایا گیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ کلی کی ناک میں پانی ڈالا، تین مرتبہ چہرہ دھویا، تین بازو سمیت ہاتھوں کو دھویا پھر اس کے بعد سر کا مسح فرمایا پھر اس کے بعد اپنے دونوں پاؤں دھوئے پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے پھر اس کے بعد آپ نے قرآنِ مجید میں سے کچھ تلاوت فرمائی اور فرمایا: جو حالتِ جنابت میں نہ وہ ایسا ہی کرے اور جو کوئی حالتِ جنابت میں ہو وہ ایسا نہ کرے (یعنی کہ وہ غسل کے بعد ہی قرآنِ مجید کی تلاوت کرے)

(مسند ابی یعلی ،1/208، حدیث نمبر :360، الناشر: دار القبلة للثقافة الاسلامية، جدة۔ ومؤسسة علوم القرآن، دمشق ،سوریا، محقق: الشیخ ارشاد الحق الاثری حفظہ اللہ نے اس حدیث کی سند کو صحیح کہا ہے ."أخرجه أحمد:1/110، والبخاري في " التاريخ الكبير:4/60ق1"،وإسناده صحيح")

☐ ایک اور محقق الشیخ حسین سلیم اسد رحمہ اللہ نے اس حدیث کی سند کو "إسناده قوي" کہا ہے دیکھئے: مسند ابی یعلی،1/300، حدیث نمبر: 365، الناشر: دار المامون للتراث، دمشق۔

الشیخ صفی الرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ کا قول:

صفی الرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں کہتے ہیں:

"جو علماء، جنابت اور حیض کی حالت میں بھی تلاوت قرآن سمیت اللہ کا ذکر کرنے کی اجازت دیتے ہیں، ان کے نزدیک یہ حدیث درجہ صحت کو نہیں پہنچتی۔"

(شرح بلوغ المرام از: صفی الرحمن مبارکپوری (جدید ایڈیشن):1/117، کتاب الطھارۃ، غسل اور جنبی کے حکم کا بیان، تحت حدیث نمبر:102، ناشر: دارالسلام، ریاض)

تیسری دلیل: (حدیث عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ)

((حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِك، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، أَنَّ فِي الْكِتَابِ الَّذِي كَتَبَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، أَنْ " لَا يَمَسَّ الْقُرْآنَ إِلَّا طَاهِرٌ"))

عبد اللہ بن ابی بکر بن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جو کتاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھی تھی سیدنا عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے واسطے اس میں یہ بھی تھا کہ: "قرآن نہ چھوئے مگر جو شخص باوضو ہو۔"

(موطا امام مالک روایۃ یحییٰ، کتاب القرآن، بَابُ الْأَمْرِ بِالْوُضُوءِ لِمَنْ مَسَّ الْقُرْآنَ-قرآن چھونے کے واسطے باوضو ہونا ضروری ہے، حدیث نمبر:469۔ تخریج الحدیث: "صحيح لغيره، وأخرجه البيهقي فى "سننه الكبير" برقم:18743، وعبد الرزاق فى "مصنفه" برقم:1388، 6793، وأبو داود فى "المراسيل" برقم:93، والدارمي فى "سننه" برقم: 2266، وابن حبان فى "صحيحه" برقم:6559، شركة الحروف نمبر:430، فواد عبدالباقي نمبر:15- كِتَابُ الْقُرْآنِ-ح:1")

امام ابن کثیر رحمہ اللہ کا قول:

موطا امام مالک کی مذکورہ روایت کے بارے میں امام ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

((وَرَوَى أَبُو دَاوُدَ فِي الْمَرَاسِيلِ مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: قَرَأْتُ فِي صَحِيفَةٍ عِنْدَ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «وَلَا يَمَسُّ الْقُرْآنَ إِلَّا طَاهِرٌ» وَهَذِهِ وِجَادَةٌ جَيِّدَةٌ قَدْ قَرَأَهَا الزُّهْرِيُّ وَغَيْرُهُ، وَمِثْلُ هَذَا يَنْبَغِي الْأَخْذُ بِهِ، وَقَدْ أَسْنَدَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ وَعُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ وَفِي إِسْنَادِ كُلٍّ مِنْهَا نَظَرٌ، والله أعلم))

مراسیل ابوداؤد میں ہے زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے خود اس کتاب کو دیکھا ہے اور اس میں یہ جملہ پڑھا ہے گو اس روایت کی بہت سی سندیں ہیں لیکن ہر ایک قابل غور ہے۔ واللہ اعلم

(تفسیر ابن کثیر: 8/32، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

نوٹ: شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیفہ عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے سارے الفاظ و کلمات کو من و عن قبول نہیں کیا البتہ اس صحیفہ کے جن کلمات کے لئے شواہد ملے صرف انکی تصحیح کی ہے

موقف نمبر (3)

جنبی اور حائضہ کو قرآنِ مجید کی تلاوت کی اجازت نہیں ہے

اثر: سیدنا علی رضی اللہ عنہ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

((حَدَّثَنَا حَفْصٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ

سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: "إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْرِئُنَا الْقُرْآنَ عَلَى كُلِّ حَالٍ، مَا لَمْ يَكُنْ جُنُبًا"))

نبی کریم ﷺ ہر حالت میں ہمیں قرآنِ مجید پڑھاتے اور اگر آپ ﷺ جنابت کی حالت میں ہوتے تو اس وقت قرآنِ مجید تلاوت نہیں فرماتے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ:2/223، کتاب الطہارۃ، "في الرجل يقرأ القرآن وهو غير طاهر"، حدیث نمبر:1114، الناشر: دار کنوز اشبیلیا، ریاض، محقق: الشیخ سعد بن ناصر بن عبد العزیز ابو حبیب الشثری ﷾ نے اس حدیث کی سند "حسن" کہا ہے "حسن؛ لحال ابن سلمة، تقدم[1085])

(حدیثِ ابن عمر رضی اللہ عنہما)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَقْرَأُ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ))

"حائضہ اور جنبی قرآن سے کچھ نہ پڑھیں"۔

امام ترمذی رحمہ اللہ کا قول:

((وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ: إِنَّ إِسْمَاعِيلَ بْنَ عَيَّاشٍ يَرْوِي، عَنْ أَهْلِ الْحِجَازِ وَأَهْلِ الْعِرَاقِ أَحَادِيثَ مَنَاكِيرَ، كَأَنَّهُ ضَعَّفَ رِوَايَتَهُ عَنْهُمْ فِيمَا يَنْفَرِدُ بِهِ، وَقَالَ: إِنَّمَا حَدِيثُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ أَهْلِ الشَّامِ، وقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ أَصْلَحُ مِنْ بَقِيَّةَ، وَلِبَقِيَّةَ أَحَادِيثُ مَنَاكِيرُ عَنِ الثِّقَاتِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ ذَلِكَ))

کہ میں نے امام بخاری رحمہ اللہ سے یہ بات سنی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب اسماعیل بن عیاش اہل حجاز اور اہل عراق سے تو امام بخاری رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیتے ہیں جب وہ منفرد ہو

اگر اسماعیل ابن عیاش رحمۃ اللہ علیہ اہل شام سے روایت بیان کرتے ہیں تو وہ روایات صحیح ہیں، اہل شام کے علاوہ کسی اور سے بیان کریں تو وہ روایات منکر مانی جائیں گی امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ بہتر ہیں بقیہ سے کیونکہ بقیہ ثقات سے منکر احادیث بیان کرتے ہیں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ احمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو اسی طرح کہتے ہوئے سنا ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب الطهارة، بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُنُبِ وَالْحَائِضِ أَنَّهُمَا لاَ يَقْرَآنِ الْقُرْآنَ - جنبی اور حائضہ کے قرآن نہ پڑھنے کا بیان، حدیث نمبر: 131، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ تخريج الحديث: "سنن ابن ماجه/الطهارة 105[595][تحفة الأشراف: 8474][منکر][سند میں راوی اسماعیل بن عیاش کی روایت اہل حجاز سے ضعیف ہوتی ہے، اور موسیٰ بن عقبہ مدنی ہیں]"، قال الشيخ الألباني: منكر، ابن ماجة(595)،ضعيف سنن ابن ماجة[130]،المشكاة[461]،الإرواء[192]،ضعيف الجامع الصغير وزيادته الفتح الكبير - بترتيبي - برقم [6364])

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((أَنَّ الْجُنُبَ لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، وَقَدْ ذَهَبَ إلَى تَحْرِيمِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ عَلَى الْجُنُبِ الْقَاسِمُ وَالْهَادِي وَالشَّافِعِيُّ مِنْ غَيْرِ فَرْقٍ بَيْنَ الْآيَةِ وَمَا دُونَهَا وَمَا فَوْقَهَا. وَذَهَبَ أَبُو حَنِيفَةَ إلَى أَنَّهُ يَجُوزُ لَهُ قِرَاءَةُ دُونَ آيَةٍ إذْ لَيْسَ بِقُرْآنٍ))

کہ جنبی شخص قرآن مجید کی تلاوت نہ کرے القاسم رحمۃ اللہ علیہ ، الہادی رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حالت جنابت میں قرآن کی تلاوت سے منع کیا ہے چاہے وہ ایک آیت ہو یا اس سے کم ہو یا زیادہ البتہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک اگر ایک آیت سے کم ہو تو جائز ہے

کیونکہ اس وقت وہ قرآن نہیں کہلاتا، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ آیت سے کم کچھ تلاوت کرنا قرآن تلاوت کرنے جیسا نہیں ہے۔

(نیل الاوطار للشوکانی: 1/283، أبواب موجبات الغسل،باب تحريم القراءة على الحائض والجنب، الناشر: دارالحدیث مصر)

قرآن مجید کو بغیر وضو چھونا یا تلاوت کرنے کے بارے علمائے کرام کے اقوال

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

قرآن مجید کو بغیر وضو چھونے کے بارے میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((وَلَا يَحْمِلُ أَحَدٌ الْمُصْحَفَ بِعِلَاقَتِهِ وَلَا عَلَى وِسَادَةٍ إِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ، وَلَوْ جَازَ ذَلِكَ لَحُمِلَ فِي خَبِيئَتِهِ، وَلَمْ يُكْرَهْ ذَلِكَ إِلا أَنْ يَكُونَ فِي يَدَيِ الَّذِي يَحْمِلُهُ شَيْءٌ يُدَنِّسُ بِهِ الْمُصْحَفَ، وَلَكِنْ إِنَّمَا كُرِهَ ذَلِكَ لِمَنْ يَحْمِلُهُ وَهُوَ غَيْرُ طَاهِرٍ، إِكْرَامًا لِلْقُرْآنِ وَتَعْظِيمًا لَهُ))

کہ کوئی شخص کلام اللہ کو فیتہ پکڑ کر یا تکیہ پر رکھ کر نہ اٹھائے مگر وضو سے، اگر فیتہ پکڑ کر یا تکیہ پر رکھ کر بے وضو اٹھانا درست ہوتا تو جلد کو بھی بے وضو چھونا درست ہوتا، اور بے وضو چھونا کلام اللہ کا اس لیے مکروہ ہے کہ اس کی عظمت اور شان کے خلاف ہے، نہ اس لیے کہ اٹھانے والے کے ہاتھ میں کوئی نجاست ہو اور وہ مصحف میں لگ جائے۔

(موطاامام مالک روایۃ یحیٰی، کتاب القرآن، بَابُ الْأَمْرِ بِالْوُضُوءِ لِمَنْ مَسَّ الْقُرْآنَ- قرآن چھونے کے واسطے باوضو ہونا ضروری ہے، حدیث نمبر: 469ب 1)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((حَدِيثُ عَلِيٍّ هَذَا حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَبِهِ قَالَ: غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ، قَالُوا: يَقْرَأُ الرَّجُلُ الْقُرْآنَ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ وَلَا يَقْرَأُ فِي الْمُصْحَفِ إِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ، وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ ، وَالشَّافِعِيُّ ، وَأَحْمَدُ ، وَإِسْحَاقُ))

"سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے(سنن الترمذی، حدیث نمبر:146)، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ میں سے کئی اہل علم کا یہی قول ہے کہ آدمی وضو کے بغیر قرآن پڑھ سکتا ہے، لیکن مصحف میں دیکھ کر اسی وقت پڑھے جب وہ باوضو ہو، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے۔"

(سنن الترمذی، کتاب الطہارۃ، بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ عَلَى كُلِّ حَالٍ مَا لَمْ يَكُنْ جُنُبًا- آدمی ہر حال میں قرآن پڑھ سکتا ہے جب تک کہ وہ جنبی نہ ہو، تحت حدیث:146)

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((فَفِيمَا رَوَيْنَاهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِبَاحَةُ ذِكْرِ اللهِ تَعَالَى عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ ، وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ كَذَلِكَ ، وَمَنْعُ الْجُنُبِ مِنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ خَاصَّةً وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))

یعنی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو احادیث ہم نے نقل کی ہیں ان احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بغیر وضو اللہ کا ذکر کرنا اور قرآنِ مجید کی تلاوت کرنا مباح ہے اور خصوصاً جنابت کی حالت میں قرآنِ مجید کی تلاوت سے منع کیا گیا ہے احادیث سے یہی بات ثابت ہوتی ہے۔

(شرح معانی الآثار للطحاوی:1/ 87، کتاب الطہارۃ،" باب ذكر الجنب الحائض والذي ليس على وضوء ، وقراءتهم القرآن"، الناشر: عالم الکتب)

امام بغوی رحمہ اللہ کا قول:

((وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الْمُحْدِثَ أَوِ الْجُنُبَ لَا يَجُوزُ لَهُ حَمْلُ الْمُصْحَفِ وَلَا مَسُّهُ))

اکثر اہل علم کا اسی بات پر عمل ہے کہ بغیر وضو قرآنِ مجید کو ہاتھ نہ لگایا جائے اور اگر کوئی جنبی ہو تو قرآنِ مجید کو ہاتھ لگانا یا قرآنِ مجید کو اٹھا جائز نہیں۔

((وَقَالَ مَالِكٌ :لَا يَحْمِلُ الْمُصْحَفَ بِعِلَاقَتِهِ، وَلَا عَلَى وِسَادَةٍ إِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ إِكْرَامًا لِلْقُرْآنِ، وَتَعْظِيمًا لَهُ وَجَوَّزَ الْحَكَمُ، وَحَمَّادٌ، وَأَبُو حَنِيفَةَ حَمْلَهُ وَمَسَّهُ. وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ: «لَا يَمَسُّ الْمَوْضِعَ الْمَكْتُوبَ». وَكَانَ أَبُو وَائِلٍ يُرْسِلُ جَارِيَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ إِلَى أَبِي رَزِينٍ لِتَأْتِيَهُ بِالْمُصْحَفِ، فَتُمْسِكُهُ بِعِلَاقَتِهِ. وَكَانَ الشَّعْبِيُّ لَا يَرَى بَأْسًا أَنْ يَأْخُذَ بِعِلَاقَةِ الْمُصْحَفِ غَيْرُ طَاهِرٍ))

امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں: اگر کوئی جنبی ہو تو قرآنِ مجید کی تکریم و تعظیم کے مدِ نظر قرآنِ مجید کو جزدان سے بھی نہ پکڑے اور نہ تکئے پر رکھے الا یہ کہ وہ پاک صاف ہو، حکم، حماد اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جنبی شخص قرآنِ مجید کو چھو بھی سکتا ہے اور جنبی شخص کا قرآنِ مجید کو اٹھانا بھی جائز ہے البتہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جہاں پر قرآنِ مجید کے الفاظ تحریر ہوں اس کو ہاتھ نہ لگائے، ابو وائل اپنی کنیز کو ابو رزین کے پاس بھیجا کرتے تھے تاکہ وہ قرآنِ مجید لیکر آئے جب وہ کنیز حیض سے ہوتی تو قرآنِ مجید کو غلاف سے پکڑ کر لایا کرتی تھی، امام شعبی رحمہ اللہ بھی اسی بات کے قائل تھے کہ ناپاک شخص قرآنِ مجید کو غلاف کے ذریعے پکڑ سکتا ہے۔

(شرح السنۃ للبغوی:2/48، کتاب الطہارۃ، "باب المحدث لا يمس المصحف"، الناشر: المکتب الاسلامی، دمشق۔ بیروت)

11۔ حائضہ اور جنبی کے لئے تلاوتِ قرآن کے بارے میں امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں

((وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ، مِثْلِ: سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ، قَالُوا: لَا تَقْرَأْ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْئًا، إِلَّا طَرَفَ الْآيَةِ وَالْحَرْفَ وَنَحْوَ ذَلِكَ، وَرَخَّصُوا لِلْجُنُبِ وَالْحَائِضِ فِي التَّسْبِيحِ وَالتَّهْلِيلِ))

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ میں سے اکثر اہل علم اور ان کے بعد کے لوگ مثلاً سفیان ثوری رحمہ اللہ، ابن مبارک رحمہ اللہ، شافعی رحمہ اللہ، احمد رحمہ اللہ اور اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کا یہی قول ہے کہ حائضہ اور جنبی آیت کے کسی ٹکڑے یا ایک آدھ حرف کے سوا قرآن سے کچھ نہ پڑھیں، ہاں ان لوگوں نے جنبی اور حائضہ کو تسبیح و تہلیل کی اجازت دی ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب الطہارۃ، بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُنُبِ وَالْحَائِضِ أَنَّهُمَا لاَ يَقْرَآنِ الْقُرْآنَ ۔ جنبی اور حائضہ کے قرآن نہ پڑھنے کا بیان، تحت حدیث نمبر:131)

خلاصہ کلام

حائضہ سے متعلق احکامات الدرر السنیۃ سے

1) تلاوت قرآن

2) مصحف کو چھونا

3) ذکر کرنا

1۔ پہلا مسئلہ: حائضہ کا قرآن مجید کی تلاوت کرنا:

حائضہ کا قرآن کریم کی تلاوت کرنا جائز ہے اور یہ مالکیہ اور ظاہریہ کا مذہب ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ سے مروی قدیم قول اور امام احمد رحمہ اللہ سے مروی ایک روایت یہی ہے اور اسی کو طبری رحمہ اللہ، ابن تیمیہ

رحمہ اللہ، ابن قیم رحمہ اللہ اور ابن عثیمین رحمہ اللہ نے اختیار کیا اور دائمی کمیٹی برائے فتاوی نے یہی فتوی جاری کیا ہے۔

اس کی درج ذیل وجوہات ہیں :

- اول: یہ مسلمہ امر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں عورتیں حائضہ ہوا کرتی تھیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں قرآن کریم کی تلاوت سے منع نہیں فرمایا کرتے تھے، اگر حائضہ کو اس سے منع کیا جاتا تو صحیح اور صریح احادیث میں اس کی ممانعت ضرور وارد ہوتی جیسے نماز اور روزہ سے ممانعت ثابت ہے؛ چونکہ اس ضمن میں ناقابل حجت احادیث وارد ہیں، جس سے یہ معلوم ہوا کہ شریعت نے عورتوں کو قرآن مجید کی تلاوت سے منع نہیں کیا۔
- دوم: حیض کا تعلق عورت کے تصرف و اختیار سے خارجی امر ہے اور وہ اس کو ختم نہیں کر سکتی اور کبھی اس کی مدت طویل ہو جاتی ہے اور کبھی وہ اپنی حفظ کردہ چیزیں بھول جاتی ہے۔

2۔ حائضہ کا مصحف قرآنی کو چھونا

حائضہ کا مصحف قرآنی کو چھونا ناجائز ہے اور اس پر چاروں فقہی مذاہب: حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کا اتفاق ہے اور اس مسئلہ میں اکثر اہل علم کا اتفاق نقل کیا گیا ہے۔

دلائل: اول: کتاب اللہ کی دلیل

فرمان الٰہی ہے :

إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ فِي كِتَابٍ مَكْنُونٍ لا يَمَسُّهُ إِلا الْمُطَهَّرُونَ [الواقعة: 77-79].

"کہ بیشک یہ قرآن بہت بڑی عزت والا ہے (77) جو ایک محفوظ کتاب میں درج ہے (78) جسے صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں" (79)

آیت سے استدلال کی صورت :

دونوں حدث اصغر اور اکبر سے پاک رہنے والے کو "المطھَّر" کہتے ہیں اور اسی طرح حیض سے پاک ہونے پر ہی عورت پاک ہوتی ہے۔

دوم: سنت نبوی ﷺ کے دلائل

حدیث:((لا يمسّ القرآنَ إلّا طاهرٌ))حدیث :"قرآن مجید کو صرف طاہر شخص ہی چھوئے۔"[25]

---

[25] (1) ۔اس حدیث کو طبرانی نے (313/12)(13217) میں، دار قطنی نے (121/1) میں اور بیہقی نے (417) میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث سے روایت کیا ہے۔ ابن الملقن رحمہ اللہ نے "شرح البخاري" (31/5) میں اس حدیث کی اسناد کو عمدہ قرار دیا، ہیثمی رحمہ اللہ نے "مجمع الزوائد" (281/1) میں اس حدیث کے راویوں کو ثقہ کہا اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے " صحیح الجامع" (7780) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا۔ اور دارمي نے (2266) میں ،ابن حبان رحمہ اللہ نے (6559) میں، بیہقی رحمہ اللہ نے (416) میں عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث کو روایت کیا۔ امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا : مجھے اس حدیث کے صحیح ہونے کی توقع ہے جیسا کہ بیہقی رحمہ اللہ کی "السنن الکبری" (89/4) میں ہے۔ اور دارمی رحمہ اللہ، ابوزرعہ الرازی رحمہ اللہ اور ابوحاتم الرازی رحمہ اللہ نے اس کی موصول اسناد کو حسن قرار دیا جیسا کہ بیہقی رحمہ اللہ کی "السنن الکبری" (89/4) میں ہے اور ابن الملقن رحمہ اللہ نے "شرح البخاري" (26/5) میں اس حدیث کو عمدہ قرار دیا اور ابن حجر رحمہ اللہ نے "موافقة الخبر الخبر" (386/2) میں اس حدیث کو حسن قرار دیا اور ابن باز رحمہ اللہ نے "مجموع الفتاوی" (336/24) میں اور البانی رحمہ اللہ نے "إرواء الغليل" (122) میں حدیث کو صحیح قرار دیا۔ اور مالک نے "الموطا" (278/2) میں اور بیہقی نے "معرفة السنن والآثار" (318/1)(212) میں عبداللہ بن أبي بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے ان کی مشہور کتاب میں مروی یہ حدیث روایت کی۔ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے "التمهيد" (396/17) میں فرمایا: اس کتاب کی صحت کی دلیل یہ ہے کہ اس کو جمہور علماء کرام کا قبول عام حاصل ہے۔ اور ابن دقیق العید نے "الإلمام" (87/1)

حدیث سے وجہ دلالت :

دونوں حدث اصغر اور اکبر سے پاک رہنے والا ہی "الطَّاهِر" ہے اور اسی اسی طرح عورت کا حیض سے پاک ہونا ضروری ہے۔

سوم: آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کی دلیل

((عن عبد الرَّحمن بن يزيدَ عن سلمانَ الفارسيِّ رَضِيَ اللهُ عنه، قال: (كنَّا معه في سفرٍ، فانطلَقَ فقضى حاجتَه، ثمَّ جاء، فقلت: أيْ أبا عبدِ الله، توضَّأْ؛ لعلَّنا نسألُك عن آيٍ من القرآنِ، فقال: سَلُوني؛ فإنِّي لا أمسُّه؛ إنَّه لا يَمسُّه إلَّا المطهَّرونَ، فسألْناه، فقرأ علينا قبل أن يتوضَّأ)(٢).

عبد الرَّحمن بن یزید سے روایت ہے کہ :(ہم سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک سفر میں تھے ،وہ قضائے حاجت کے لئے جا کر واپس آئے تو میں نے کہا: اے ابو عبد اللہ ! وضوء فرمالیں تاکہ ہم آپ سے قرآنی آیات کے بارے میں سوال کر سکیں ،تو فرمایا: پوچھو: میں قرآن کو چھونے والا نہیں ہوں کیونکہ قرآن مجید کو صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں ؛ہم نے ان سے سوال کئے تو انہوں نے وضوء کرنے سے پہلے ہی ہمیں قرآنی آیات پڑھ کر سنائیں)

(ابن أبي شيبة نے "المصنف"(1106) میں ،دار قطني نے(1/124) میں اور بیہقي نے(430) میں اس اثر کو روایت کیا ہے۔ اور دار قطني نے(1/124) میں اس روایت کو صحیح کہا اور زيلعي نے "نصب

میں فرمایا: یہ حدیث مرسل ہے ،اور بعض لوگ کتاب کی شہرت اور اس کو ملنے والی قبولیت کو دلیل بناتے ہوئے اس حدیث کو ثابت کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس بناء پر اسناد کے مطالبہ سے بے نیازی برتی جا سکتی ہے۔ اور آلباني نے "أداء ما وجب" (110) میں اس حدیث کو مرسلا صحیح قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ : یہ حدیث موصولا بھی وارد ہوئی ہے۔

الراية"(1/199) میں اس حدیث کو عمدہ قرار دیا)

3۔ حائضہ کا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا

حائضہ اور زچہ عورتیں، اللہ عزوجل کا ذکر کرسکتی ہیں اور اس پر چاروں فقہی مذاہب: حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کا اتفاق ہے اور اس مسئلہ میں اجماع نقل کیا گیا ہے۔

سنت رسول ﷺ کے دلائل

قولُ النبيِّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم لعائِشةَ وهي حائِضٌ: افْعَلِي مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ، غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي "... قَالَتْ: فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ طَهَرْتُ"

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ۔۔۔ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا جب کہ وہ حائضہ تھیں: "اب تم وہ سب کرسکتی ہو جو حاجی کرتا ہے بجز اس کے کہ بیت اللہ کا طواف نہ کرو جب تک پاک نہ ہو جاؤ۔ "

(صحیح بخاری / کتاب: حیض کے احکام و مسائل / باب: اس بارے میں کہ حائضہ بیت اللہ کے طواف کے علاوہ حج کے باقی ارکان پورا کرے گی۔ حدیث نمبر: 305،1650، صحیح مسلم / حج کے احکام و مسائل / باب: احرام کی اقسام کا بیان، اور حج افراد، تمتع، اور قران تینوں جائز ہیں، اور حج میں عمرہ کو داخل کرنا یعنی حج تمتع کرنا جائز ہے، اور حج قارن والا اپنے حج سے کب حلال ہو جائے؟، حدیث نمبر: 1211، حدیث کے الفاظ صحیح مسلم کے ہیں)

حدیث سے وجہ دلالت:

نبی ﷺ نے مناسک حج میں سے صرف طواف ہی کو مستثنیٰ فرمایا اور حج کے اعمال میں ذکر، تلبیہ اور دعاء ہوتے ہیں اور حائضہ کو ان میں سے کسی امر سے نہیں روکا گیا۔

((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عنها ، قَالَتْ: " كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَذْكُرُ اللهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ "))

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کی یاد ہر وقت کرتے تھے۔

(امام بخاری نے حدیث نمبر: 634 سے پہلے اس حدیث کو تعلیقا روایت کیا ہے، صحیح مسلم / حیض کے احکام ومسائل / باب: جنابت ہو یا غیر جنابت ہر حال میں اللہ کا ذکر کرنے کا بیان۔ صحیح مسلم: 373)

حدیث سے وجہ دلالت :

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قول "ہر وقت" کا عام معنی ومفہوم ہے اور اس عام وقت میں جنابت کی حالت بھی ہے اور اسی پر حیض کو قیاس کیا جائے گا۔

✓ حائضہ قرآن کی تلاوت کرنے کا حکم ؟ معاصرین کے ویب سائٹ سے

1- شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ : اجازت ہے منع کی دلیل نہیں ہے، اختلافی مسئلہ ہونے کی وجہ سے احتیاط اسی میں ہے کہ اگر حاجت ہو تو پڑھ لے دستانہ سے چھو کر (یہ راجح ہے)

2- شیخ بن باز رحمہ اللہ نے بھی اجازت دی ہے[26]

---

[26] حكم قراءة القرآن الكريم للحائض

س: هل يجوز للمرأة أن تقرأ القرآن الكريم في أيام عذرها؟ وهل لها أن تقرأ القرآن الكريم إذا أوت إلى النوم وتقرأ آية الكرسي بدون أن تلمس المصحف؟ نرجو من سماحة الشيخ أن يتفضل بإشباع هذا الموضوع حتى نكون فيه على بصيرة.

جواب: الحمد لله وصلى الله وسلم على رسول الله، أما بعد: فقد سبق أن تكلمت في هذا الموضوع غير مرة وبينت أنه لا بأس ولا حرج أن تقرأ المرأة وهي حائض أو نفساء ما تيسر من

القرآن عن ظهر قلب؛ لأن الأدلة الشرعية دلت على ذلك وقد اختلف العلماء رحمة الله عليهم في هذا:

فمن أهل العلم من قال: إنها لا تقرأ كالجنب واحتجوا بحديث ضعيف رواه أبو داود عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما عن النبي ﷺ أنه قال: لا تقرأ الحائض ولا الجنب شيئا من القرآن وهذا الحديث ضعيف عند أهل العلم، لأنه من رواية إسماعيل بن عياش عن الحجازيين، وروايته عنهم ضعيفة.

وبعض أهل العلم قاسها على الجنب قال: كما أن الجنب لا يقرأ فهي كذلك. لأن عليها حدثا أكبر يوجب الغسل، فهي مثل الجنب.

والجواب عن هذا: أن هذا قياس غير صحيح، لأن حالة الحائض والنفساء غير حالة الجنب، فالحائض والنفساء مدتهما تطول وربما شق عليهما ذلك وربما نسيتا الكثير من حفظهما للقرآن الكريم، أما الجنب فمدته يسيرة متى فرغ من حاجته اغتسل وقرأ، فلا يجوز قياس الحائض والنفساء عليه، والصواب من قولي العلماء: أنه لا حرج على الحائض والنفساء أن تقرأ ما تحفظان من القرآن، ولا حرج أن تقرأ الحائض والنفساء آية الكرسي عند النوم، ولا حرج أن تقرأ ما تيسر من القرآن في جميع الأوقات عن ظهر قلب، هذا هو الصواب، وهذا هو الأصل، ولهذا أمر النبي ﷺ عائشة لما حاضت في حجة الوداع قال لها: افعلي ما يفعل الحاج غير ألا تطوفي بالبيت حتى تطهري ولم ينهها عن قراءة القرآن.

ومعلوم أن المحرم يقرأ القرآن. فيدل ذلك على أنه لا حرج عليها في قراءته؛ لأنه ﷺ إنما منعها من الطواف؛ لأن الطواف كالصلاة وهي لا تصلي وسكت عن القراءة، فدل ذلك على أنها غير ممنوعة من القراءة، ولو كانت القراءة ممنوعة لبينها لعائشة ولغيرها من النساء في حجة الوداع وفي غير حجة الوداع. ومعلوم أن كل بيت في الغالب لا يخلو من الحائض والنفساء، فلو كانت لا تقرأ القرآن لبينه ﷺ للناس بيانا عاما واضحا حتى لا يخفى على أحد.

أما الجنب فإنه لا يقرأ القرآن بالنص ومدته يسيرة متى فرغ تطهر وقرأ فقد كان النبي ﷺ يذكر الله في كل أحيانه إلا إذا كان جنبا انحبس عن القرآن حتى يغتسل عليه الصلاة والسلام، كما قال علي رضي الله عنه: كان عليه الصلاة والسلام لا يحجبه شيء عن القرآن سوى الجنابة.

3-حائضہ کو تلاوت سے منع کرنے والی روایت ضعیف ہے

ما روي من حديث ابن عمر رضي الله عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم قال : " لا تقرأ الحائض ولا الجنب شيئاً من القرآن " رواه الترمذي(131)وابن ماجه(595)والدارقطني(117/1)والبيهقي(89/1)وهو حديث ضعيف لأنه من رواية إسماعيل بن عياش عن الحجازيين وروايته عنهم ضعيفة ، قال شيخ الإسلام ابن تيمية(460/21):وهو حديث ضعيف باتفاق أهل المعرفة بالحديث أ.هـ . وينظر : نصب الراية1/195والتلخيص الحبير1/183.

4-امام مالک، ابن تیمیہ رحمہ اللہ، الشوکانی رحمہ اللہ [27]نے بھی اجازت دی ہے (قرآن مجید کو بغیر وضو چھونا یا

وثبت عنه عليه الصلاة والسلام أنه قرأ بعدما خرج من محل الحاجة، فقد قرأ وقال: هذا لمن ليس جنبا أما الجنب فلا ولا آية فدل ذلك على أن الجنب لا يقرأ حتى يغتسل

[27] وذهب بعض أهل العلم إلى جواز قراءة الحائض للقرآن وهو مذهب مالك ، ورواية عن أحمد اختارها شيخ الإسلام ابن تيمية ورجحه الشوكاني واستدلوا على ذلك بأمور منها:

-١أن الأصل الجواز والحل حتى يقوم دليل على المنع وليس هناك دليل يمنع من قراءة الحائض للقرآن ، قال شيخ الإسلام ابن تيمية : ليس في منع الحائض من القراءة نصوص صريحة صحيحة ، وقال : ومعلوم أن النساء كن يحضن على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ، ولم يكن ينههن عن قراءة القرآن ، كما لم يكن ينههن عن الذكر والدعاء .

-٢أن الله تعالى أمر بتلاوة القرآن ، وأثنى على تاليه ووعده بجزيل الثواب وعظيم الجزاء فلا يمنع من ذلك إلا من ثبت في حقه الدليل وليس هناك ما يمنع الحائض من القراءة كما تقدم .

-٣أن قياس الحائض على الجنب في المنع من قراءة القرآن قياس مع الفارق لأن الجنب باختياره أن يزيل هذا المانع بالغسل بخلاف الحائض ، وكذلك فإن الحيض قد تطول مدته غالباً ، بخلاف الجنب فإنه مأمور بالإغتسال عند حضور وقت الصلاة .

تلاوت کرنے کے بارے علمائے کرام کے اقوال صالح منجد کے ویب سائٹ سے)

((س: هل يجوز قراءة القرآن بدون وضوء؟ ومن هم المطهرون؟))

شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ قول:

((ج: تجوز قراءة القرآن بدون وضوء إذا كان لا يمس المصحف، بل

-4أن في منع الحائض من القراءة تفويتاً للأجر عليها وربما تعرضت لنسيان شيء من القرآن أو احتاجت إلى القراءة حال التعليم أو التعلم .

فتبين مما سبق قوة أدلة قول من ذهب إلى جواز قراءة الحائض للقرآن ، وإن احتاطت المرأة واقتصرت على القراءة عند خوف نسيانه فقد أخذت بالأحوط .

ومما يجدر التنبيه عليه أن ما تقدم في هذه المسألة يختص بقراءة الحائض للقرآن عن ظهر قلب ، أما القراءة من المصحف فلها حكم آخر حيث أن الراجح من قولي أهل العلم تحريم مس المصحف للمُحدث لعموم قوله تعالى : (لا يمسه إلا المطهرون) ولما جاء في كتاب عمرو بن حزم الذي كتبه النبي صلى الله عليه وسلم إلى أهل اليمن وفيه : " ألا يمس القرآن إلا طاهر " رواه مالك ١٩٩/١ والنسائي ٥٧/٨ وابن حبان ٧٩٣ والبيهقي ٨٧/١ قال الحافظ ابن حجر : وقد صحح الحديث جماعة من الأئمة من حيث الشهرة ، وقال الشافعي : ثبت عندهم أنه كتاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ، وقال ابن عبدالبر : هذا كتاب مشهور عند أهل السير معروف عند أهل العلم معرفة يستغني بشهرتها عن الإسناد لأنه أشبه المتواتر لتلقي الناس له بالقبول والمعرفة .أ.هـ وقال الشيخ الألباني عنه : صحيح .التلخيص الحبير ١٧/٤ وانظر : نصب الراية ١٩٦/١ إرواء الغليل ١٥٨/١ .

حاشية ابن عابدين ١٥٩/١ المجموع ٣٥٦/١ كشاف القناع ١٤٧/١ المغني ٤٦١/٣ نيل الأوطار ٢٢٦/١ مجموع الفتاوى ٤٦٠/٢١ الشرح الممتع للشيخ ابن عثيمين ٢٩١/١ .

ولذلك فإذا أرادت الحائض أن تقرأ في المصحف فإنها تمسكه بشيء منفصل عنه كخرقة طاهرة أو تلبس قفازا ، أو تقلب أوراق المصحف بعود أو قلم ونحو ذلك ، وجلدة المصحف المخيطة أو الملتصقة به لها حكم المصحف في المسّ ، والله تعالى أعلم

يقرأ عن ظهر قلب، أما مس المصحف فلا يجوز إلا على طهارة، والمطهرون المذكورون في قوله تعالى: ﴿لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ﴾ (٢) هم: المتطهرون من الحدث الأكبر والأصغر في قول بعض العلماء، والصحيح أن المراد بهم الملائكة، وأما الجنب فلا يقرأ شيئا من القرآن لا حفظا ولا من المصحف؛ لما ثبت عن علي رضي الله عنه أنه قال: «كان النبي صلى الله عليه وسلم لا يحجزه شيء عن القرآن سوى الجنابة»

کیا قرآنِ مجید کو بغیر وضو تلاوت کرنا جائز ہے؟ وہ کون لوگ ہیں جو پاکیزہ شمار کیے جاتے ہیں؟

بغیر وضو قرآنِ مجید کی تلاوت کرنا جائز ہے البتہ تلاوت کرنے والا مصحف کو ہاتھ نہ لگائے بلکہ صرف زبانی پڑھے، قرآنِ مجید کو بغیر وضو کے ہاتھ لگانا جائز نہیں جیسا کہ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ﴾

(سورہ الواقعۃ، سورۃ نمبر 56، آیت نمبر: 79)

"جسے (یعنی قرآنِ مجید کو) صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔"

علمائے کرام کہتے ہیں (الْمُطَهَّرُونَ) سے مراد وہ لوگ ہیں جو حدثِ اصغر اور حدثِ اکبر سے پاک ہوں اور صحیح بات یہ کہ یہاں پر فرشتے مراد ہیں، البتہ جو لوگ جنابت کی حالت میں ہوں ایسے لوگ نہ قرآنِ مجید کو ہاتھ لگا سکتے ہیں اور نہ زبانی پڑھ سکتے ہیں جیسا کہ سیدنا علی کی حدیث سے یہ بات ثابت ہے سیدنا علی فرماتے ہیں: "نبی کریم ﷺ کو قرآن پڑھنے سے جنابت کے سوا کوئی اور چیز نہ روکتی تھی"۔

(مجموع فتاوی ومقالات متنوعۃ لابن باز: 29/64، "باب فرائض الوضوء حکم قراءة القرآن بدون وضوء"، الناشر: رئاسۃ ادارۃ البحوث العلمیۃ والافتاء بالمملکۃ العربیۃ السعودیۃ)

جس موبائل فون میں قرآنِ مجید ہو اس کو بغیر وضو ہاتھ لگانا اور اس کے ذریعے تلاوت کرنے کا حکم؟

((وقد سئل الشيخ عبد الرحمن بن ناصر البراك : ما حكم قراءة القرآن من جهاز الجوال بدون طهارة ؟

فأجاب حفظه الله : " الجواب: الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده أما بعد. فمعلوم أن تلاوة القرآن عن ظهر قلب لا تشترط لها الطهارة من الحدث الأصغر ، بل من الأكبر ، ولكن الطهارة لقراءة القرآن ولو عن ظهر قلب أفضل ، لأنه كلام الله ومن كمال تعظيمه ألا يقرأ إلا على طهارة .وأما قراءته من المصحف فتشترط الطهارة للمس المصحف مطلقاً ، لما جاء في الحديث المشهور : (لا يمس القرآن إلا طاهر) ولما جاء من الآثار عن الصحابة والتابعين ، وإلى هذا ذهب جمهور أهل العلم ، وهو أنه يحرم على المحدث مس المصحف ، سواء كان للتلاوة أو غيرها ،وعلى هذا يظهر أن الجوال ونحوه من الأجهزة التي يسجل فيها القرآن ليس لها حكم المصحف ،لأن حروف القرآن وجودها في هذه الأجهزة تختلف عن وجودها في المصحف ، فلا توجد بصفتها المقروءة ، بل توجد على صفة ذبذبات تتكون منها الحروف بصورتها عند طلبها ، فتظهر الشاشة وتزول بالانتقال إلى غيرها ، وعليه فيجوز مس الجوال أو الشريط الذي سجل فيه القرآن ، وتجوز القراءة منه ، ولو من غير طهارة والله أعلم " انتهى نقلا عن موقع: "نور الإسلام."

وسئل الشيخ صالح الفوزان حفظه الله : أنا حريص على قراءة القرآن وعادة أكون في المسجد مبكرا ومعي جوال من الجوالات الحديثة التي فيها برنامج كامل للقرآن الكريم –القرآن كاملا– بعض

المرات : لا أكون على طهارة فأقرأ ما يتيسر وأقرأ بعض الأجزاء ، هل تجب الطهارة عند القراءة من الجوالات ؟فأجاب : "هذا من الترف الذي ظهر على الناس ، المصاحف والحمد لله متوفرة في المساجد وبطباعة فاخرة ، فلا حاجة للقراءة من الجوال ، ولكن إذا حصل هذا فلا نرى أنه يأخذ حكم المصحف .المصحف لا يمسه إلا طاهر ، كما في الحديث : (لا يمس القرآن إلا طاهر) وأما الجوال فلا يسمى مصحفا " انتهى . وقراءة القرآن من الجوال فيها تيسير للحائض ، ومن يتعذر عليه حمل المصحف معه ، أو كان في موضع يشق عليه فيه الوضوء ، لعدم اشتراط الطهارة لمسه كما سبق))

الشیخ عبدالرحمن بن ناصر البراک حفظہ اللہ کا قول:

یہ بات واضح ہے کہ زبانی تلاوت کرنے کیلیے وضو کی شرط نہیں لگائی جاتی بلکہ جنابت کی حالت میں بھی قرآنِ مجید کی زبانی تلاوت کی جاسکتی ہے، تاہم زبانی تلاوت کرتے ہوئے بھی باوضو ہونا افضل اور بہتر ہے کیونکہ قرآن مجید اللہ تعالی کا کلام ہے اور باوضو ہو کر قرآن مجید کی تلاوت کرنا قرآن مجید کی کامل تعظیم میں شامل ہے جبکہ قرآن مجید پکڑ کر تلاوت کرنے کیلیے مطلق طور پر باوضو ہونا شرط ہے؛ جیسے کہ مشہور حدیث میں ہے کہ: (قرآن مجید کو باوضو شخص ہی ہاتھ لگائے) اسی طرح صحابہ کرام اور تابعین رحمہم اللہ سے بھی اس بارے میں آثار منقول ہیں، اسی بات کے جمہور اہل علم قائل ہیں کہ بغیر وضو قرآن مجید کو ہاتھ نہیں لگانا چاہیے تلاوت کیلیے ہاتھ لگانا مقصود ہو یا کسی اور مقصد سے، اس بنا پر موبائل یا دیگر جدید آلات جن میں قرآن مجید ریکارڈ ہوتا ہے ان کا حکم مصحف والا نہیں ہے کیونکہ ان آلات میں قرآن مجید کے حروف اس طرح نہیں ہوتے جیسے کہ مصحف میں ہوتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ موبائل میں قرآن مجید لہروں اور شعاعوں کی شکل میں

ہوتا ہے جس سے ضرورت کے وقت قرآن مجید کی شکل بن کر عیاں ہوتی ہے، لہذا اگر قرآن مجید کھول کر کوئی اور پروگرام کھول لیا جائے تو قرآن مجید اسکرین سے غائب ہو جاتا ہے، اس لیے موبائل کو یا کیسٹ جس میں قرآن مجید ریکارڈ ہے ہاتھ لگایا جا سکتا ہے، اسی طرح موبائل سے قرآن مجید کی تلاوت کرنا بھی جائز ہے، چاہے وضو نہ بھی ہو "

"(سوال کرنے والے نے الشیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ سے پوچھا) مجھے قرآن مجید پڑھنے کا بہت شوق ہے، عام طور پر میں مسجد میں جلدی پہنچ کر اپنے جدید ترین موبائل سے قرآن مجید نکال کر پڑھنا شروع کر دیتا ہوں، میرے موبائل میں مکمل قرآن مجید ہے، بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ میرا وضو نہیں ہوتا تو پھر بھی میں اپنے موبائل سے قرآن مجید کی تلاوت کر لیتا ہوں، تو کیا موبائل سے تلاوت کرتے ہوئے بھی باوضو ہونا ضروری ہے؟

الشیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ کا قول:

جواب: یہ چیز ان سامانِ اسائش میں سے ہے جو لوگوں کو موجودہ زمانہ میں حاصل ہے جبکہ اللہ کا شکر ہے کہ بہترین پرنٹنگ والے قرآن مجید مساجد میں موجود ہیں اس لیے موبائل سے قرآن مجید کی تلاوت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، تاہم اگر ایسا چلن ہو گیا ہے تو ہم یہ نہیں سمجھتے کہ اس کا حکم بھی مصحف والا ہوگا، مصحف کو صرف باوضو شخص ہی ہاتھ لگا سکتا ہے، جیسے کہ حدیث میں ہے کہ: (اسے صرف باوضو شخص ہی ہاتھ لگائے) جبکہ موبائل کو مصحف نہیں کہا جا سکتا، موبائل سے قرآن مجید کی تلاوت میں حائضہ خواتین کیلیے بھی آسانی ہے اسی طرح ان کیلیے بھی آسانی ہے جن کیلیے قرآن مجید ہر وقت اپنے ساتھ رکھنا مشکل ہے، یا ایسی جگہ پر انسان موجود ہو جہاں پر وضو کرنا مشکل ہے کیونکہ موبائل سے تلاوت کرتے ہوئے باوضو ہونا شرط نہیں ہے۔ واللہ اعلم

(https://quranpedia.net/fatwa/1486)

12۔بغیر وضو قرآنِ مجید کی تلاوت، ذکر واذکار، اور بغیر وضو سلام کرنے اور سلام کا جواب دینے کا حکم

علمائے کرام نے بغیر وضو قرآنِ مجید کی تلاوت کرنے کی اجازت دی ہے لیکن مستحب اور افضل یہ ہے کہ باوضو ہو کر قرآنِ مجید کی تلاوت کی جائے نیز ذکر واذکار اور سلام کرنے اور سلام کا جواب دینے کے لیے بھی یہی حکم ہے ،مذکورہ تمام دلائل سے یہ بات واضح ہے کہ بغیر وضو قرآنِ مجید کی تلاوت بھی صحیح ہے نیز ذکر واذکار اور سلام کرنے اور سلام کا جواب دینے کے لئے بھی یہ حکم ہے جیسا کہ

پہلی دلیل:(حدیثِ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)

حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

((كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَذْكُرُ اللهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ))

"کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کا ذکر ہر وقت کیا کرتے تھے۔"

(صحیح مسلم، کتاب الحیض، بَابُ ذِكْرِ اللهِ تَعَالَى فِي حَالِ الْجَنَابَةِ وَغَيْرِهَا-جنابت ہو یا غیر جنابت ہر حال میں اللہ کا ذکر کرنے کا بیان، حدیث نمبر:373[826]۔وسنن الترمذی:3384۔وسنن ابوداود:18۔وسنن ابن ماجہ:302)

دوسری دلیل:(حدیث)

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے آسمان کی طرف دیکھا اور سورہ آل عمران کے اواخر کی تلاوت کی۔

تیسری دلیل:(حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا)

(اثار)امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو معلق ذکر کیا ہے:

((وَيُذْكَرُ عَنْ بِلَالٍ، أَنَّهُ جَعَلَ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَجْعَلُ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ، ((وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: لَا بَأْسَ أَنْ يُؤَذِّنَ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ، وَقَالَ عَطَاءٌ: الْوُضُوءُ حَقٌّ وَسُنَّةٌ، وَقَالَتْ عَائِشَةُ: كَانَ النَّبِيُّ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ))

"سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اذان میں اپنی دونوں انگلیاں اپنے کانوں میں داخل کیں، اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اذان میں کانوں میں انگلیاں نہیں ڈالتے تھے، اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ بے وضو اذان دینے میں کوئی برائی نہیں اور عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اذان میں وضو ضروری اور سنت ہے، اور ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب وقتوں میں اللہ کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔"

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، بَابُ هَلْ يَتَتَبَّعُ الْمُؤَذِّنُ فَاهُ هَاهُنَا وَهَا هُنَا، وَهَلْ يَلْتَفِتُ فِي الأَذَانِ- کیا مؤذن اذان میں اپنا منہ ادھر ادھر (دائیں بائیں) پھرائے اور کیا اذان کہتے وقت ادھر ادھر دیکھ سکتا ہے؟، باب نمبر:19)

چوتھی دلیل علمائے کرام کے اقوال:

شرح حدیث ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہ الفاظ ہیں کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب وقتوں میں اللہ کا ذکر فرمایا کرتے تھے"

اس بارے میں علمائے کرام کہتے ہیں کہ: پیشاب، پاخانہ، حالتِ جنابت اور جماع کے دوران نیز حمام اور بیت الخلاء کی جگہوں کو چھوڑ کر ہر جگہ اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کی اجازت ہے لہذا ان حالات اور ان جگہوں پر اذان کا جواب بھی نہ دیا جائے اور نہ چھینک آنے پر الحمد للہ کہنا چاہئے اور نہ چھینکنے والے کے الحمد للہ کہنے پر اس کا جواب دینا چاہئے سلام اور سلام کا جواب بھی اس میں شامل ہے اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر حال میں کرنے کی اجازت ہے، مسلمان مرد اور عورت کو کسی بھی حال اللہ کے ذکر سے غافل نہیں رہنا ہے اس میں، وضو شرط نہیں ہے البتہ جنبی کے لئے حالتِ جنابت میں حائضہ کے لئے حالتِ حیض میں قرآن مجید کی تلاوت سے منع کیا گیا ہے (سیدنا عبد اللہ ابن عباس جنابت کی حالت میں بھی مصحف کے بغیر قرآنِ مجید کی تلاوت کے قائل تھے) البتہ خواتین حیض کے دنوں میں دوسرے ذکر واذکار کی پابندی کر سکتی ہیں مگر قرآنِ مجید کی تلاوت کرنے کے کرنے میں علمائے کرام کا

اختلاف ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ یہ کہتے ہیں کہ خصوصاوہ خواتین جو قرآن کی حافظہ ہیں وہ مصحف کو ہاتھ میں لئے بغیر تلاوت کر سکتی ہیں۔ واللہ اعلم

نوٹ: شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ اور ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حائضہ دستانہ یا کسی آڑ سے مصحف کو چھو کر پڑھ سکتی ہے یہ راجح ہے.

کیا بغیر وضو قرآنِ مجید کی تلاوت کرنا جائز ہے؟

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((هل يجوز قراءة القرآن بدون وضوء ؟ الجواب : نفسه يجوز لكن الأكمل أن يكون القارئ سواء كان رجل أو امرأة على وضوء ، وهنا نص وهو قوله – عليه السلام – حينما سلم عليه رجل وقد كان – عليه السلام – قضى حاجته لما بادره رجل وقد مر به بالسلام ، فتوجه الرسول إلى الجدار وتيمم وقال : وعليكم السلام ، لم يرد السلام إلا بعد التيمم وقال له – عليه السلام – : إني كرهت أن أذكر الله إلا على طهر كره الرسول – عليه السلام – أن يذكر الله وما هو ذكر الله ؟ يعني السلام عليكم فكره أن يذكر اسم الله السلام وقد جاء في الحديث في الصحيح : السلام اسم من أسماء الله وَضَعه في الأرض))

جواب: بغیر وضو قرآنِ مجید کی تلاوت کرنا جائز ہے لیکن مکمل اور صحیح بات یہ ہے کہ چاہے مرد ہو یا عورت باوضو قرآنِ مجید کی تلاوت کرنا چاہئے لہذا اس مسئلے میں نص موجود ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کا عمل ہے ایک صحابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت سے فارغ ہوئے تھے لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب

نہیں دیا بلکہ دیوار سے تیمم فرمایا اس کے بعد سلام کا جواب دیا اور ارشاد فرمایا:

((إِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَذْكُرَ اللهَ إِلا عَلَى طُهْرٍ))

"مجھے یہ بات اچھی نہیں لگی کہ میں اللہ کا ذکر بغیر پاکی کے کروں۔"

(سنن ابوداود:17،اس حدیث کو شیخ البانی رحمۃ اللہ نے صحیح کہا ہے)

لہذا نبی کریم ﷺ کو یہ بات پسند نہ تھی کہ ذکر اللہ بغیر طہارت کے کیا جائے، یہاں پر یہ سوال اٹھتا ہے کہ اللہ کا ذکر کیا ہے؟ یعنی کہ السلام علیکم دراصل اللہ تعالی کا ذکر ہی ہے اور "السلام" اللہ تعالی کے ناموں میں سے ایک نام ہے جیسا کہ صحیح احادیث میں اس کا ذکر آیا ہے:

((حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: إِنَّ السَّلاَمَ اسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللهِ، وَضَعَهُ اللهُ فِي الأَرْضِ، فَأَفْشُوهُ بَيْنَكُمْ، إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا سَلَّمَ عَلَى الْقَوْمِ فَرَدُّوا عَلَيْهِ كَانَتْ لَهُ عَلَيْهِمْ فَضْلُ دَرَجَةٍ، لأَنَّهُ ذَكَّرَهُمُ السَّلاَمَ، وَإِنْ لَمْ يُرَدَّ عَلَيْهِ رَدَّ عَلَيْهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ وَأَطْيَبُ.))

"سیدنا عبد اللہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: "السلام" اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے، جسے اللہ نے زمین میں رکھ دیا ہے، لہذا اسے آپس میں عام کرو، بے شک آدمی جب کسی قوم پر سلام کرتا، اور وہ اس کا جواب دیتے ہیں تو سلام کرنے والے کو ایک درجہ فضیلت ہوتی ہے، کیونکہ اس نے ان کو سلام یاد دلایا، اور اگر اسے جواب نہ ملے تو اس کو اس سے بہتر اور پاکیزہ مخلوق کی طرف سے جواب مل جاتا ہے۔"

(ادب المفرد، کتاب السلام، بَابُ مَنْ لَمْ يَرُدَّ السَّلاَمَ- جس نے سلام کا جواب نہ دیا، حدیث نمبر :1039،قال الشيخ الألباني: صحيح الإسناد موقوفًا و صح مرفوعًا - تخريج الحديث: "صحيح الاسناد موقوفًا و صح مرفوعًا: شعب الإيمان للبيهقى: 432/6،ح:8782)"

چنانچہ مذکورہ دلائل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ بغیر وضو تلاوتِ قرآن اجازت تو ہے لیکن بہترین طریقہ یہ ہے کہ باوضو ہو کر قرآنِ مجید کی تلاوت کرنا چاہیے شیخ البانی رحمہ اللہ کے اس فتویٰ کی مزید تفصیل کے لئے اس ویب سائیٹ پر وزٹ کریں۔ واللہ اعلم

https://[illegible]

شیخ البانی رحمہ اللہ اور شیخ مصطفی عدوی رحمہ اللہ [28] نے مصحف کو چھونے کی اجازت دی ہے حائضہ، جنبی اور بے وضوء افراد کو لیکن شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ [29] نے اجازت نہیں دی دونوں موقف کے تفصیلی مناقشات

---

[28] رأي المحدث والفقيه الشيخ العدوي، في كتابه جامع أحكام النساء: "الدليل الأول : قوله تعالى ﴿لا يَمَسُّهُ إِلا الْمُطَهَّرُون﴾ فلا وجه استدلال بها لأن الحائض طاهرة كما بينا -يقصد في فصول الكتاب- ولأنها مسلمة، وكذلك الجنب فهو طاهر لأنه مسلم، وقد ثبت عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال «إن المسلم لا ينجس» (أخرجه البخاري ومسلم وغيرهما)، وقيل في تفسير هذه الآية أن الضمير في "لا يمسه" عائد على الكتاب المكنون الذي في السماء، والمطهرون: هم الملائكة.. الدليل الثاني: حديث «لا يقرأ الجنب ولا الحائض شيئًا من القرآن» فهو حديث ضعيف لا يثبت.. وقول النبي صلى الله عليه وسلم لعائشة رضي الله عنها: «افعلي ما يفعله الحاج إلا أن تطوفي بالبيت» فيه استنباط أن النبي منع عنها الطواف بالبيت فقط، فلها كل شيء يفعله الحاج من ذكر الله، وقراءة القرآن، ودخول المسجد، وغير ذلك مما يفعله الحاج" ثم قال شيخنا في ختام كلامه: "ليس هناك دليل صحيح يمنع الحائض من مس المصحف، وكل ما قيل إما دليل غير صحيح، وإما دليل غير صريح" لتحميل الكتاب بمجلداته الخمسة، والاستماع لفتواه.

رابط المادة: http://iswy.co e17g0f

[29] قال الشيخ ابن العثيمين رحمه الله:

وكنت في هذه المسألة أميل الى قول الظاهرية، لكن لما تاملت قوله صلى الله عليه وسلم " لايمس القران الا طاهر " والطاهر يطلق على الطاهر من الحدث الاصغر والأكبر لقوله تعالى (قرآنمايريد الله ليجعل عليكم من حرج و لكن يريد ليطهركم) (المائدة:٦)

ولم يكن من عادة النبي صلى الله عليه وسلم ان يعبر عن المؤمن بالطاهر، لأن وصف بالايمان ابلغ، تبين لي انه لايجوز ان يمس القران من كان محدثاً حدثاً أصغر او أكبر، والذي

پڑھنا چاہتے ہوں تو مراجعہ فرمائیں ملتقی ویب سائٹ۔ [30]

https://al-maktaba.org/book/31621/43856

السائل : السؤال هل يحق للمرأة الحائض والرجل الجنب أن يمسّ القرآن أو يقرأه للعبادة أو للحفظ ؟

الشيخ : لا لا نجد في الكتاب ولا في السنة ما يدل على منع الحائض والجنب من مسّ القرآن أو تلاوته بل لعلنا نجد من القواعد والأصول ما يدل على خلاف ذلك ألا وهو الجواز ذلك لأن من الأصول التي تُبنى عليها فروع كثيرة قولهم الأصل في الأشياء الإباحة، فهنا لمس للقرآن وهنا قراءة من القرآن فكل من الأمرين الأصل في ذلك الإباحة فلا ينبغي الخروج على هذا الأصل إلا بدليل ... من الكتاب أو السنة الصحيحة ولا يوجد مطلقا في الكتاب ولا في السنة ما يمنع الجنب من مس القرآن أو تلاوته وكذلك المرأة الحائض بل قد نجد في تضاعيف السنة ما يشهد للأصل في ذلك، مثلا روى الإمام مسلم في صحيحه من حديث عائشة رضي الله عنها[31]

أركن اليه حديث عمرو بن حزم والقياس الذى استُدل به على راي الجمهور فيه ضعف، ولا يقوى للاستدلال، وانما العمدة على حديث عمرو بن حزم.

وقد يقول قائل: ان كتاب عمرو بن حزم كُتب الى أهل اليمن ولم يكونوا مسلمين فى ذلك الوقت فكونه لغير المسلمين يكون قرينة ان المراد بالطاهر هو المؤمن.

وجوابه: ان التعبير الكثير من قوله صلى الله عليه وسلم ان يُعلق الشيء بالايمان، وما الذى يمنعه من ان يقول: لا يمس القران الا مؤمن، مع ان هذا واضح بين. فالذى تقرر عندي اخيراً: انه لا يجوز مس المصحف إلا بوُضُوء.

[30] https://al-maktaba.org/book/31621/43856

[31] قالت كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يذكر الله في كل أحيانه فهذه الكلية التي

أطلقتها السيدة عائشة في حديثها تشمل أحيان الرسول عليه السلام كلها أي سواء كان طاهرا أو غير طاهر سواء كان على حدث أصغر أو حدث أكبر والذي يؤكد هذا المعنى العام في هذا الحديث من حديث عائشة أنها هي أيضا حدثتنا أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم كان قد يُصبح أحيانا جنبا من احتلام وفي رمضان فيدخل عليه الفجر وهو جنب من الاحتلام فيصوم ثم يغتسل .

ووجه الإستدلال بهذا أننا نعلم من أحاديث أخرى أيضا أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم كان لا ينام حتى يقرأ سورة تبارك وكان لا ينام في كثير من الليالي حتى يقرأ سورة المزمل، كذلك في بعض الأحاديث الحض على قراءة آية الكرسي وما تحفظ الدار ومن فيها من شر الشيطان ونحو ذلك من الأذكار المعروفة في كتب الأذكار، فالذي يأتي ما يدل على أن الرسول عليه السلام في تلك الليلة التي كان ينام فيها جنبا كان لا يقرأ هذا الذي شرعه إن صح التعبير للناس أن يقرؤوه بين يدي اضطجاعهم في نومهم .

فحديثنا السابق مع هذه الملاحظات مما يشعر المسلم بأنه لا حجْر على الجنب أن يقرأ شيئا من القرآن ولا شك أن بحثنا هو كما جاء في السؤال هل هناك منع مس قراءة للقرآن

السائل : مس للقرآن .

الشيخ : مس على، والقراءة .

السائل : والقراءة .

الشيخ : هذا هو، فأنا تكلمت على المسألتين والآن فرّعت الكلام على مسألة مسألة منهما ألا وهي القراءة فأقول إن ما سبق يدل على أن الأصل في هذه المسألة هو الجواز ولكن حينما نقول لا نجد ما يمنع نقصد أنه لا نجد ما يحرّم أما أنه يوجد ما يدل على كراهة تلاوة القرآن بغير طهارة فهذا موجود، ذلك أن الإمام أبا داود روى في سننه أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قضى يوما حاجته وسرعان ما لقيه رجل فسلّم عليه فبادر الرسول عليه السلام إلى الجدار وتيمم ثم رد السلام وقال (إني كرهت أن أذكر الله إلا على طهر) فنجد في هذا الحديث وهو بالطبع حديث صحيح الإسناد أن النبي صلوات الله وسلامه عليه كره أن يذكر اسم الله على غير طهارة، ذلك لأن السلام كما قال عليه السلام في الحديث الصحيح (السلام اسم من أسماء الله وضعه في الأرض فأفشوه بينكم) فلما أراد أن يرد السلام على من ألقى عليه السلام كره أن يرده إلا على طهارة ولما كانت الطهارة بالماء لا تتيسر له إلا بعد فوات

المسلّم لذلك بادر إلى التيمم بالجدار ورد السلام .
فإذا كان هذا شأنه عليه السلام أن يقول (إني كرهت أن أذكر . . .) ، أي أن أقول "وعليكم السلام" إلا على طهر فأولى أن يكون قراءة القرآن مكروها من إلقاء السلام، ولذلك فنحن نخرج بنتيجة وهي أن قراءة القرآن من المحدث ولو الحدث الأصغر فضلا عن المحدث حدثا أكبر وإن كانت هذه القراءة جائزة ولكنها مكروهة ولا نستطيع أن نقول بأن هذه الكراهة كراهة تحريم لما سبق من حديث السيدة عائشة أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يذكر الله في كل أحيانه ولا حاجة للتساؤل إلى أن الذكر هنا لم يذكر فيه القرآن لأننا نقول أول ما يتبادر إلى ذهن المسلم الفاهم للغة العربية أن الذكر أول ما يدخل في هذا اللفظ هو القرآن الكريم لأن الله عز وجل أطلق عليه اسم الذكر في غير ما آية حيث آية في الآية المشهورة ((وأنزلنا إليك الذكر لتبين للناس ما نزل إليهم)) وفي الآية الأخرى ((إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون)) فقول السيدة عائشة كان يذكر الله من معناه أنه كان يقرأ كلام الله في كل أحيانه سواء كان جنبا أو كان طاهرا ولكن في قوله السابق (إني كرهت أن أذكر الله إلا على طهر) ما يُشعر بأن الأولى بالمسلم أن لا يذكر الله إلا على طهارة كاملة .
لكن هذا إنما يقال في الجنب سواء كان رجلا أو امرأة حيث بإمكان كل منهما أن يتطهر حتى بالتيمم حينما لا يتمكن من استعمال الماء ، إذا عرفنا هذا فالحائض لها حكم آخر، لها حكم أيسر من ذلك الحكم السابق بالنسبة للجنب، ذلك لأن الجنب يمكن أن يُقال له تطهر أما المرأة الحائض فلا يقال لها شرعا تطهر ولو أنها تنطعت ثم اغتسلت مريدة التطهر لما استطاعت أن تطهر ولو اغتسلت بمياه الأبحر السبعة فهي إذا لا تستطيع أن تطهر شرعا ولذلك فالمفروض أن يكون الشارع الحكيم يتسامح معها أكثر مما يتسامح مع الرجل الجنب الذي أباح له أن يقرأ القرآن عن جنابة مع الكراهة كما شرحنا آنفا أما المرأة الحائض فلو قيل لها هذا لكان معنى ذلك التحريج عليها وصرفها عن تلاوة القرآن مدة حيضها وقد تبلغ أحيانا الأسبوع الكامل وقد تزيد أحيانا .
لذلك نجد في بعض الأحاديث الصحيحة ما فيه مأخذ واضح أن الحائض يجوز لها أن تتلو القرآن فأول ذلك حديث السيدة عائشة رضي الله عنها في حجة النبي عليه الصلاة والسلام حينما في مكان قريب من مكة يدعى بسرف فدخل الرسول صلوات الله وسلامه عليه على عائشة فوجدها تبكي فقال لها ما لك ؟ (أنفست ؟) قالت نعم يا رسول الله، قال عليه الصلاة

والسلام (هذا أمر كتبه الله على بنات أدم فاصنعي ما يصنع الحاج غير أن لا تطوفي ولا تصلي) ففي هذا الحديث إشارة إلى أن المرأة الحائض لا تُمنع من دخول المسجد الحرام لأنه قال لها (غير ألا تطوفي) ما قال لها لا تدخلي المسجد بل أباح لها بالنص العام (اصنعي ما يصنع الحاج) ، فماذا يصنع الحاج، كل حاج سواء كان رجلا أو امرأة لا بد من دخول المسجد الحرام ولا بد من إتيان الطواف والسعي بين الصفا والمروة ولا بد من ذكر الله، تلاوة القرآن ونحو ذلك من الأذكار المشروعة ثم الجلوس في المسجد لعبادة الله عز وجل وذكره فحينما وجدنا الرسول عليه الصلاة والسلام يقول لها (اصنعي ما يصنع الحاج) اصنعي كل ما يصنع الحاج ومما يصنعه الحاج ابتداء دخول المسجد إذًا فقد أذن لها ان تدخل المسجد الحرام، إذًا فقد أذن لها أن تدخل مساجد الدنيا لأن المسجد الحرام كما تعلمون جميعا هو أفضل مسجد وُجد على الأرض فإذا أذن الرسول صلوات الله وسلامه عليه لها بأن تدخل المسجد الحرام لكن لا تصلي فأولى وأولى أن تدخل لأي مسجد من مساجد الدنيا ثم بعد هذا التعليل الذي . . . المسجد وبالتالي . . . القراءة أيضا استثنى الصلاة والطواف، فبقي كل شيء على الأصل وعلى ما يشمله هذا النص العام (اصنعي ما يصنع الحاج) فإذًا الحائض تستطيع أن تقرأ القرآن لي في سورة محددة معينة بل في كل الصور وتستطيع أن تقرأ القرآن كله، و . . . هذا الحكم وأن المرأة لا يتغيّر شيء من الأحكام المترتبة عليها في حالة طهرها فيما إذا خرجت من الحالة الأخرى وهي الحيض، مما يدل على ذلك ما رواه مسلم في صحيحه عن السيدة عائشة أيضا رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (يا عائشة ما ناوليني الخمرة من المسجد) والخمرة هو سجاد الصلاة، بساط الصلاة (ناوليني الخمرة من المسجد) قالت يا رسول الله إني حائض قال عليه السلام (إن حيضتك ليست في يدك) فهي كانت تتوهم أن لمس الحائض لثوب ما كأنه يلوثه إن كان لا ينجسه ولذلك استغربت حينما سمعت النبي عليه السلام يقول لها (ناوليني الخمرة من المسجد) قالت إني حائض قال (إن حيضتك ليست في يدك) نحن على وزان هذا نقول إن حيضتها ليست في قدميها ليست في بدنها فإذا دخلت المسجد وجلست فيه فما عليها من بأس لأن حيضتها ليست على ظاهر بدنها ويؤكد هذا المعنى أخيرا حديث أخرجه البخاري في صحيحه من حديث أبي هريرة رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم جاء إليهم، إلى جمع من الصحابة وفيهم أبو هريرة فانخنس وانسل ثم رجع ورأسه يقطر ماء فسأله عليه السلام عن غيبته فقال له إنه كان جُنبا وكأنه كره أن يصافحه عليه

مَن مِن العلماء الذين قالوا بجواز مس الجنب والحائض للمصحف ؟

الشيخ محمد ناصر الالباني

عيد عباسي : فأوّلا هل سبق أيضا من العلماء من قال بذلك بعدم التأثيم و حل مس القرأن . . . للجنب أو الحائض ؟

الشيخ : نعم يوجد جماعة نجد أسماءهم في كتاب "المحلى "لابن حزم وأذكر منهم بن العباس الذي أجاز قراءة القرأن للجنب وهو أيضا في صحيح البخاري معلّقا، نعم.

[illegible]

السلام.

يعني كأنه تصور ما تصورت السيدة عائشة فهي قالت إني حائض كأن حيضتها في يدها وهي جنب كأنه الجنابة في يده فهو يعني . . . بالرسول عليه السلام أن يصافح رجلا جنبا فرأه يبتسم فقال له عليه الصلاة والسلام (سبحان الله إن المؤمن لا ينجس) فإذًا المؤمن كما جاء في حديث آخر لا ينجس حيا ولا ميتا سواء كان حائضا أو جنبا ففيم إذًا نحرم عليهما تلاوة القرأن أو مس القرأن؟ ليس هناك ما يمنع من ذلك إطلاقا بل في هذه النصوص التي يُستفاد منها مع شيء من أن . . . والتفكر فيها والتدبر إباحة القراءة وكذلك إباحة المس على الأصل أن المؤمن طاهر لا ينجس

[illegible]

دوسرا ویب سائٹ پر شیخ البانی رحمہ اللہ کا فتویٰ اور تفصیل ہے

[illegible]

شیخ یوسف القرضاوی رحمہ اللہ کی رائے شیخ البانی رحمہ اللہ ہی کی طرح ہے[32]

---

٣٢ رأي الشيخ القرضاوي في حكم مس المصحف للحائض يقول الشيخ الدكتور يوسف القرضاوي :- اختلف الفقهاء كثيرا في لبث الجنب والحائض في المسجد، بلا وضوء، لقوله تعالى: (لا تقربوا الصلاة وأنتم سكارى حتى تعلموا ما تقولون، ولا جنبا إلا عابري سبيل حتى تغتسلوا) النساء: ٤٣ . ومعنى (عابري سبيل): أي مجتازي طريق. اقرأ أيضا: حكم تقبيل المصحف تقبيـــل المصحف وأجاز الحنابلة اللُّبث للجنب في المسجد إذا توضأ، لما روى سعيد بن منصور والأثرم عن عطاء بن يسار قال: رأيت رجالا من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، يجلسون في المسجد، وهم مجْنبون، إذا توضأوا وضوء الصلاة. ترجيح جواز اللبث في المسجد للجنب والحائض: وهناك من الفقهاء من أجازوا للجنب ـ وكذلك للحائض والنفساء ـ اللُّبث في المسجد، بوضوء أو بغير وضوء، لأنه لم يثبت في ذلك حديث صحيح، وحديث "إني لا أحل المسجد لحائض ولا جنب" ضعفوه، ولا يوجد ما ينهض دليلا على التحريم، فيبقى الأمر على البراءة الأصلية. وإلى هذا ذهب الإمام أحمد والمزني وأبو داود وابن المنذر وابن حزم، واستدلوا بحديث أبي هريرة في الصحيحين وغيرهما: "المسلم لا ينجس". وكذلك قياس الجنب على المشرك، فقد أجيز للمشرك وغير المسلم دخول المسجد، فالمسلم الجنب أولى. [١] وأنا أميل إلى هذا اتباعا للأدلة، وجريا على منهجنا في التيسير والتخفيف، وخصوصا على الحائض، فإنها أولى بالتخفيف من الجنب، لأن الجنابة يجلبها الإنسان باختياره، ويمكنه دفعها وإزالتها باختياره، أي بالغسل، بخلاف الحيض، فقد كتبه الله على بنات آدم، فلا تملك المرأة أن تمنعه، ولا أن تدفعه قبل أوانه، فهي أولى بالعذر من الجنب. وبعض النساء يحتجن إلى المسجد لحضور درس أو محاضرة أو نحو ذلك، فلا تمنع منه. ترجيح مس الجنب للمصحف: وذهب بعض الفقهاء إلى تحريم مس المصحف على الجنب، مستدلين بالآية الكريمة: (لا يمسه إلا المطهرون) الواقعة: ٧٩، وبالحديث الشريف: "لا يمس القرآن إلا طاهر". وقد ناقشنا هذين الدليلين في فصل (لماذا نتوضأ؟) وبينا: أن المراد بالطاهر: المؤمن، وأن المؤمن لا ينجس، ولا ينبغي أن يحرم من مس المصحف وحمله. قال الشيخ الألباني: والبراءة الأصلية مع الذين قالوا بجواز مس القرآن من المسلم الجنب، وليس في الباب نقل صحيح يجيز الخروج عنها. فتأمل. [٢] قراءة القرآن للجنب: كما ذهب بعض الفقهاء إلى تحريم قراءة القرآن على الجنب،

خلاصۂ کلام

مصحف چھونا (قرآن چھونا)

قول اول: وضوء کے بغیر جائز نہیں، جمہور کہتے ہیں کہ وضوء کرنا واجب ہے۔

قول ثانی: شیخ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق وترجیح یہ ہے کہ وہ مستحب مانتے ہیں[53]

نوٹ: امام ابن حزم رحمہ اللہ اور شیخ البانی رحمہ اللہ کی رائے کی طرح اس قول کی طرف مائل ہونے کے

لحديث عليّ رضي الله عنه: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان لا يحجبه ـ أو لا يحجزه ـ عن قراءة القرآن شيء، ليس الجنابة. رواه أصحاب السنن وصححه الترمذي، ولكن قال الحافظ في (الفتح) ضعّف بعضُهم بعض رواته. والحق أنه لم يصح حديث يمنع الجنب من قراءة القرآن، حتى الحديث المذكور ليس فيه دليل على التحريم، فقد تحجزه الجنابة عن القراءة لأنها مكروهة، أو خلاف الأولى، وليس بالضرورة لأنها محرمة. وقد سئل سعيد بن جبير عن الجنب يقرأ؟ فلم ير به بأسا، وقال: أليس في جوفه القرآن؟! وذكر البغوي في (شرح السنة)[٣]: عكرمة من المجيزين قراءة الجنب.[٤] وهو مذهب داود وأصحابه وابن حزم، وهو المتفق مع ما صح أنه صلى الله عليه وسلم كان يذكر الله على كل أحيانه. وتلاوة القرآن من أعلى مراتب الذكر. على أن القراءة على هذه الحال لا تخلو من الكراهة التنزيهية، لحديث: "إني كرهت أن أذكر الله إلا على طهر". وقد جاء في الصحيح: أن رجلا سلم على النبي صلى الله عليه وسلم فلم يرد عليه السلام، حتى أتى إلى جدار في المدينة، فتيمم، ثم رد عليه السلام، وذلك لما في السلام من ذكر الله تعالى. حيث يقول: "ورحمة الله وبركاته".

[١] انظر: تمام المنة للألباني ص١١٨،١١٩. والمنهل العذب المورود للسبكي (٣١٢،٣١٣/٢). [٢] انظر: تمام المنة ص ١١٦. [٣] انظر: شرح السنة (٤٣/٢). [٤] انظر: تمام المنة ص١١٦-١١٨.

اقرأ المزيد في إسلام أون لاين:

[53] الصحيحة" (٤٠٦): " . . . نعم: الأفضل أن يقرأ على طهارة؛ لقوله - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - حين ردّ السلام عقيب التيمُّم: "إني كرهت أن أذكر الله إلاّ على طهارة"، ليس معناه انه اختار هذا الامة انما اختار النفسيه فقط فليس فيه الاستحباب انما هو الافضلية، أخرجه أبو داود وغيره؛ وهو مخرّج في "صحيح أبي داود" (٢٣)."

بعد رجوع کر لینے والے دو علماء ابن عثیمین رحمہ اللہ اور شیخ فرکوس رحمہ اللہ ہیں [34] احتیاط کا تقاضہ ہے

---

[34] لا دليل على منع الحائض من لمس القرآن ودخول المسجد . . . الإمام الألباني
https: www.[illegible].com/vb/showthread.php?t [illegible]

فتاوى تخص الحائض

هل يجوز للحائض دخول المسجد ؟

الجواب: نعم يجوز لهن ذلك؛ لأن الحيض لا يمنع امرأة من حضور مجالس العلم، ولو كانت في المساجد؛ لأن دخول المرأة المسجد في الوقت الذي لا يوجد دليل يمنع منه، فهناك على العكس من ذلك؛ ما يدل على الجواز.

ومن هذه الأدلة حديثان للسيدة عائشة رضي الله عنها.

·الأول: حينما حجت مع النبي صلى الله عليه وسلم وفاجئها الحيض وهي نازلة في مكان قريب من مكة اسمه "سرف" دخل عليها النبي صلى الله عليه وسلم فوجدها تبكي، قال لها:﴿ما لك ؟ أنفستي ؟ ﴾ قالت: نعم يا رسول الله، قال:﴿هذا أمرٌ كتبه الله –عز وجل– على بنات آدم، فاصنعي ما يصنع الحاج غيرأن لا تطوفي ولا تصلي﴾ .

والشاهد من هذا الحديث: أن النبيr لم يمنعها من دخول أفضل المساجد؛ وهو المسجد الحرام، وإنما منعها من الصلاة والتطواف بالبيت، فإذاً فيه دليل أن النبي صلى الله عليه وسلم جوّز لها أن تدخل المسجد الحرام، ولكن منعها من الصلاة والتطواف .

فهذا هو الحديث الأول الذي يدل على أنه يجوز للمرأة – وهي حائض– أن تدخل المسجد – أي مسجد كان– لأن النبي صلى الله عليه وسلم قد أباح للسيدة عائشة أن تدخل المسجد الحرام وهي حائض، ولم يمنعها إلا من الصلاة والطواف بالبيت، فيكون حكم غير المسجد الحرام جائزاً من باب أولى.

·أما الحديث الثاني: فهو أيضاً من رواية السيدة عائشة –رضي الله عنها–والحديث الأول في صحيح البخاري،وحديثنا الثاني في صحيح مسلم، قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم لها يوماً: ﴿ناوليني الخُمرة من المسجد﴾ فقالت: يا رسول الله إني حائض، فقال عليه الصلاة والسلام: ﴿إن حيضتك ليست في يدك﴾ والمقصود هنا بالحيضة هو دم الحائض، فدم الحائض– بلا شك– هو نجس، لكن الحائض هي نفسها ليست نجسة، فلا يلزم من خروج نجاسة ما من شخص ما أن يكون الشخص نفسه نجسا.

فإذاً: يجوز للحُيّض من النساء أن يحضرن مجالس العلم، ولو كانت هذه المجالس في بيت من بيوت الله تبارك وتعالى.

فهكذا يكون الحكم قائماً بالجواز بناءاً على هذين الحديثين الصحيحين.

سلسلة الهدى والنور للإمام الألباني/ شريط رقم/ (٦٢٣)هل يجوز للحائض الجلوس في المسجد؟

الجواب: تجلس بدون صلاة؛ والدليل حديث:《اصنعي ما يصنع الحاج غيرأن لا تطوفي ولا تصلي》.فماذا يصنع الحاج؟

يدخل المسجد ويصلي،ويطوف ويجلس،ويقرأ القرآن،كل ذلك مما أباحه الرسول لها، لكنه استثنى من الإباحة الصلاة والطواف.

سلسلة الهدى والنور للإمام الألباني/ شريط رقم(٢٢٤) /

هل يجوز للحائض قراءة القرآن ولمسه ؟

الجواب: لا نجد في الكتاب ولا في السنة ما يدل على منع الحائض والجنب من مس القرآن أو تلاوته، بل لعلنا نجد من القواعد والأصول ما يدل على خلاف ذلك، ألا وهو الجواز: ذلك لأن من الأصول التي تبنى عليها فروع كثيرة قولهم:

"الأصل في الأشياء الإباحة" فهنا لمس للقرآن، وهنا قراءة من القرآن، فكل من الأمرين الأصل في ذلك الإباحة، فلا ينبغي الخروج عن هذا الأصل إلا بدليل ملزم من الكتاب أو السنة الصحيحة، ولا يوجد مطلقاً في الكتاب ولا في السنة ما يمنع الجنب من مس القرآن أو تلاوته، وكذلك المرأة الحائض.

بل قد نجد في تضاعيف السنة ما يشهد للأصل في ذلك.

مثلاً: روى الإمام مسلم في صحيحه من حديث عائشة رضي الله عنها قالت: (كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يذكر الله في كل أحيانه) فهذه الكلية التي أطلقتها السيدة عائشة في حديثها تشمل أحيان الرسول صلى الله عليه وسلم كلها؛ أي سواء كان طاهراً أو غير طاهر، سواء كان على حدث أصغر أو حدث أكبر، والذي يؤكد هذا المعنى العام في هذا الحديث -حديث عائشة- أنها هي أيضاً حدثتنا أن النبي صلى الله عليه وسلم كان قد يُصبح أحياناً جنباً من احتلام، -وفي رمضان- فيدخل عليه الفجر وهو جنب من احتلام، فيصوم ثم يغتسل.

ووجه الاستدلال بهذا: أننا نعلم من أحاديث أخرى أيضاً أن النبي صلى الله عليه وسلم كان لا ينام حتى يقرأ سورة تبارك، وكان لا ينام في كثير من لياليه حتى يقرأ سورة المزمل، كذلك في بعض الأحاديث الحض على قراءة آية الكرسي، ونحو ذلك من الأذكار المعروفة في كتب الأذكار، فلم يأتي ما يدل على أن الرسول صلى الله عليه وسلم في تلك الليلة التي كان ينام فيها جنباً كان لا يقرأ هذا الذي شرعه - إن صح التعبير- للناس، أن يقرؤوه بين يدي اضطجاعهم من نومهم.

متفرقات الألباني/ شريط رقم: (٢٢٦)/ سلسلة أهل الحديث والأثرإذا جاز قراءة القرآن للجنب فالحائض أولى بالجواز

الأفضل لمن يتمكنون من التطهر [من الحدث الأكبر أو الأصغر] الطهارةالكبرى أو الصغرى،أن يكونوا على طهارة كاملة حينما يريدون أن يذكروا الله -عز وجل- لا سيما عند تلاوة القرآن.

. . أما النساء الحُيّض والنفساء فليس بإمكانهن أن يتطهرن شرعاً ولذلك فالرخصة فيهن أقوى وأوضح وأظهر.

متفرقات الألباني/ شريط رقم: (١٠)/ سلسلة أهل الحديث والأثر

وقال رحمه الله/ سلسلة الهدى والنور/ شريط رقم(١٣١) /

فإذاً هذه المرأة - الحائض- التي تريد أن تضع رأسها وتنام! هكذا صمٌّ بكم! اما تقرأ شيء من آيات الله التي تتحصن فيها!! لا يا أخي تقرأ، وكذلك لها أن تدخل المسجد وتسمع الموعظة والدرس، كمان هذا مربوط بهذا، لكن أيضاً المرأة تكون جنب مثل الرجل، تكون طاهر لكن جنب، يقال لها ما قيل للرجل، أنه تتطهري أحسن لك، أشرف لك، أثوب لك . . الخ.

لكن لما تكون في حالة الحيض ما نستطيع أن نقول لها تطهري؛ لأن الله -عز وجل- ما أمرها أن تتطهر.

وأنتم تعرفوا أنها يحرم عليها الصلاة ويحرم عليها الصيام.

من أين أخذنا تحريم الصلاة والصيام؟ من عندنا؟!

لا، من شريعتنا: كتاب وسنة، طيب يا جماعة هذا الصلاة وهذا الصيام حرام عليها- الحائض- من أين أتينا أنه حرام عليها أن تدخل المسجد؟!! حرام عليها أن تقرأ القرآن؟!!

أين النص الذي يحرم عليها شيء مثل ما حرم عليها الصلاة والصيام ؟!!

ثم شوفوا الفرق: أمرها بقضاء الصيام ولم يأمرها بقضاء الصلاة! فالقضية مش بعقلنا نحن أو بأهوائنا؛ إنما هو الإتباع-تماماً.-

معنى قوله تعالى: ﴿لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ﴾الجواب: المقصود بالآية: الملائكة، وهو إخبار من الله -عز وجل- عن الملائكة، وليس هذا القرآن وإنما الذي هو في اللوح المحفوظ، فهذا المصحف الذي هو في اللوح المحفوظ لا يمسه إلا المطهرون؛ وهم الملائكة المقربون، فهذه جملة خبرية وليست جملة إنشائية؛ يعني تصدر حكماً شرعياً، الله يتحدث عن الواقع، أن القرآن الذي هو في الكتاب المكنون، يعني اللوح المحفوظ، هذا لا يمسه إلا المطهرون وهم الملائكة المقربون، أما المصحف الذي بين أيدينا فهذا يمسه الصالح والطالح، والمؤمن والكافر.

سلسلة الهدى والنور للإمام الألباني/ شريط رقم(١) /

وقال رحمه الله/ سلسلة الهدى والنور/ شريط رقم:(١٣١) :

أما بالنسبة للآية: ﴿لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ﴾ الحقيقة أن الناس ابتعدوا جداً عن فهم القرآن كما أراده الله، وكما بينه علماء التفسير؛ أول شيء ألفت نظركم إليه:﴿إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ﴾ مش نحن المسلمين على غير جنابة، على طهارة كاملة، نحن مُطهَّرون !! هذا له علاقة باللغة العربية -مع الأسف- التي نسيها العرب قبل الأعاجم؛ المطهَّرون هم الملائكة المقربون، نحن نكون إذا كنا فعلاً كما أراد الله منا (متطهرون)؛فيه فرق بين مطهَّر وبين متطهِّر- إذا كان فيكم شخص قرأ اللغة العربية، ونحو، وصرف، وإلى آخره.. وعرف اشتقاق الكلمات.

(المطهَّر) من الله، ولذلك قال تعالى: ﴿لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَن تَقُومَ فِيهِ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُوا﴾.

..ما قال فيه رجال مطهَّرون، ما فيه رجال مطهرون؛فيه رجال يندموا ويتطهروا، فيه رجال يتوسخوا فيتنظفوا ويتطهروا، لكن الملائكة فقط هو المطهرون؛ لأن الله وصفهم في القرآن الكريم: ﴿لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾لذلك فهذه الآية ليس لها علاقة بموضوع مس القرآن، فهنا ينبغي التنبيه لتفهيم معنى هذه الآية للناس؛ لأن الناس في تجربتنا بعيدين كل البعد عن الفهم الصحيح لهذه الآية: أول خطأ يفسروا (مطهرون) بـ (متطهرين) هذا خطأ لغة وشرعاً، يقول الإمام مالك في كتابه الذي هو من أصح

الكتب؛وهو"الموطأ":(أحسن ما سمعت في تفسير هذه الآية:﴿لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ﴾ أنها كالتي في سورة

"عبس" قال تعالى: ﴿كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۞ فَمَن شَاءَ ذَكَرَهُ۞ فِي صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ۞مَّرْفُوعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ۞بِأَيْدِي سَفَرَةٍ۞ كِرَامٍ بَرَرَةٍ﴾)هؤلاء المطهرون، هذه شهادة الإمام مالك، الذي هو إمام دار الهجرة.

والآية لها تفاصيل أخرى، لكن يكفي الآن للفت النظر أن معنى الآية أن الله يتحدث عن القرآن الموجود: ﴿بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ ۞ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ﴾هذا القرآن المجيد في اللوح المحفوظ لا يمسه ولا يتنزل به إلا الملائكة المطهرون، هذا معنى هذه الآية الكريمة.

هل صح حديث: (لا أُحل المسجد لحائض ولا جنب) ؟

الجواب: ما صح، بل يقول أحمد: (حديث منكر).

فتاوى جدة للإمام الألباني/ شريط رقم(٥) /

وقد ضعف الإمام الألباني هذا الحديث في ضعيف سنن أبي داود.

المصدر: :: ملتقى أخوات أهل السنة والجماعة::

ولكن حديث حكيم بن حزام أخرجه الطبراني في " الكبير " (ج ١ / ٣٢٢ / ١) وفي " الأوسط " (ج ١ / ٥ / ٢ من الجمع بينه وبين " الصغير ") والدارقطني (ص ٤٥) والحاكم (٣ / ٤٨٥) واللالكائي في " السنة " (ج ١ / ٨٢ / ٢) من طريق سويد أبي حاتم حدثنا مطر الوراق عن حسان بن بلال عنه قال لما بعثني رسول الله (صلى الله عليه وسلم) إلى اليمن قال : " لا تمس القرآن إلا وأنت طاهر " . وقال الحاكم : " صحيح الإسناد " ! ووافقه الذهبي ! وقد ضعفه الألباني في ضعيف الجامع(١٤٤٢٣) وفي الإرواءقال الشيخ حسين العوايشة في الموسوعة:ومحور الخلاف وأقواه فيما رأيت منصب على فهم حديث "لا يمس القرآن إلا طاهر"وقد جاء من طرق عدّة ضعيفة ،لكن ضعفها يسير وبذلك يثبت الحديث بمجموع الطرق كما ذكر شيخنا في" الإرواء"(١٢٢)بيد أن الحديث جاء بلفظ :"وأنت طاهر" من طريق عثمان بن أبي العاص ،كما في "الكبير "للطبراني وفيه من لايعرف ،وابن أبي داود في "المصاحف" وفيه انقطاع بل في اسنادهما كليهما إسماعيل بن رافع وهو ضعيف الحفظ كما قال الحافظ – رحمه الله –وبينه شيخنا في الإرواءأما حديث ما رواية عمرو بن حزم فقد جاءت

بلفظ((ألا تمس القرآن إلا على طهر))كما في سنن الدارقطني (١/١٢١)رقم(١١٠)ورقم (٤) أيضا من طريق عبد الرزاق بيد انها وردت في المصنف بلفظ "لا يمس". . . . فالمسألة تحتاج إلى تتبع واستقصاء ،فإن ثبت لفظ :"وأنت طاهر" وما في معناه ، كان تحريم مس القرآن واضحا بينا للمحدث والجنب والحائض

وقد سألتُ[أم سلمة] الشيخ المحدث علي بن حسن الحلبي الأثري عن حديث عمرو بن حزم :"لا تمس القرآن إلا وأنت طاهر" فقال:(حسن بشواهده)

قال الشيخ الألباني في الإرواء:وجملة القول : أن الحديث طرقه كلها لا تخلو من ضعف ولكنه ضعف يسير إذ ليس في شئ منها من اتهم بكذب وإنما العلة الارسال أو سوء الحفظ ومن المقرر في " علم المصطلح " أن الطرق يقوي بعضها بعضا إذا لم يكن فيها متهم كما قرره . النووي في تقريبه ثم السيوطي في شرحه وعليه فالنفس تطمئن لصحة هذا الحديث لا سيما وقد احتج به إمام السنة أحمد بن حنبل كما سبق وصححه أيضا صاحبه الإمام اسحاق بن راهويه فقد قال إسحاق المروزي في " مسائل الامام أحمد " (ص ٥) : " قلت (يعني لأحمد) : هل يقرأ الرجل على غير وضوء ؟ قال : نعم ولكن لا يقرأ في المصاحف ما لم يتوضأ . قال إسحاق : كما قال لما صح قول النبي عليه السلام : لا يمس القرآن إلا طاهر وكذلك فعل أصحاب النبي عليه السلام والتابعون"

قلت : ومما صح في ذلك عن الصحابة ما رواه مصعب بن سعد بن أبي وقاص أنه قال : كنت أمسك المصحف على سعد بن أبي وقاص فأحتككت فقال سعد : لعلك مسست ذكرك ؟ قال : فقلت : نعم فقال : قم فتوضأ فقمت فتوضأت ثم رجعت رواه . مالك (١ / ٤٢ رقم ٥٩) وعنه البيهقي . سنده صحيح . وبعد كتابة ما تقدم بزمن بعيد (١) . وجدت حديث عمرو بن حزم في كتاب " فوائد أبي شعيب " من رواية أبي الحسن محمد بن أحمد الزعفراني وهو من رواية سليمان بن داود الذي سبق ذكره . ثم روى عن البغوي أنه قال : " سمعت أحمد بن حنبل وسئل عن هذا الحديث فقال : أرجو أن يكون صحيحا"

قال شيخ الإسلام ابن تيمية في مجموع الفتاوى الجزء(٢١)(ص:٢٦٦)

"مذهب الأئمة الأربعة أنه لا يمس المصحف إلا طاهر كما قال في الكتاب الذي كتبه رسول الله صلى الله عليه وسلم لعمرو بن حزم : « أن لا يمس القرآن إلا طاهر » . قال الإمام أحمد

: لا شك أن النبي صلى الله عليه وسلم كتبه له وهو أيضا قول سلمان الفارسي وعبد الله بن عمر وغيرهما . ولا يعلم لهما من الصحابة مخالف".

وقال -رحمه الله-(٢٨٨/٢١)"وأما مس المصحف : فالصحيح أنه يجب له الوضوء كقول الجمهور وهذا هو المعروف عن الصحابة : سعد وسلمان وابن عمر".

وقد كنتُ أميل لقول الإمام الألباني -رحمه الله-؛ لكن هناك بحث هام اطمأن معه الصدر وانشرح لعدم جواز مس المصحف إلا على طهارة، وهو للشيخ محمد بن عمر -وفقه الله-؛ أنقله كاملًا -للفائدة-(ورُب حامِل فقه ليس بفقيه، ورُب حامل فقه إلى مَن هو أفقه منه):-

قال في كتابه القيّم "الترجيح في مسائل الطهارة والصلاة:(٩١-٨٣) "

اقتباس:

مسألة[٨]

هل يجوز للمُحدِث مس المصحف؟

عن عبد الله بن أبي بكر بن حزم أن في الكتاب الذي كتبه رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لعمرو بن حزم: "أن لا يمس القرآن إلا طاهر."

والحديث يدل على تحريم مس المصحف للمُحدِث، و على هذا المذاهب الأربعة: الحنفية، والمالكية، والشافعية، والحنابلة.

قال عون الدين يحيى ابن هبيرة (ت ٥٦٠ هـ) -رحمه الله-: "أجمعوا على أنه لا يجوز للمُحدِث مس المصحف" اهـ.

قلتُ: يعني اتفاق أصحاب المذاهب الأربعة؛ وإلا: فقد خالف الظاهرية.

قال ابن حزم (ت ٤٥٦ هـ) -رحمه الله-: "قراءة القرآن والسجود فيه ومس المصحف وذكر الله -تعالى- جائز كل ذلك بوضوء وبغير وضوء، وللجنب والحائض.

وبرهان ذلك: أن قراءة القرآن والسجود فيه ومس المصحف وذكر الله -تعالى- أفعال خير مندوب إليها مأجور فاعلها، فمن ادّعى المنع فيها في بعض الأحوال كُلف أن يأتي بالبرهان.

ثم قال: وأما مس المصحف فإن الآثار التي احتج بها من لم يجز للجنب مسه: فإنه لا يصح منها شيء" اهـ.

ومعنى هذا: أن البراءة الأصلية مستصحبة ما دام لم يصح شيء يمنع المُحدث من مس المصحف.

فإن قيل: لكن صح حديث: "لا يمس القرآن إلا طاهر"؟

فالجواب: كان ينبغي أن يُسلم القول إلى دلالة حديث: "لا يمس القرآن إلا طاهر"، ولكن نُوزع في ذلك بأن لفظ "طاهر" لفظ مشترك يُطلق على الطاهر من الحدث الأكبر والطاهر من الحدث الأصغر، ويطلق على المؤمن وعلى من ليس على بدنه نجاسة.

وحمْله على أحد هذه المعاني لا بُد له من قرينة.

قلتُ: والذي يترجّح عندي -والله أعلم- تحريم مس المصحف من المحدث حدثًا أصغر أو أكبر؛ وذلك للأمور التالية:

-١أن الحديث دليل على تحريم مس المصحف من غير الطاهر، ولا يقدح فيه أن اسم (طاهر) من قبيل المشترك اللفظي؛ لأنه لا مانع من حمل الحديث هنا على جميع معانيه؛ فلا يجوز مس المصحف من المشرك، كما لا يجوز مسه من المسلم المُحدِث حدثًا أكبر أو أصغر.

وقد قال ابن تيمية (ت ٧٢٨ هـ) -رحمه الله-: "اللفظ المشترك يجوز أن يُراد به معنياه إذ قد جوّز ذلك أكثر الفقهاء المالكية والشافعية والحنبلية وكثير من أهل الكلام" اهـ.

وقال الشوكاني (ت ١٢٥٠ هـ) -رحمه الله-: "حمْل المشترك على جميع معانيه هو المذهب الأقوى" اهـ.

-٢ولأن هذه المسألة لا نعلم فيها خلافًا بين الصحابة والتابعين أنه لا يجوز لمس المصحف لمَن لم يكن على طهارة.

قال إسحاق المروزي: "قلت (يعني لأحمد بن حنبل): هل يقرأ الرجل على غير وضوء؟

قال: نعم، ولكن لا يقرأ في المصحف ما لم يتوضأ.

قال إسحاق [ابن راهويه]: كما قال لما صح قول النبي -صلى الله عليه وسلم-: "لا يمس القرآن إلا طاهر"، وكذلك فعل أصحاب النبي -صلى الله عليه وسلم- والتابعون.

وهذا نص من إسحاق بن راهويه -رحمه الله- على فعل الصحابة والتابعين بلا خلاف.

وقال ابن تيمية (ت ٧٢٨ هـ) -رحمه الله-: "إن هذا الحكم جاء عن خلق عن التابعين من غير خلاف يُعرف عن الصحابة والتابعين، وهذا يدل على أن ذلك معروفًا [كذا] بينهم" اهـ.

-٣ولقوله -تعالى-: ﴿لا يَمَسُّهُ إلا المُطَهَّرونَ﴾ [الواقعة: الآية٧٩]، فإن هذه الآية الصحيح فيها أن المراد بها اللوح المحفوظ الذي في السماء كما قال مالك (ت ١٧٩ هـ) -رحمه الله-: "أحسن ما سمعتُ في هذه الآية: ﴿لا يَمَسُّهُ إلا المُطَهَّرونَ﴾ [الواقعة: الآية ٧٩] إنما هي بمنزلة هذه الآية التي في عبس وتولى [آية رقم ١١-١٦] قول الله -تبارك وتعالى-: ﴿كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَة - فَمَن شَاءَ ذَكَرَهُ - فِي صُحُفٍ مُكَرَّمَةٍ - مَرفوعةٍ مُطَهَّرةٍ - بِأَيدي سَفَرَة - كِرامٍ بَرَرَة﴾ [عبس: الآيات١١-١٦]" اهـ. وكما حرره ابن تيمية -رحمه الله- من سبعة وجوه.

ولكن هذا لا يمنع صحة الاستدلال بها على تحريم لمس المصحف للكافر والمسلم المُحدث حدثًا أصغر أو أكبر، أو على بدنه نجاسة .

ووجه الاستدلال بها كما قال ابن تيمية -رحمه الله-: "أن القرآن الذي في اللوح المحفوظ هو القرآن الذي في المصحف كما أن الذي في المصحف هو الذي في هذا المصحف بعينه سواء كان المحل ورقًا أو أديمًا أو حجرًا أو لخافًا، فإذا كان من حكم الكتاب الذي في السماء أن لا يمسه إلا المطهرون؛ وجب أن يكون الكتاب الذي في الأرض كذلك؛ لأن حرمته كحرمته، أو يكون الكتاب اسم جنس يعم كل ما فيه القرآن سواء في السماء أو في الأرض، وقد أوحى إلى ذلك قوله -تعالى-: ﴿رَسولٌ مِّن اللهِ يَتلُو صُحُفًا مُطَهَّرَة - فيها كُتُبٌ قَيِّمَةٌ﴾ [البينة: الآيتان٢-٣]، وكذلك قوله -تعالى-: ﴿مَرفوعَةٍ مُطَهَّرَةٍ - بِأَيدِي سَفَرَةٍ - كِرام بَرَرَةٍ﴾ [عبس: الآيات١٤-١٦]، فوصفها أنها مطهرة، فلا يصلح للمُحدث مسها، ، كذلك لا يجوز أن يمس بعضو عليه نجاسة ولو غسل المتوضئ بعض أعضائه لم يجز له مسها حتى يكمل طهارته؛ ولو كانت النجاسة على عضو جاز مسه بغيره؛ لأن حكم النجاسة لا يتعدى محله، ويجوز بالتيمم حيث يشرع كما يجوز بالتوضؤ" اهـ.

قلت: ويدل على صحة الاستدلال بالآية المذكورة ما جاء عن عبد الرحمن بن يزيد قال: "كنا مع سلمان في سفر فانطلق فقضى حاجته ثم جاء، فقلت: أي أبا عبد الله توضأ لعلنا نسألك عن آي من القرآن، فقال: سلوني فإني لا أمسه إنه لا يمسه إلا المطهرون، فسألناه فقرأ علينا قبل أن يتوضأ ."

فهذا سلمان الفارسي يستدل على ذلك بالآية، والله أعلم .

-٤ولأن محل دليل الاستصحاب عند عدم الدليل من الكتاب والسُّنة والإجماع والقياس، وهنا قام الدليل من القرآن العظيم والسنة النبوية المطهرة، والإجماع السكوتي .

قال ابن تيمية (ت ٧٢٨ ه) -رحمه الله-: "مس المصحف يشترط له الطهارة الكبرى والصغرى عند جماهير العلماء، وكما دل عليه الكتاب والسُّنة وهو ثابت عن سلمان وسعد وغيرهم من الصحابة وحرمة المصحف أعظم من حرمة المسجد" اه.

-٥وما ورد في حديث هرقل لما كتب إليه رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كتابًا ضمّنه آيات من القرآن الكريم: لا يصلح للاستدلال به على جواز مس المصحف للمُحدِث؛ لأن البحث في مس المصحف لا في لمس كتاب فيه آيات قليلة من القرآن العظيم، ثم البحث في المسلم إذا أحدث هل يجوز أن يلمس المصحف؛ بينما الحديث (حديث هرقل) إنما هو في الكافر يلمس كتابًا فيه آيات من القرآن العظيم.

رد مع اقتباس

الموقع الرسمي لفضيلة الشيخ أبي عبد المعزّ محمد علي فركوس -حفظه الله-

الفتوى رقم: ٨٣١

الصنف: فتاوى الطهـارة

في تفنيد الاستدلال بحديث «افعلي ما يفعله الحاج» على عدم اشتراط الطهارة للحائض في مس المصحف

السـؤال:

ما جوابكم فيمن استدل على عدم اشتراط الطهارة لمس المصحف للحائض والجنب والمحدث بقوله صلى الله عليه وآله وسلّم لعائشة رضي الله عنها في حَجّة الوداع لما حاضت: «افْعَلِي مَا يَفْعَلُهُ الحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لاَ تَطُوفِي بِالبَيْتِ»(١) على أنه أُبيح لها ما أُبيح للحاجّ ولم يرد فيه الحظر من مس المصحف للحائض؟

الجـواب:

الحمدُ لله ربِّ العالمين، والصلاة والسلام على من أرسله اللهُ رحمةً للعالمين، وعلى آله وصحبه وإخوانه إلى يوم الدين، أمّا بعد:

فإنّ النبيّ صَلَّى اللهُ عليه وآله وسَلَّم علّق حُكمها بوصف: «الحاجّ» لبيان ما يجوز فيه النُّسُكُ للحائض المُحْرِمَة وما يَحْرُمُ عليها، فلا يحتاج المَقام حالَتَئِذٍ إلى بيان حكم مسّ القرآن؛ لأنه ليس من شعائر الحجّ ومناسكه، فشأنه أنه ليس من لوازم الحجّ كصوم الحاج، فإنه يصحّ صومه منه دون الحائض -كما هو معلوم-.

ومع ذلك لم يمنع النبيُّ صلّى اللهُ عليه وآله وسلّم عائشةَ رضي الله عنها منه في الحديث السابق، ولا يعني ذلك جوازه لها، غاية ما في الأمر: أنّ النبيّ صلّى اللهُ عليه وآله وسلّم في معرض بيان خصوص ما يتعلّق بمناسك الحجّ للحائض المُحْرِمَة، وأمرُ الصوم ومسّ القرآن ليس من مُتعلّقاته صحّةً وبطلانًا، وعليه فإنّ السكوت عن مسّ المُصحف في الحديث ليس دليلاً في المسألة ولا نصًا في إباحته.

ولو سُلِّم جوازه فإنه يستدلُّ عليه بورود الحديث مُطلقًا مقرّرًا للبراءة الأصلية ومُبقيًا لها، وقد جاء ما يفيد تقييدَه بما ثبت من حديث عمرو بن حزم في كتابه: «لاَ يَمَسُّ القُرْآنَ إلاَّ طَاهِرٌ.(٢)»

فهو خبرٌ ناقلٌ عن أصل البراءة والناقل عنه أَوْلَى بالتقديم(٣)، لِمَا يفيده من حكم شرعيّ ليس موجودًا في الخبر المُبقي للبراءة الأصلية، وما كان كذلك فهو أَوْلَى بأن تُشغل الذمّة به، خاصّة إذا أفاده الحكم الشرعي الجديد محظورًا، لما تقرّر أصوليًا بأنّ «الدليل الحاظر مقدّم على المبيح»، إذ ترك المُباح لاجتناب المحرّم أَوْلَى من عكسه.

والعلمُ عند الله تعالى، وآخر دعوانا أنِ الحمد لله ربِّ العالمين، وصلى الله على نبيّنا محمّد وعلى آله وصحبه وإخوانه إلى يوم الدين، وسلّم تسليمًا.

الجزائر في: ٢٣ المحرم ١٤٢٩هـ

الموافق لـ: ٣١ جانفي ٢٠٠٨م

-١متفق عليه: أخرجه البخاري في «صحيحه» كتاب الحيض، باب تقضي الحائض المناسك كلها إلا الطواف: (٢٩٩)، ومسلم في «صحيحه» كتاب الحج، باب بيان وجوه الإحرام وأنه يجوز إفراد الحج: (٢٩١٩)، من حديث عائشة رضي الله عنها.

-٢أخرجه مالك في «الموطإ» كتاب القرآن، باب الأمر بالوضوء لمن مس القرآن: (٤٦٩)، والدارمي في «سننه»: (٢١٨٣)، والنسائي في «سننه» كتاب القسامة، باب ذكر حديث...: (٤٨٥٢)، والحاكم في «المستدرك»: (١٤٨٠)، والبيهقي في «السنن الكبرى»: (٤١٠)، قال ابن عبد البر في «التمهيد» (٣٣٨/١٧): «وهو كتاب مشهور عند أهل السير، معروف ما فيه عند أهل العلم معرفة تستغني بشهرتها عن الإسناد لأنه أشبه التواتر في مجيئه، لتلقي الناس له بالقبول»، ونقل الحافظ في «تلخيص الحبير» (١٧/٤): أن جماعة من أهل العلم صححوه لا من

باوضو رہے مصحف کو چھوتے وقت کیونکہ وضوء نہ کرنے میں اختلاف ہے جبکہ وضوء کرنے میں کسی کا اختلاف نہیں اور عمرو بن حزم سے مروی حدیث میں لفظِ طاہر کو اللفظ المشترک کے تحت عموم میں داخل کرتے ہوئے طاہر کے مفہوم میں باوضوء ہونا بھی شمار کیا گیا ہے محققین کے پاس تاہم شیخ البانی نے المومن لاینجس والی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے جواب دیا ہے یہی وجہ ہے جب دونوں طرف دلائل ومناقشات قوی ہو جاتے ہیں تو احتیاط والا راستہ اپنانا چاہیے۔ واللہ اعلم

13۔ حفظ کرنے والے بچوں کا بغیر وضو قرآن کو ہاتھ لگانے کا حکم

ایک سوال اور اس کا جواب:

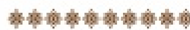
((عندنا مدرسة أطفال يحفظون القرآن ولا يمكنهم الالتزام بالطهارة دائما، هل يلزم الأطفال الوضوء لمس المصحف؟))

سوال: ہمارے یہاں بچوں کا مدرسہ ہے جس میں بچے قرآن حفظ کرتے ہیں ان بچوں کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ ہمیشہ باوضو رہ سکیں (توسوال یہ ہے کہ) کیا بچے بغیر وضو قرآنِ مجید کو ہاتھ لگا سکتے ہیں؟

حيث الإسناد بل من حيث الشهرة، كما ذكر له الزيلعي في «نصب الراية»: (١٩٦/١) جملة من الطرق والشواهد.

-٣هذا عند جمهور الأصوليين، وذهب الفخر الرازي إلى تقديم ما كان مقرِّرًا لحكم البراءة على ما كان ناقلاً عنها، واختاره البيضاوي، لاعتضاد المقرِّر بدليل الأصل.

انظر: «المعونة» للشيرازي: (٢٧٦)، «المحصول» للفخر الرازي: (٥٧٩/٢/٢)، «روضة الناظر» لابن قدامة: (٤٦١/٢)، «شرح تنقيح الفصول» للقرافي: (٤٢٤)، «المسوّدة» لآل تيمية: (٣١٤)، «الإبهاج» للسبكي وابنه: «٢٣٣/٣»، «نهاية السول» للإسنوي: (٢٤٢/٣)، «تقريب الوصول» لابن جزي: (١٦٦)، «إرشاد الفحول» للشوكاني: (٢٧٩)، «نشر البنود» للعلوي: (٢٩٩/٢)



الشیخ ابن باز رحمہ اللہ کا قول:

((ج: يلزم وليهم أن يأمرهم بذلك، وهكذا الأستاذ الذي يعلمهم إذا كانوا أبناء سبع سنين فأكثر؛ لأن المصحف لا يجوز أن يمسه إلا طاهر للأدلة الشرعية الواردة في ذلك، أما من دون السبع فلا يمكن من مس المصحف ولو توضأ؛ لأنه لا وضوء له لعدم تمييزه))

جواب: حفظ کرنے والے بچوں کے سرپرستوں اور اساتذہ پر یہ لازم ہے کہ وہ بچے جو سات سال یا اس سے زیادہ کی عمر کے ہو تو ان کو یہ عادت ڈلوائیں کہ وہ ہمیشہ باوضو رہیں لہذا سرپرست اور اساتذہ بچوں کو وضو سے رہنے کا حکم دیں کیونکہ یہ بات دلیل شرعی سے ثابت ہے کہ قرآنِ مجید کو صرف وہی لوگ ہاتھ لگائیں جو پاک صاف ہوں اس کے علاوہ جو پاک صاف (یعنی کہ باوضو) نہیں ہیں تو ان کا قرآنِ مجید کو چھونا جائز نہیں ہے البتہ جو بچے سات سال سے کم کے ہیں وہ وضو سے ہونے کے باوجود قرآنِ مجید کو ہاتھ نہ لگائیں کیونکہ سات سے کم عمر کے بچے اگر وجو کر بھی لیں تو ان کے وجو کا اعتبار نہیں کیونکہ وہ سن تمیز سے کم کے ہیں

اچھی طرح وضو نہیں کر سکتے اور نہ ان بچوں کو اس بات کی کوئی تمیز ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

(مجموع فتاوی ومقالات متنوعۃ لابن باز: 66/29، "باب فرائض الوضوء حكم قراءة الأطفال للقرآن في المصحف بدون طهارة"، الناشر: رئاسۃ ادارۃ البحوث العلمیۃ والافتاء بالمملکۃ العربیۃ السعودیۃ)

14۔ جب بھی وضو ٹوٹے وضو کرنا مستحب ہے

حدثِ اصغر یعنی کہ پیشاب، پاخانہ اور تمام نواقضِ وضو کے فوراً بعد وضو کرنا یعنی کہ ہمیشہ وضو سے رہنا مستحب عمل ہے جیسا کہ حدیث میں ہے سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

(حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ)

((أَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِلَالًا، فَقَالَ: " يَا بِلَالُ بِمَ سَبَقْتَنِي إِلَى الْجَنَّةِ؟ مَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَطُّ إِلَّا سَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِي، دَخَلْتُ الْبَارِحَةَ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِي، فَأَتَيْتُ عَلَى قَصْرٍ مُرَبَّعٍ مُشْرِفٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ فَقَالُوا: لِرَجُلٍ مِنَ الْعَرَبِ، فَقُلْتُ: أَنَا عَرَبِيٌّ، لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوا: لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ، قُلْتُ: أَنَا قُرَشِيٌّ، لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوا: لِرَجُلٍ مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ، قُلْتُ: أَنَا مُحَمَّدٌ، لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوا: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ "، فَقَالَ بِلَالٌ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا أَذَّنْتُ قَطُّ إِلَّا صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ، وَمَا أَصَابَنِي حَدَثٌ قَطُّ إِلَّا تَوَضَّأْتُ عِنْدَهَا وَرَأَيْتُ أَنَّ لِلَّهِ عَلَيَّ رَكْعَتَيْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " بِهِمَا))"

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک دن) صبح کی تو بلال کو بلایا اور پوچھا: "بلال! کیا وجہ ہے کہ تم جنت میں میرے آگے آگے چل رہے تھے؟ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں جنت میں داخل ہوا ہوں اور اپنے آگے تمہاری کھڑاؤں کی آواز نہ سنی ہو، آج رات میں جنت میں داخل ہوا تو (آج بھی) میں نے اپنے آگے تمہارے کھڑاؤں کی آواز سنی، پھر سونے کے ایک چوکور بلند محل پر سے گزرا تو میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے بیان کیا کہ یہ ایک عرب آدمی کا ہے، تو میں نے کہا: میں (بھی) عرب ہوں، بتاؤ یہ کس کا ہے؟ تو انہوں نے کہا: یہ قریش کے ایک شخص کا ہے، میں نے کہا: میں (بھی) قریشی ہوں، بتاؤ یہ محل کس کا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ایک فرد کا ہے، میں نے کہا: میں محمد ہوں، یہ محل کس کا ہے؟ انہوں نے کہا: عمر بن خطاب کا ہے"، بلال نے کہا: اللہ کے رسول! ایسا کبھی نہیں ہوا کہ میں نے اذان دی ہو اور دو رکعتیں نہ پڑھی ہوں اور نہ کبھی ایسا ہوا ہے کہ مجھے حدث لاحق ہوا ہو اور میں نے اسی وقت وضو نہ کر لیا ہو اور یہ نہ سمجھا ہو

کہ اللہ کے لیے میرے اوپر دو رکعتیں (واجب) ہیں، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انہیں دونوں رکعتوں (یا خصلتوں) کی وجہ سے (یہ مرتبہ حاصل ہوا ہے")۔

امام ترمذی رحمہ اللہ کا قول:

((وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ، وَمُعَاذٍ، وَأَنَسٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " رَأَيْتُ فِي الْجَنَّةِ قَصْرًا مِنْ ذَهَبٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا؟ فَقِيلَ: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ". قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ، وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ أَنِّي دَخَلْتُ الْبَارِحَةَ الْجَنَّةَ يَعْنِي رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنِّي دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، هَكَذَا رُوِيَ فِي بَعْضِ الْحَدِيثِ، وَيُرْوَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: رُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ وَحْيٌ))

یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے، اس باب میں جابر، معاذ، انس اور ابوہریرہ سے بھی مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے جنت میں سونے کا ایک محل دیکھا تو میں نے کہا: یہ کس کا ہے؟ کہا گیا: یہ عمر بن خطاب کا ہے"، حدیث کے الفاظ "أني دخلت البارحة الجنة" کا مفہوم یہ ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں جنت میں داخل ہوا ہوں، بعض روایتوں میں ایسا ہی ہے، ابن عباس سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: انبیاء کے خواب وحی ہیں۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، بَابٌ فِي مَنَاقِبِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ- عمر بن خطاب کے مناقب کا بیان، حدیث نمبر: 3689، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ تخریج الحدیث: "تفرد به المؤلف [تحفة الأشراف:1966]، و مسند احمد[5/354،360][صحیح]")

یہ حدیث صحیح بخاری (1149) اور صحیح مسلم (2458 [6324]) میں بھی ہے اور اس کے راوی سیدنا ابوہریرہ ہیں لیکن صحیحین میں یہ الفاظ نہیں ہیں: ((وَمَا أَصَابَنِي حَدَثٌ قَطُّ إِلَّا

تَوَضَّأْتُ)) "اور نہ کبھی ایسا ہوا ہے کہ مجھے حدث لاحق ہوا ہو اور میں نے اسی وقت وضو نہ کر لیا ہو" البتہ یہ الفاظ سنن الترمذی میں موجود ہیں جیسا کہ اوپر سنن الترمذی کی حدیث گزر چکی ہے امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے بھی یہ حدیث سیدنا ابوہریرہ رحمہ اللہ کے طرق سے نقل کی ہے اور الفاظ وہی ہیں جو صحیحین کے ہیں۔

شیخ البانی رحمہ اللہ کا قول:

((الوضوء عند كل حدث لحديث بريدة بن الحصيب قال: أصبح رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما فدعا بلالا فقال: "يا بلال بما سبقتني إلى الجنة؟ إني دخلت البارحة الجنة فسمعت خشخشتك أمامي؟ " فقال بلال: يا رسول الله ما أذنت قط إلا صليت ركعتين ولا أصابني حدث قط إلا توضأت عنده فقال رسول الله "صلى الله عليه وسلم: "لهذا". رواه الترمذي والحاكم وابن خزيمة في "صحيحه" واسناده صحيح على شرط مسلم واقتصر المنذري على عزوه لابن خزيمة وحده وهو قصور))

یعنی کہ جب بھی وضو ٹوٹے وضو کرنا: اس بات کی دلیل سیدنا بریدہ بن الحصیب کی حدیث ہے، سیدنا بریدہ بن الحصیب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن صبح کو بلال کو بلایا اور پوچھا: "بلال! کیا وجہ ہے کہ تم جنت میں میرے آگے آگے چل رہے تھے؟ بلاشبہ پچھلی رات میں (خواب میں) جب جنت میں داخل ہوا تو تمہارے کھڑاؤں کی آواز اپنے آگے سنی، سیدنا بلال کہتے ہیں کہ اے اللہ کے رسول ﷺ جب بھی میں اذان دیتا ہوں دو رکعت نماز ادا کرتا ہوں اور جب بھی میرا وضو ٹوٹا ہے میں اسی وقت وضو کر لیا کرتا ہوں چنانچہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا بلال سے ارشاد فرمایا: ہاں اسی لئے!، اس حدیث کو امام الترمذی رحمہ اللہ، امام حاکم رحمہ اللہ اور امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں

نقل کیا ہے اور اس حدیث کی اسناد امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی شرط پر صحیح ہیں، امام منذری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی نسبت صرف امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کی یہ ان کی غلطی ہے۔

(تمام المنۃ فی التعلیق علی فقہ السنۃ للالبانی، صفحہ: 111، "ومن ما یستحب لہ الوضوء"، الناشر: دار الرایۃ)

خلاصۂ کلام

جب بھی وضو ٹوٹے وضو کرنا مستحب ہے بعض لوگ اس میں غلو کا شکار ہیں لہذا وہ ہمیشہ باوضو رہنے پر زیادہ زور دیتے ہیں چنانچہ اس طرح کا عمل صحیح نہیں ہے ہمیشہ باوضو رہنا فرض نہیں ہے البتہ کوئی اگر اس کو اختیار کرتا ہے تو یہ اجر و ثواب کا باعث ہے نیز رحمت اور برکت کا ذریعہ ہے۔ واللہ اعلم

15۔ طوافِ کعبہ کے لئے وضو

طوافِ کعبہ کے لئے وضو کے شرط ہونے کے بارے میں علمائے کرام کے دو موقف پائے جاتے ہیں:

1) اکثر علمائے کرام یہ کہتے ہیں کہ کعبہ کا طواف کرنے کے لئے وضو شرط ہے۔

2) بعض علمائے کرام طوافِ کعبہ کے لئے وضو کو لازم اور شرط قرار نہیں دیتے۔

قول اول

کعبہ کے طواف کے لئے وضو کو مستحب کہنے والے علماء کی دلیل

طواف کعبہ کے لئے وضو مستحب ہے جیسا کہ حدیث میں عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا کہ معلوم ہے حج کیا تھا، مجھے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کے متعلق خبر دی:

((أَنَّهُ أَوَّلُ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ حِينَ قَدِمَ أَنَّهُ تَوَضَّأَ، ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ))

کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ آئے تو سب سے پہلا کام یہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا، پھر کعبہ کا طواف کیا۔

(صحیح البخاری، کتاب الحج، بَابُ الطَّوَافِ عَلٰى وُضُوءٍ-(کعبہ کا)طواف وضو کر کے کرنا، حدیث نمبر:1641۔و صحیح مسلم:1235[3001])

قول ثانی

کعبہ کے طواف کے لئے وضو کو فرض کہنے والے علماء کی دلیل

طواف نماز کے مثل ہے جیسا کہ نماز کے لئے وضو شرط ہے اسی طرح طواف کے لئے بھی وضو شرط ہے جیسا کہ حدیث کے الفاظ ہیں سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

پہلی دلیل:(حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما)

((الطَّوَافُ حَوْلَ الْبَيْتِ مِثْلُ الصَّلَاةِ إِلَّا أَنَّكُمْ تَتَكَلَّمُونَ فِيهِ، فَمَنْ تَكَلَّمَ فِيهِ، فَلَا يَتَكَلَّمَنَّ إِلَّا بِخَيْرٍ))

"بیت اللہ کے گرد طواف نماز کے مثل ہے، البتہ اس میں تم بول سکتے ہو(جب کہ نماز میں تم بول نہیں سکتے)توجو اس میں بولے وہ زبان سے بھلی بات ہی نکالے۔"

(سنن الترمذی، کتاب الحج، بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَلَامِ فِي الطَّوَافِ-طواف کرتے وقت بات چیت کرنے کا بیان، حدیث نمبر:960، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے ۔تخریج الحدیث: "تفرد به المؤلف [تحفة الأشراف: 5733] [صحيح]"قال الشيخ الألباني: صحيح، الإرواء[121]،المشكاة[2576]،التعليق الرغيب[2 / 121]، التعليق على ابن خزيمة[2739])

چنانچہ طواف کے لئے وضو لازم ہے بے وضو طواف کرنے سے منع کیا گیا ہے اسی طرح حالت جنابت میں بھی طواف سے روکا گیا اور اگر کوئی عورت حیض ونفاس میں مبتلاء ہو گی تو وہ طواف

کو چھوڑ کر دیگر مناسکِ حج ادا کر سکتی ہے جیسا کہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

دوسری دلیل: (حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا)

((قَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ، قَالَتْ: فَشَكَوْتُ ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: افْعَلِي كَمَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ، غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي))

"کہ میں مکہ آئی تو اس وقت میں حائضہ تھی، اس لیے بیت اللہ کا طواف نہ کر سکی اور نہ صفا مروہ کی سعی، ام المومنین سیدہ عائشہ نے بیان کیا کہ میں نے اس کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس طرح دوسرے حاجی کرتے ہیں تم بھی اسی طرح (ارکانِ حج) ادا کر لو، ہاں بیت اللہ کا طواف پاک ہونے سے پہلے نہ کرنا۔"

(صحیح البخاری، کتاب الحج، بَابُ تَقْضِي الْحَائِضُ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا إِلاَّ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ، وَإِذَا سَعَى عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ - حیض والی عورت بیت اللہ کے طواف کے سوا تمام ارکان بجالائے، حدیث نمبر: 1650۔ و صحیح مسلم: 1211[2919])

✓ حج و عمرہ سے متعلق تمام تفصیلات کے لئے آپ میری کتاب "حج و عمرہ قرآن وسنت کی روشنی میں" ملاحظہ فرمائیں۔

تیسری دلیل: (حدیثِ ابن عمر رضی اللہ عنہما)

سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((أَقِلُّوا الْكَلَامَ فِي الطَّوَافِ، فَإِنَّمَا أَنْتُمْ فِي الصَّلَاةِ))

"کہ طواف کے دوران باتیں کم کرو کیونکہ تم نماز میں ہو۔"

(سنن النسائی، کتاب المناسک الحج باب : إِبَاحَةِ الْكَلَامِ فِي الطَّوَافِ-دوران طواف بات چیت کے جواز کا بیان، حدیث نمبر: 2925، شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں "صحیح الاسناد موقوف" کہ یہ حدیث

موقوف ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔ تخریج الحدیث: "تفرد به النسائي، وانظر ما قبله(صحيح الإسناد) "

نماز اور طواف کے احکامات مختلف ہیں

جن علمائے کرام نے طواف کے لئے وضو کو فرض کہا ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ طواف نماز کے مثل ہے جیسا کہ اوپر دو دلیلیں گزر چکی ہیں یہاں پر اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ طواف بالکل نماز کی طرح نہیں ہے بلکہ نماز اور طواف کے احکامات الگ الگ ہیں مثلاً:

1) نماز میں بات کرنا ممنوع ہے لیکن دورانِ طواف بات کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔
2) نماز کے دوران اگر کسی کا وضو ٹوٹ جاتا ہے تو اس کے لئے پوری نماز کو دہرانا فرض ہے لیکن اگر دورانِ طواف کسی وجہ سے اگر کسی کا وضو ٹوٹتا ہے تو طواف کرنے والا وضو کے بعد جہاں سے اس نے طواف چھوڑا تھا وہاں سے وہ اپنا طواف مکمل کر سکتا ہے۔
3) اس کی دوسری صورت یہ ہے کہ دورانِ طواف اگر کسی کا وضو ٹوٹ جاتا ہے تو وہ اپنا طواف مکمل کرنے کے بعد وضو کرکے دو رکعت نماز ادا کرلے تو اس کا طواف مکمل ہو جائے گا۔

لہذا نماز اور طواف کے احکامات الگ الگ ہیں۔

طواف کے لئے وضو کے بارے میں علمائے کرام کے اقوال

امام نووی رحمہ اللہ کا قول:

((وَالَّذِي أَطْلَقَهُ الْأَصْحَابُ أَنَّهُ لَوْ لَاقَى النَّجَاسَةَ بِبَدَنِهِ أَوْ ثَوْبِهِ أَوْ مَشَى عَلَيْهَا عَمْدًا أَوْ سَهْوًا لَمْ يَصِحَّ طَوَافُهُ))

میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے اصحاب کہ کہنا تھا کہ (طواف کے لئے طہارت شرط ہے) اگر کسی شخص کے جسم پر یا کپڑوں پر جانے یا انجانے میں نجاست لگ جائے تو اس کا طواف صحیح نہیں ہو گا (یہاں تک کہ وہ طہارت حاصل نہ کرلے)

(المجموع شرح المہذب للنووی:8/15، کتاب الحج، "صفة الطواف الكاملة"، الناشر: ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ، القاہرۃ)

علامہ سرخسی رحمہ اللہ کا قول:

((وَقَالَ الشَّافِعِيُّ - رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى - لَا يُعْتَدُّ بِطَوَافِ الْمُحْدِثِ؛ لِأَنَّ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ بِمَنْزِلَةِ الصَّلَاةِ مِنْ حَيْثُ إنَّهَا عِبَادَةٌ مُتَعَلِّقَةٌ بِالْبَيْتِ))

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی ناپاکی کی حالت میں بغیر وضو طواف کرتا ہے تو اس کا طواف شمار نہیں کیا جائے گا کیونکہ کعبہ کا طواف نماز کے جیسا ہے اور یہ بیت اللہ سے متعلق عبادت ہے۔

(المبسوط للسرخسی:4/38، کتاب المناسک، باب الطواف، الناشر: مطبعۃ السعادۃ، مصر)

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کا قول:

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ طواف نماز کے مثل نہیں ہے:

((وهنا لا يصح أن يقال: إن الطواف بالبيت صلاة في كل شيء إلا الكلام؛ وذلك لأنه يخالف الصلاة في أشياء كثيرة سوى الكلام))

یہاں پر یہ کہنا صحیح نہیں کہ کعبہ کا طواف بات چیت کرنے کو چھوڑ کر نماز کے جیسا ہے صرف اس میں کلام کرنے کی بات نہیں ہے بلکہ بہت ساری ایسی چیزیں ہیں جو طواف کو نماز سے الگ کرتی ہیں:

- فمن ذلك: أنه لا يشترط فيه القيام، والصلاة يشترط فيها القيام، أي: لو طاف يزحف فإن طوافه صحيح.
- ومن ذلك: أنه لا يشترط له تكبير، والصلاة يشترط لها تكبيرة الإحرام.

- ومن ذلك: أنه لا يشترط له استقبال القبلة، بل لا بد أن يكون البيت عن يساره.
- ومنها: أنه لا تشترط فيه القراءة لا الفاتحة، ولا غيرها، بل لا يسن فيه أن يقرأ الفاتحة بعينها وسورة معها.
- ومنها: أنه ليس فيه ركوع ولا سجود، ولا يجب فيه تسبيح.
- ومنها: أنه يجوز فيه الأكل والشرب، والصلاة لا يجوز فيها الأكل والشرب.
- ومنها: أنه لا يبطله الضحك، والصلاة يبطلها الضحك.
- ومنها: أنه لا تشترط فيه الموالاة على رأي كثير من العلماء، والصلاة تشترط فيها.
- ولو أنك تأملته لوجدت أنه يخالف الصلاة في أكثر

(الشرح الممتع على زاد المستقنع لابن العثيمين:7/260، "باب دخول مكة ومن ترك شيئا من الطواف أو لم ينوه أو نسكه أو طاف على الشاذروان أو جدار الحجر أو عريان أو نجس لم يصح"، الناشر: دار ابن الجوزي)

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وَالَّذِينَ أَوْجَبُوا الْوُضُوءَ لِلطَّوَافِ لَيْسَ مَعَهُمْ حُجَّةٌ أَصْلًا فَإِنَّهُ لَمْ يَنْقُلْ أَحَدٌ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ؛ وَلَا ضَعِيفٍ أَنَّهُ أَمَرَ بِالْوُضُوءِ لِلطَّوَافِ مَعَ الْعِلْمِ بِأَنَّهُ قَدْ حَجَّ مَعَهُ خَلَائِقُ عَظِيمَةٌ وَقَدْ اعْتَمَرَ عُمَرًا مُتَعَدِّدَةً وَالنَّاسُ يَعْتَمِرُونَ مَعَهُ فَلَوْ كَانَ الْوُضُوءُ فَرْضًا لِلطَّوَافِ لَبَيَّنَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيَانًا عَامًّا وَلَوْ بَيَّنَهُ لَنَقَلَ ذَلِكَ الْمُسْلِمُونَ عَنْهُ وَلَمْ يُهْمِلُوهُ وَلَكِنْ ثَبَتَ فِي

الصَّحِيحِ "أَنَّهُ لَمَّا طَافَ تَوَضَّأَ" . وَهَذَا وَحْدَهُ لَا يَدُلُّ عَلَى الْوُجُوبِ فَإِنَّهُ قَدْ كَانَ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَقَدْ قَالَ إِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَذْكُرَ اللَّهَ إِلَّا عَلَى طُهْرٍ فَيَتَيَمَّمُ لِرَدِّ السَّلَامِ. وَقَدْ ثَبَتَ عَنْهُ فِي الصَّحِيحِ أَنَّهُ :"لَمَّا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ وَأَكَلَ وَهُوَ مُحْدِثٌ قِيلَ لَهُ: أَلَا تَتَوَضَّأُ؟ قَالَ: مَا أَرَدْتُ صَلَاةً فَأَتَوَضَّأَ" . يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ إِلَّا إِذَا أَرَادَ صَلَاةً وَأَنَّ وُضُوءَهُ لِمَا سِوَى ذَلِكَ مُسْتَحَبٌّ لَيْسَ بِوَاجِبٍ))

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ طواف کرنے کے لیے وضو کرنا فرض ہے ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ کسی نے صحیح یا ضعیف سند کے ساتھ اس طرح کی کوئی روایت نقل نہیں کی جس میں نبی کریم ﷺ نے طواف کرنے کے لیے وضو کا حکم دیا ہو، یہ بات واضح ہے کہ آپ ﷺ کے ساتھ بہت سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حج کیا، آپ ﷺ نے کئی بار عمرہ بھی ادا فرمایا اور صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے ساتھ عمرہ بھی ادا کیا، چنانچہ اگر طواف کے لیے وضو فرض ہوتا تو نبی کریم ﷺ یہ بات تمام صحابہ کرام کو بتا دیتے اور اس کا حکم فرما دیتے اور صحابہ کرام اس حکم کو آنے والے لوگوں تک پہنچا دیتے اس حکم سے غفلت نہ برتتے البتہ صحیح (بخاری و مسلم) میں ہے (أَنَّهُ لَمَّا طَافَ تَوَضَّأَ) جب آپ ﷺ نے طواف (کا ارادہ) کیا تو وضو فرمایا یہ حدیث طواف کے لئے وضو کے واجب ہونے پر دلالت نہیں کرتی اس کی وجہ یہ ہے کہ جب بھی نبی کریم ﷺ نماز پڑھتے تو وضو کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ کا یہ ارشادِ مبارک ہے کہ: مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کا ذکر بغیر طہارت کروں چنانچہ آپ ﷺ نے سلام کا جواب دینے کے لئے تیمم فرمایا تھا، اور یہ بات صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ بیت الخلاء سے نکلے آپ ﷺ حدث سے تھے آپ ﷺ نے کھانا کھایا آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ ﷺ وضو فرمائیں گے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مجھے نماز کا ارادہ ہو گا تو میں وضو کر لوں گا، لہذا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جب تک کوئی نماز کا ارادہ نہ کرلے اس پر وضو نہیں ہے

اور نہ ہی کسی اور چیز کے لئے وضو فرض ہوتا ہے۔

(مجموع فتاویٰ لابن تیمیہ: 21/274-273، "باب نواقض الوضوء سئل عما تجب له طهارتان: الغسل والوضوء، والخلاق في ذلك"، الناشر: مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف، المدینۃ المنورۃ، السعودیۃ)

((س: الأخ الذي رمز لاسمه: ق. ن. ع. من القاهرة يقول في سؤال له: رجل شرع في الطواف فخرج منه ريح، هل يلزمه قطع طوافه أم يستمر؟))

سوال: اگر کسی شخص کی دورانِ طواف ہوا خارج ہو جائے تو کیا وہ اپنا طواف جاری رکھے یا اس کو پورا کرے؟

شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((ج: إذا أحدث الإنسان في الطواف بريح أو بول أو مني، أو مس فرج أو ما أشبه ذلك انقطع طوافه كالصلاة، يذهب فيتطهر ثم يستأنف الطواف، هذا هو الصحيح، والمسألة فيها خلاف، لكن هذا هو الصواب في الطواف والصلاة جميعا؛ لقول النبي صلى الله عليه وسلم: «إذا فسا أحدكم في الصلاة فلينصرف، وليتوضأ، وليعد الصلاة » رواه أبو داود، وصححه ابن خزيمة، والطواف من جنس الصلاة في الجملة، لكن لو قطعه لحاجة مثلا، كمن طاف ثلاثة أشواط ثم أقيمت الصلاة فإنه يصلي ثم يرجع فيبدأ من مكانه ولا يلزمه الرجوع))

جواب: اگر کسی شخص کی طواف کے دوران ہوا خارج ہو جائے یا پیشاب یا منی نکل جائے یا وہ اپنی شرمگاہ کو چھولے تو اس شخص کو چاہئے کہ وہ اپنا طواف روک دے (ان میں سے

کوئی چیز واقع ہونے پر دوبارہ وضو کرنا واجب ہے)، پھر وضو کرنے کے بعد طواف کرے یہی قول صحیح ہے البتہ اس بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے لیکن نماز اور طواف دونوں کے بارے میں یہ قول صحیح ہے کہ دونوں کے لئے وضو شرط ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم میں سے کسی شخص کی نماز کے دوران ہوا خارج ہو جائے تو وہ نماز سے الگ ہو جائے اور اس کے بعد دوبارہ وضو کر کے اپنی نماز دہرائے اس حدیث کو امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے اور امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے چنانچہ طواف کے لئے بھی یہی حکم ہے جیسا کہ نماز کے لئے حکم ہے، لیکن اگر کوئی شخص کسی حاجت کے تحت طواف کو توڑ دے مثلاً اگر کوئی شخص تین طواف مکمل کر چکا ہو پھر اسی دوران نماز کے لئے اقامت کہہ دی گئی ہو تو وہ نماز پڑھے پھر اس نے جہاں پر طواف کو روکا تھا وہاں سے طواف کرے پھر سے طواف کی ابتداء کرتے ہوئے رجوع کرنے کی ضرورت نہیں۔

(مجموع فتاوی ومقالات متنوعۃ لابن باز:17/216،" باب دخول مكة من قطع طوافه لحدث أو لحاجة هل يستأنفه أم يبني على ما مضى"الناشر: رئاسة ادارة البحوث العلمية والافتاء بالمملكة العربية السعودية)

خلاصۂ کلام

یہ بات تو صاف طور واضح ہے کہ طواف کرنے کے لئے باوضو ہونا طواف کے شرائط یا فرائض میں سے نہیں ہے اس کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ اس مسئلے میں کوئی بھی واضح حکم قرآن وحدیث میں موجود نہیں لہٰذا محققین طواف کے لئے وضو فرض و شرط نہیں کہتے بلکہ علمائے کرام کا یہ کہنا ہے کہ طواف کرنے کے لئے وضو مستحب ہے اور اسی طرح علمائے کرام یہ بھی کہتے ہیں کہ نماز کے لئے جو شرائط ہیں بعینہٖ وہی شرائط طواف کی نہیں ہیں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں اور جو علمائے کرام طواف کے لئے وضو کو فرض و شرط قرار دیتے ہیں ان میں امام

مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ شامل ہیں، لیکن دوسرا موقف یہ ہے کہ طواف کے لئے وضو مستحب ہے اس میں قوت زیادہ ہے استدلال کے اعتبار سے۔ واللہ اعلم

نوٹ: قول ثالث پر عمل بہتر ہے: قول ثالث یہ ہے کہ احتیاط اور اختلاف سے باہر نکلنے کے لئے وضوء کرلے (ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ مستحب ہے، خروجا عن الخلاف) کیونکہ طواف کے لئے وضوء نہ کرنے میں اختلاف ہے جبکہ وضوء کرکے طواف کرنے میں کسی کا اختلاف نہیں کیونکہ عبادات کو شک سے پاک رکھنا بہتر ہے۔ واللہ اعلم





متفرق مسائل

بعض قدیم وجدید مسائلِ وضوء

رفع حدث: وضوء

غسل وحیض سے متعلق طہارت کے مسائل

مسئلہ: 1

وضوء سے فارغ ہونے کے بعد آسمان کی جانب نگاہیں کرتے ہوئے دیکھنے کا عمل ضعیف روایت پر مبنی ہے۔

مسئلہ: 2

واجب اعمال وافعال میں نیت کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: 3

"ازالة كل مايمنع وصول المآء الي البشرة" یعنی ضوء اور غسل میں دھوئے جانے والی اعضاء تک پانی کے پہنچنے کی راہ میں حائل ہونے والی تمام اشیاء کو دور کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ: 4

ناخن کو کسی ایسے رنگ سے رنگنا جس کا جرم نہ ہو جو پانی کو بدن تک پہونچنے سے روکتے ہیں تو یہ درست ہے اس کو الگ کئے بغیر بھی وضو درست ہے اور اگر جرم ہو تو اس کا ازالہ کئے بغیر وضو درست نہ ہو گا [35]

و

مصنوعی ناخنوں کا حکم

مسئلہ: 5

وضوء اور غسل میں دھوئے جانے والے اعضاء تک پانی کے پہنچنے کی راہ میں حائل ہونے والی تمام اشیاء کو دور کرنا ضروری ہے، اور اس ممانعت کے دو اسباب ہیں: ایک یہ کہ اس میں شریعت کی مخالفت ہوتی ہے کیونکہ سنن فطرت میں سے قص اظافر یعنی ناخنوں کو کترنا بھی شامل ہے اور دوسرا یہ کہ اس میں غیر مسلموں کی مشابہت پائی جاتی ہے۔

نوٹ: مصنوعی ناخن اور ہر رکاوٹ کو ختم کرنا ضروری ہے جو وضو کے پانی کے وصول کے لیے مانع ہو۔

مسئلہ: 6

وضو کے وقت مصنوعی دانت کو نکالنا واجب نہیں[36]

---

[35] هل يؤثر طلاء الأظافر للمرأة على الوضوء

أخونا يسأل عن طلاء الأظافر بالنسبة للنساء، هل هو جائز، وهل يؤثر على الوضوء؟

لا بأس بالطلاء إذا كان لا يؤثر كالحناء وأشباهه، فإذا كانت الصبغة التي على الظفر ليس لها جرم فلا تضره أما إذا كان لها جرم كالمناكير أو الحناء المجمد على الظفر فهذا يزال عند الوضوء، أما إذا مجرد صبغة فقط، لون، صفرة، حمرة، ليس لها جرم، هذه لا تمنع لا وضوءً ولا غسلاً، أما إذا كان لها جرم كمية يمكن حكها وإزالتها فهذا الشيء يزال عند الوضوء، سواء كان في الأظفار أو في غير الأظفار، كالعجين على الذراع، أو على القدم، أو طين، يؤخر عند الوضوء.

[36] مصنوعی دانتوں کی صورت میں وضو کے احکام

أسنان صناعية

سئل الشيخ العثيمين فأجاب

إذا كان للإنسان أسنان صناعية فهل يجب عليه نزعها عند المضمضة؟

وضوء اور غسل واجب میں منہ سے دانتوں کا چوکڑا نکالنا ضروری نہیں ہے، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ ثابت نہیں ہے کہ نبی ﷺ نے وضوء اور غسل کے دوران اپنی انگوٹھی نکالی ہو تاہم وضوء کے دوران انگوٹھی ہلانے کے ضمن میں ابن ماجہ کی ایک ضعیف حدیث موجود ہے لیکن وضوء کے دوران انگھوٹی کی تحریک کے ضمن میں امام بخاری نے تابعین سے نقل فرمایا؛ (وضو اور غسل میں جس چیز کا دھونا ضروری ہے اس تک پانی کا پہنچنا ضروری ہے دانتوں کا چوکڑا اصل کے قائم مقام ہے اس لیے اس کا نکالنا ضروری نہیں اور اسکا نکالنا مشقت کے قبیل سے ہے)

((عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ ، عَنْ أَبِيهِ : أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ" إِذَا تَوَضَّأَ حَرَّكَ خَاتَمَهُ"))

سیدنا ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب وضو کرتے تو اپنی انگوٹھی ہلاتے۔

(سنن ابن ماجہ / کتاب: طہارت اور اس کے احکام و مسائل / باب: انگلیوں کے درمیان خلال کا بیان۔ حدیث نمبر: 449، اس حدیث کو کتب ستہ کے محدثین میں سے صرف ابن ماجہ نے روایت کیا ہے، (تحفۃ الأشراف: 12023، مصباح الزجاجۃ: 184)، اس حدیث کی سند میں معمر اور ان کے والد محمد بن عبید اللہ دونوں ضعیف راوی ہیں، اس لئے شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا)

مسئلہ: 7

انگوٹھی پر دانتوں کے چوکڑے پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ نکالنا اس لیے ضروری نہیں کیونکہ یہ اصل کے قائم مقام ہے۔

ج – إذا كانت للإنسان أسنان مركبة، فالظاهر أنه لا يجب عليه أن يزيلها، وتشبه هذه بالخاتم، والخاتم لا يجب نزعه عند الوضوء، بل الأفضل أن يحركه، لكن ليس على سبيل الوجوب، لأن النبي صلى الله عليه وسلم كان يلبسه، ولم ينقل أنه كان ينزعه عند الوضوء، وهو أظهر من كونه مانعا من وصول الماء من هذه الأسنان، لا سيما أن بعض الناس تكون هذه التركيبة شاقا عليه نزعها ثم ردها.

رابط الموضوع :

http://www.ennaharonline.com/ar/specialpages/islamiat/83526.html#ixzz2ICGW7uaB

مسئلہ: 8

بار وکہ یعنی اصل بالوں کے علاوہ مصنوعی زائد بالوں کا چونڈا وگ لگانا جائز ہے، اس بناء پر اس پر کئے جانے والے مسح سے وضوء صحیح نہ ہوگا، کیونکہ سر کے اصل بالوں میں مصنوعی بال جوڑنے کا عمل، حدیث کے منع کردہ "وصل" سے ہے۔

نوٹ: ممنوع اس وقت ہے جبکہ زیب وزینت کی نیت سے ہو لیکن اگر عیب کا ازالہ اور علاج کی نیت سے ہو تو جائز ہے (ابن باز رحمہ اللہ)

مسئلہ: 9

اگر کسی کے سر پر بال ہی نہ ہوں اور وہ بالوں کی نشو ونما کرنے کے لیے طبی طریقہ علاج hair plantation کو اختیار کرتے ہوئے اس عیب کو زائل کرے تو علماء نے اس غرض سے کئے جانے والے عمل کی اجازت دی ہے، گویا یہ جسم انسانی کے کسی عضوء کی بگڑی ہوئی ہیئت کو درست کرنے کے لئے کئے جانے والے آپریشن پلاسٹک سرجری plastic surgery کی طرح ہے کیونکہ سرجری کے بعد لگایا گیا پلاسٹر وغیرہ جسم کا جزء لاینفک بن جاتا ہے[37]۔

---

37 غسل اور وضو میں بال کے مصنوعی جوڑوں کا حکم

بسم الله الرحمن الرحيم

ماحكم وضع مثبت الشعر؟ وهل هو مفطر في رمضان؟ وهل يبطل الوضوء؟

الإجابـــة

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه أما بعد:

فإن وضع مثبت الشعر مباح لعدم ورود نص يحرمه، فيبقى على أصله للقاعدة المعروفة "الأصل في الأشياء الإباحة حتى يرد الدليل على منعها"، والجواز مشروط بأن يكون المثبت خالياً من المواد النجسة أو المحرمة أو الضارة. ولا

مسئلہ: 10

عورتوں کی پلکوں پر جمال و خوبصورتی کی غرض سے لگائے جانے والے زائد بالوں کے ساتھ وضوء اور غسل صحیح نہیں ہوتا تاوقتیکہ اس کو زائل نہ کیا جائے۔

مسئلہ: 11

اگر عورت اپنے بال کا جوڑا، گدی پر رکھتے ہوئے مسح کر لے تو کافی ہے، تاہم سر کے بیچ میں نہ رکھے، کیونکہ حدیث میں اس کے ضمن میں سخت قسم کی وعید وارد ہے:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، لَمْ أَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دو قسمیں ہیں دوزخیوں کی جن کو میں نے نہیں دیکھا (یعنی دنیا میں ابھی وہ پیدا نہیں ہوئے) ایک تو وہ لوگ جن

يؤثر وضع المثبت أيا كان على الصيام في رمضان، ولا في غير رمضان لأنه ليس من نواقض الصيام . كما أنه لا يبطل الوضوء إذا وضع بعده، أما إذا وضع قبله، فإن الغالب عليه أنه يكوّن طبقة على الشعر تمنع وصول الماء إليه، وبالتالي لا يصح الوضوء مع وجود هذه المادة؛ لأن مسح الرأس فرض من فروض الوضوء، قال تعالى: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُؤُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ [المائدة:٦] .

قال القرطبي عن قوله تعالى "برؤوسكم": فدخلت الباء لتفيد ممسوحاً به وهو الماء، فكأنه قال: وامسحوا برؤوسكم الماء . انتهى

وبناء على هذا يكون الماسح لشعره مع وجود ما يحول بين الماء والشعر، غير ماسح شرعاً لعدم وصول الماء إليه، ولمزيد من الفائدة تراجع الفتوى التالية: ١٩٦٠٥ .

والله أعلم.

http://[illegible]

کے پاس کوڑے ہونگے بیل کی دموں کی طرح اور لوگوں کو ان سے ماریں گے اور دوسرے عورتیں ہیں جو کپڑا پہننے پر بھی ننگی ہونگی، دوسرے مردوں کو اپنی طرف اور خود ان کی طرف مائل ہونے والی ہونگی، ان کے سر گویا بختی اونٹوں کے کوہان ہیں، ایک طرف جھکے ہوئے، وہ جنت میں نہ جائیں گی بلکہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھیں گی، حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی دور سے آتی ہے۔"

(صحیح مسلم / جنت اس کی نعمتیں اور اہل جنت / باب: اس بات کے بیان میں کہ دوزخ میں ظالم و متکبر داخل ہوں گے اور جنت میں کمزور و مسکین داخل ہوں گے۔ حدیث نمبر: 2128)

مسئلہ: 12

وضوء میں ذکر و دعاء کا نسیان یعنی بھول جانا قابل معافی ہے جبکہ نماز میں واجب بھول جانے سے سجدہ سہو اور حج میں واجب بھول جانے سے کفارہ لازم آتا ہے۔

مسئلہ: 13

اہل علم نے انسان کے بھول جانے کو عجز قوی یعنی انسان کی بڑی بے بسی ولاچارگی اور فوق الطاقہ یعنی اس کی طاقت و قوت سے پرے قرار دیتے ہوئے اس نسیان کے عمل کو قابل معافی قرار دیا ہے اور اسی بناء پر وضوء کے تسمیہ، اذکار و ادعیہ اور تکبیرات کے حکم کے تئیں نرم روی اختیار کی ہے۔

مسئلہ: 14

وضوء اور غسل کے دوران پانی کے استعمال میں اسراف سے بچنا چاہئے جیسا کہ حدیث میں اس بات کی وضاحت ہے:

((عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِسَعْدٍ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ، فَقَالَ:" مَا هَذَا السَّرَفُ"؟ فَقَالَ: أَفِي الْوُضُوءِ

إِسْرَافٌ؟ قَالَ: " نَعَمْ وَإِنْ كُنْتَ عَلَى نَهَرٍ جَارٍ))

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعد رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، وہ وضو کر رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ کیسا اسراف ہے؟"، انہوں نے کہا: کیا وضو میں بھی اسراف ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں چاہے تم بہتی نہر کے کنارے ہی کیوں نہ بیٹھے ہو"۔

(سنن ابن ماجه / کتاب: طہارت اور اس کے احکام و مسائل / باب: وضو میں میانہ روی کی فضیلت اور حد سے تجاوز کرنے کی کراہت کا بیان۔ حدیث نمبر: 425، اس حدیث کو کتب ستہ کے محدثین میں سے صرف ابن ماجہ نے روایت کیا ہے، تحفة الأشراف: 8870، مصباح الزجاجة: 174، مسند احمد (221/2)، (تراجع الألباني: رقم: 110، اس حدیث کی سند میں ابن لہیعہ ضعیف، اور حیی بن عبداللہ صاحب وہم راوی ہیں، لیکن شواہد کی بناء پر یہ حسن ہے، ملاحظہ ہو: الارواء: 140، ملاحظہ ہو: سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ للالبانی: 3292، وسلسلۃ الاحادیث الضعیفہ للالبانی: 4782)، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا)

نیز ایک اور صحیح حدیث سے اس معنی کی تائید ہوتی ہے:

((عَنْ أَبِي نَعَامَةَ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُغَفَّلٍ، سَمِعَ ابْنَهُ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْقَصْرَ الْأَبْيَضَ عَنْ يَمِينِ الْجَنَّةِ إِذَا دَخَلْتُهَا، فَقَالَ: أَيْ بُنَيَّ، سَلِ اللَّهَ الْجَنَّةَ وَتَعَوَّذْ بِهِ مِنَ النَّارِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " إِنَّهُ سَيَكُونُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ قَوْمٌ يَعْتَدُونَ فِي الطُّهُورِ وَالدُّعَاءِ))

ابو نعامہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو کہتے سنا: اے اللہ! میں جب جنت میں داخل ہوں تو مجھے جنت کے دائیں طرف کا سفید محل عطا فرما، آپ نے کہا: میرے بیٹے! تم اللہ سے جنت طلب کرو اور جہنم سے پناہ مانگو، کیونکہ میں نے رسول اللہ

ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”اس امت میں عنقریب ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو طہارت اور دعاء میں حد سے تجاوز کریں گے“

(سنن ابي داود / کتاب: طہارت کے مسائل / باب: وضو میں اسراف وفضول خرچی یعنی پانی ضرورت سے زیادہ بہانا درست نہیں ہے۔ حدیث نمبر: 96، سنن ابن ماجہ / الدعاء 12 (3864)، (تحفة الأشراف: 9664)، مسند احمد (4/86)، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

مسواک کے مسائل

مسئلہ: 15

کس چیز کے ذریعہ مسواک کرنا افضل ہے؟ آیا اس مسئلہ میں دانتوں کی صفائی اصل مقصود ہے یا افضلیت کا حصول مسواک کی لکڑی ہی سے حاصل ہوگا؟

مقصود اصل مطلوب ہو تو ٹوتھ پیسٹ سے بھی حاصل ہو جائے گا، اس بناء پر مسواک میں ٹوتھ پیسٹ بھی مفید و مشروع ہے تاہم افضلیت کا حصول اتباع سنت ہی سے حاصل ہو گا[38]۔

---

[38] مسواک کی جگہ ٹوتھ پیسٹ اور برش۔

فمن هذه الأحاديث ما رواه البخاري في صحيحه عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا وقع الذباب في شراب أحدكم فليغمسه ثم لينزعه، فإن في إحدى جناحيه داء والأخرى شفاء. وقد بينا الإعجاز العلمي في هذا الحديث في الفتوى رقم: ١٨٣٣٨ فراجعها.

ومنها: ما ورد في بحث للدكتور محمود رجائي بعنوان (استعمال السواك لنظافة الفم وصحته) دراسة سريرية وكيميائية، وهو منشور ضمن أبحاث وأعمال المؤتمر العالمي الأول للطب الإسلامي، الذي انعقد بالكويت ١٤٠١هـ الموافق ١٩٨١م، وجاء فيه: كما نشعر بعظمة أمر النبي صلى الله عليه وسلم لنا بالتسوك: تسوكوا فإن السواك مطهرة للفم، مرضاة للرب، وما جاءني جبريل إلا أوصاني بالسواك حتى لقد خشيت أن يفرض علي وعلى أمتي. رواه ابن ماجه، الطهارة باب ٧، حديث رقم ٢٨٩. المسند ١٢١/٦. وكان النبي صلى الله عليه وسلم لا يرقد من ليل أو نهار فيستيقظ إلا تسوك،

وحث النبي أمته على دوام استعمال السواك، في قوله صلى الله عليه وسلم: لولا أن أشق على أمتي لأمرتهم بالسواك عند كل صلاة. رواه مسلم، النووي ١١٦/٢، حديث رقم ٢٥٢.

وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم كما ثبت في الصحيحين إذا قام من الليل يشوص فاه بالسواك، كما أن النبي صلى الله عليه وسلم حض ورغب في السواك وملازمته حتى أثناء الصيام، وذلك لما فيه من الفوائد العظيمة للفم والأسنان، ومن هذه الفوائد ما يلي:

١- القضاء على الجراثيم: وثبت بالبحث أنه يقضي على خمسة أنواع على الأقل من الجراثيم الممرضة، والموجودة بالفم أهمها البكتريا السبحية (streptococci) والتي تسبب بعض أنواع الحمى الروماتزمية (براون وجاكوب عام ١٩٧٩م).

٢- جرف الفضلات، وإزالة القلح وتلميع الأسنان.

٣- تطهير الفم بقتل الجراثيم ومعالجة جروح اللثة والتهاباتها.

٤- منع نمو الجراثيم بزيادة حموضة الفم مما يقلل فرصة نمو هذه الجراثيم الموجودة بأعداد هائلة.

٥- يزيل اللويحة الجرثومية قبل عتوها وتأثيرها على الأنسجة.

٦- يقي أمراض الفم والأسنان.

٧- كما ثبت أن له تأثيراً مهبطاً للسكر وتأثيراً مضاداً للسرطان. انتهى.

[illegible]

استعمال السواك لنظافة الفم وصحته

لقد أنعم الله على- البشرية بالإسلام وأرسل رسوله محمد هاديا ومعلما، فكان الإسلام هو الدين الوحيد الذي جمع بين الدنيا والآخرة- "واهتم الإسلام بالروح والجسد ولم يفضل واحدة على"- الأخرى، فجاء- العلاج متكاملا وشافيا، وبذلك يعيش المسلم في حياة قوامها التوازن بين روحه وجسده ولا- يتسع "المجال- هنا لحصر- الأمثلة على ذلك ولكننا سنتناول -جانبا عني به الإسلام أكثر ما عني ألا وهو طب الفم، ولا. أدل على ذلك. من أن نستعرض الأحاديث النبوية الشريفة التي وردت في. هذا المجال.

وقبل، ذلك سوف- نذكر نبذة بسيطة عن بعض المعارف الحديثة- التي وصل إليها طب الأسنان، ثم نطابق بين. هذه النظريات الحديثة وما ورد في الأحاديث النبوية.

فالفم هو المدخل الرئيسي لأعضاء الجسم الداخلية، ويمكن. إدراك المخاطر التي يمكن أن تصيب، هذه الاجهزة سواء الجهاز التنفسي العلوي أو الرئتان أو الجهاز الهضمي إذا ما أصيب الفم، وعلاوة على ذلك فإن الجهاز العصبي المتصل بالأسنان وبمنطقة الوجه يمثل. خطورة كبيرة على الإنسان إذا هو أقرب المناطق إلى الجهاز العصبي المركزي الرئيسي (المخ) لذا كانت آلامه لا تحتمل. من هنا يتضح الأهمية القوى لاهتمام الرسول بتنظيف الفم والعناية به.

تسبح الأسنان دوما في اللعاب وتكسو كل "سن سليمة طبقة رقيقة من هذا اللعاب وتلتصق" بها فإذا ما اتسخت هذه اللعابية فان الأسنان يعلوها الكلس والأوساخ التي تضم بين جنباتها الجراثيم.. ولقد وجد انعم انه حتى بعد تلميع الأسنان تتكون ". هذه- الغلالة في اقل من ساعة. ولا يزداد سمكها عن ميكرون واحد، وحالما تتكون هذه الغلالة

تبدأ الجراثيم- المتواجدة بالفم كقاطنين طبيعيين، تبدأ في- الالتصاق- عليها. - إما إذا لم يتم إزالة هذه المادة الرخوة باستمرار لمدة ٢٤ ساعة فيتضح بمجرد النظر للأسنان، تواجد رواسب رخوة عند اتصال اللثة بأعناق- الأسنان، ولقد اثبت العلماء في تجاربهم وعلى الحيوانات أن ترسب هذه. المادة الرخوة لا يتأثر إطلاقا بمرور الطعام. من عدمه- في أفواه الحيوانات التي تتغذى بطريقة الأنابيب المعدية. وبذا ثبت. أن مضغ الطعام للمواد الليفية لا يمنع تكوين هذه. الرواسب الرخوة. ،ولم يتمكن العلماء حتى الآن من معرفة كيفية التصاق هذه الرواسب الجرثومية على أسطح الأسنان ولكنه. ثبت أن هذه الالتصاقات تزداد داخل أفواه الأشخاص غير القادرين على تنظيف أسنانهم باستمرار، وسرعان ما تبدأ الجراثيم الفمية بتكوين مستعمراتها الاستيطانية، وحينئذ يبدأ نهجها الاحتلالي على الأسنان.

وتسمى الجراثيم الملتصقة على أسطح الأسنان "اللويحة السنية وقد اعتبرها علماء العصر الحالي والقديم إنها العامل الأساسي في نخر الأسنان وأمراض اللثة التي تصيب الأنسجة المحيطة بالأسنان.

ولقد أثبتت البحوث الحديثة أن الجراثيم المستوطنة في اللويحة السنية تغير شكلها وكميتها على الدوام، وكذلك طرق التصاقها بأسطح الأسنان وبذلك يزداد عتوها ويتمركز تأثيرها على كل الأنسجة الرخوة (اللثة) والصلبة (الأسنان).

وقد يقل ا معدل تكوين هذه الالتصاقات بتأثير وقوام المواد الغذائية المتناولة، وكذلك التركيب الكيميائي والفيزيائي للعاب الإنسان. ولقد تمكن العلماء من إصابة بعض من المرضى بأمراض اللثة عندما طلبوا منهم الامتناع عن استعمال الفرشاة لمدة ٣أسابيع، وهكذا وصلوا للاستنتاج أن السبب المباشر لالتهابات اللثة ونخر الأسنان هي اللويحة الجرثومية حيث ثبتت العلاقة بين تواجد الجراثيم وأمراض الفم والأسنان.

أما من حيث علاقة المواد الغذائية وتكون اللويحة الجرثومية، فلقد أثبتت الأبحاث أن المواد السكرية، تساهم في تكوين هذه الطبقة وذلك يتغذي الجراثيم عليها، كما إنها تساعد على سرعة وقوة التصاق الجراثيم بسطح الأسنان.

وتتحكم الظروف المحيطة باللويحة السنية وما تحتويه من جراثيم في قوة تأثير هذه الترسبات على الأنسجة المجاورة، فمثلا نسبة الحموضة، تركيز السكر في اللعاب، وكذلك الأحماض الأمينية والفيتامينات. كما تقوم المواد السامة التي تفرزها هذه الجراثيم بتنظيم ديناميكية الأنزيمات المطلوبة في عملية التمثيل والنمو الجرثومي للويحة. وهنا يجب أن نذكر أن هذه المعدلات يعتمد بعضها على البعض حتى انه إذا ما أصيب أحدها بالخلل أصيبت باقي المعدلات بالخلل أيضا.

ويراعي أنه كلما ازداد سمك اللويحة السنية ازداد تمثيلها- الغذائي، كلما قاومت قوة الإزاحة باستعمال أي آلة لإزالتها كالفرشاة مثلا. وإذا ما أردنا تطبيق هذه المعلومات لما أوصى به الرسول من وجوب اهتمام الإنسان بنظافة الفم حين قال: "السواك مطهرة للفم مرضاة للرب " (رواه البخاري) تعليقا وابن حبان وابن خزيمة وإسناده صحيح وفي الصحيحين أن رسول الله قال: ولولا أن أشق على أمتي لأمرتهم بالسواك عند كل صلاة»، ليتضح من ذلك إن مستعمل السواك في احسن حال وذلك من جهة تكرار إزالة اللويحة بتكرار استعمال السواك في اليوم.

ومما سبق تتضح النظرة العلمية الدقيقة لرسول الله فلقد ثبت فعلا تراكم الجراثيم مباشرة بعد الانتهاء من تنظيف الأسنان، الأمر الذي جعل الرسول يوصي بإزالة هذه الترسبات التي لا تزول إلا بالحك الآلي.

وكلما ركد اللعاب كما ذكرنا من قبل ازدادت ترسبات اللويحة السنية التي تشجع استيطان الجراثيم، ولقد اتخذ سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم عادة إزالة هذه الالتصاقات من على الأسنان حتى أثناء الليل حيث ورد في الصحيحين أن النبي كان إذا قام من الليل، يشوص فاه بالسواك.

ولقد أمر رسول الله باستعمال السواك في حقبة من الزمن، لم تكن تعرف فيه المعارف الطبية . ولا جدال إذن أن رسول الله "كان أول من أمر بالعناية بنظافة الفم وحفظ صحة الأسنان عند المسلمين المجلة الاسلامية الشهرية لطب الأسنان مجلد- ٣٦، ١٩٦٨ ص ٢٦٢- ٣٦٦) .

والسواك ذكر انه من شجرة تسمى "اراك " واسمها العلمي هو السلفادورا بريسكا وهي تنمو في مناطق عديدة حول مكة وفي المدينة المنورة وفي اليمن وفي أفريقيا . وهي شجرة قصيرة، لا يزيد قطر جذعها عن قدم، أطرافها مغزلية، أوراقها لامعة جذوعها مجعدة ولونها بني فاتح والجزء المستعمل هو لب الجذور ولاستعماله تجفف ثم يحفظ في مكان بعيد عن الرطوبة وقبل استعماله يدق بواسطة آلة حادة ثم يبدأ في استعماله أو إذا كان جافا يغمس في الماء ثم تسوك به الأسنان ويظل استعماله هكذا حتى إذا ضعفت وتآكلت يوقف استعماله ثم يقطع هذا الجزء ويستعمل جزء آخر وهكذا .

ولقد ثبت بتحليله كيمائيا انه يحتوي على الآتي:-

١ . مادة يف " فلوريدية يمكن أن تكون سلفاروزين.

٢ . تراي متيل أمين .

٣ . نسبة علية من الكلوريد والفلوريد والسيليكا .

٤ . كبريت .

٥ . فيتامين ج .

٦ . كمية قليلة من مادة الصابرتين والتانين والفلافونيد .

٧ . كمية وفيرة من مادة السيتوستيرول .

ومنظرة بسيطة على المكونات الكيميائية للسواك يمكن معرفة الآتي:-

١ . ثبت أن لها تأثيرا على وقف نمو البكتريا بالفم وذلك يمكن أن يكون بسبب وجود مادة تحتوي على الكبريت .

٢ . مادة التريمتيل امين تخفض من الأس الايدروجيني للفم (وهو أحد العوامل الهامة لنمو الجراثيم) وبالتالي فإن فرصة نمو هذه الجراثيم تكون قليلة .

٣ . إنها تحتوي على فيتامين ج ومادة السيتوستيرول، والمادتان من الأهمية بمكان كبير في تقوية الشعيرات الدموية المغذية للثة، وبذلك يتوفر وصول الدم إليها بالكمية الكافية، علاوة على أهمية فيتامين ج في حماية اللثة من الالتهابات .

٤ . تحتوي على مادة راتنجية تزيد من قوة اللثة .

٥ . تحتوي على مادة الكلوريد والسيليكات وهي مواد معروفة بأنها تزيد من بياض الأسنان . ولقد وجدنا انه من المناسب أن ندرس هذا الموضوع دراسة علمية وتقارن النتائج ببعض المستحضرات الموجودة في الأسواق حاليا . لقد أجرينا البحث على ثمانين شخصا وقسموا إلي أربعة مجموعات بحيث استعمل كل عشرين السواك،

٦ . السواك المسحوق، ومسحوق أسنان تجاري . ومادة النشا .

وكان الغرض من البحث هو إيجاد أجوبة على الأسئلة التالية:-

* هل يحل السواك كما هو محل فرشاة ومعجون الاسنان، بالرغم من كونه آلة مستقيمة لا يمكن استعمالها في أماكن معينة من الفم مثل الأسطح اللسانية للأسنان؟-
* عند سحق السواك إلى مسحوق ناعم واستعماله مع فرشاة الأسنان أهل يمكن بهما إزالة اللويحة السنية كما يفعل المعجون التجاري والفرشاة؟
* كم تبلغ درجة كفاءة المسواك أو المسواك المسحوق كمنظفين للأسنان إذا ما قورنت هذه الكفاءة بكفاءة المساحيق المصنعة سواء الناعم منها أو الخشن؟
* ما هي مكونات المسواك الطبيعية التي يمكن استعمالها بعد استخلاصها كيميائيا بالتوالي لتقرير صلاحية. إي من هذه المكونات في نظافة الأسنان؟

ولقد أثبت البحث السريري العديد من النقاط أهمها:-

١) أن تعاليم الإسلام وتوجيهات رسول الله في استعمال السواك تماثل تماما ما ترنو إليه مهنة طب الأسنان الحديثة، ألا وهو ضرورة إزالة اللويحة الجرثومية وهي بكر قبل نضوجها وازدياد عتوها على الأنسجة الرخوة والصلبة.

٢) عملية استمرار السواك يوميا قبل الصلاة وبصورة مكررة كما ورد في تعاليم الرسول في هذا المجال تؤدي إلي درجة عالية من نظافة الفم.

٣) احتواء المسواك على المواد الطبيعية أعطى المسلم الذي داوم على استعمال المسواك منذ الصغر- أعطاه " نعومة للأسنان، وباحتوائه على مادة السيليكا، صلابة في و مينائها، وباحتوائه على مادة الفلورين قوة في لثة، ولاحتوائه على التانين، وفيتامين ج، وذلك بتقوية الأوعية الدموية اللثوية واحتمال وجود مادة مطهرة للفم خاصة (الكبريت)

٤) اظهر البحث أن نظافة فم مستعملي السواك المسحوق قد وصلت إلى درجة عليا من النظافة وغياب الالتهابات وذلك بالمقارنة مع المسحوق التجاري والنشا المستعملين في مجموعتين أخريين.-

٥) تحسن التهابات اللثة التي سجلت قبل بدء. البحث في المجموعتين اللتين استعملتا السواك والسواك المسحوق عن المجموعتين اللتين استعملتا المسحوق التجاري والنشا.

٦) واستخلص البحث ضرورة تطبيق استعمال السواك إذا ما ابتدأت إحدى البلدان الاسلامية في إجراء بحوث وقائية لسلامة الفم والأسنان خصوصا وان المسواك متواجد بكثرة تي هذه البلدان، ورخيص الثمن، وكفانا أن المسلم قد تبن استعماله دوما ومتكررا كجزء- من تعاليم الدين الحنيف.

وهكذا- يتضح- مما سبق أن للسواك فوائد صحية للفم تفرق ما استحدث من أدوات وأدوية تستعمل في نظافة الفم، وان أول من أفاد باستعماله هو نبينا محمد صلى الله عليه وسلم الذي عاش في القرن السابع الميلادي بعقلية رتفهم القرن الحادي والعشرين الميلادي بعد أن عبر عن معلومات لا تنتمي الى إبكار عصره- وانما ثبتت صحة أوامره في صحة الفم بعد قرون عدة

د. محمود رجائي المصطيهي- د. احمد عبد العزيزالجاسم

د. إبراهيم المهلهل الياسين- د.- أحمد رجائي الجندي

د. لاحسان شكري

مسئلہ 16:

الرافعی رحمہ اللہ نے الفتح میں کہا کہ السواک کا مادہ س و ک ہے جس کا معنی 'دلک' یعنی ملنے و رگڑنے کے ہیں اور ہر وہ سوکھی چیز جو دانتوں کی گندگی کو صاف کرے، مسواک ہے، اور اگر مسواک کا مقصود منہ کی صفائی ہو تو یہ پلاسٹک کے برش سے بھی حاصل ہو سکتا ہے چاہے وہ کپڑا ہو یا لکڑی، اور نیم یا کھجور جیسے کسی بھی درخت کی لکڑی سے مسواک کیا جا سکتا ہے اور مسواک کے لئے لکڑی کا استعمال اتباع سنت کے لحاظ سے افضل ہے۔

مسواک سے متعلق بعض نکات:

1. کیا مسواک اور ٹوتھ پیسٹ نفل ہے یا سنت، لکڑی ہونا ضروری ہے یا مقصود حاصل ہو؟۔
2. ۔مواضع السواک (مستحبات و مشروعات) کا علم اہم ہے۔
3. سائز کے بارے میں تشدد ممنوع ہے۔
4. ۔طریقہ (عرضا کا مطلب) دائیں سے بائیں
5. ۔مسواک کا وصف اور تفصیلی احکامات کے لئے باب سنن الفطرہ ملاحظہ فرمائیے
6. عود یعنی لکڑی کے ذریعہ ادائیگی اولی و افضل ہے۔
7. معجون و عود دونوں جمع کرنا اولی ہے۔

مسح کے احکامات و مسائل

مسئلہ 17:

1. لمبا بوٹ جو ٹخنا ڈھانپے خف کی مانند ہے لہذا اس پر بھی موزے کی شرائط کی تکمیل کے ساتھ مسح جائز ہے لیکن ٹخنہ سے کم ہو تو نکالنا ضروری ہے۔[39] ہم شیخ البانی نے ٹخنہ سے

الکویت

[illegible]

[39] (مجموع فتاوی ابن عثیمین:157-169/11)

نیچے جوتے پر بھی مسح کی اجازت دی ہے مشقت کی علت کی بنیاد پر۔

2. کپڑے کے موزے پر مسح کی اجازت ہے۔

a. "فأمرهم أن يمسحوا على العصائب والتساخين."[40]

b. أثبت سماع راشد بن سعد ، البخاري في التاريخ الكبير[41]

c. صححه الحاكم والذهبي في سير أعلام النبلاء[42]

مسئلہ:18

کپڑے کے موزوں پر بھی مسح کرنا جائز ہے۔

((عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ:" بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً فَأَصَابَهُمُ الْبَرْدُ، فَلَمَّا قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُمْ أَنْ يَمْسَحُوا عَلَى الْعَصَائِبِ وَالتَّسَاخِينِ))

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ (چھوٹا لشکر) بھیجا تو اسے ٹھنڈ لگ گئی، جب وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں (وضو کرتے وقت) عماموں (پگڑیوں) اور موزوں پر مسح کرنے کا حکم دیا۔

(سنن ابي داود / كتاب: طہارت کے مسائل / باب: عمامہ (پگڑی) پر مسح کرنے کا بیان۔ حدیث نمبر: 146، اس حدیث کو کتب ستہ کے محدثین میں سے صرف ابو داود نے روایت کیا ہے (تحفة الأشراف: 2082)، مسند احمد (5/277)، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

---

[40] (مسند احمد:27383)

[41] التاريخ الكبير (3/292)

[42] (المسح على الجوربين للقاسمي)

امام بخاری رحمہ اللہ نے التاریخ الکبیر میں راشد بن سعد کا سماع ثابت کیا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے اعلام النبلاء میں صحیح قرار دیا۔

مسئلہ:19

مقیم اور مسافر کے لیے مسح کرنے کی متعینہ مدت کی ابتداء، موزوں کے پہننے سے نہیں ہوتی بلکہ موزے پہننے کے بعد وضو ٹوٹنے کے بعد تازہ وضو کرنے کے بعد سے مدت کا شمار ہوتا ہے، جو مسافر کے لئے تین رات اور تین دن اور مقیم کے لئے ایک رات اور ایک دن ہے۔

مسئلہ:20

مسح ختم نہیں ہوتا موزے نکالنے سے جیسے بال یا ناخن یا ہاتھ یا انگلی کے کٹنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔[43]

مسئلہ:21

عمامہ کے مسائل میں شماغ اور غترہ شامل نہیں لہذا ان پر مسح جائز نہیں۔

مسئلہ:22

زخم پر لپیٹی جانے والی پٹی اور پلاسٹر پر مسح کرنا جائز ہے کیونکہ اس کا حکم، تیمم اور مسح علی الخفین سے مشابہہ وملتا جلتا ہے۔

---

[43] (ابن تیمیہ، الشرح الممتع:214/1)

مسئلہ:23

اعضاء وضوء پر پلاسٹر ہو تو کیا کریں[44]؟

1) پہلی شکل: عضو کھلا ہو اور پانی سے نقصان نہ ہو تو دھونا ضروری ہے

2) دوسری شکل: عضو کو پانی لگانے سے ضرر لیکن مسح کر سکتے ہیں تو مسح کرلے

3) تیسری شکل: عضو پر پانی بھی مشکل ہے اور مسح بھی تو تیمم کرلے

---

[44] پلاستر پر مسح

ما حكم المسح على الجبيرة؟

محمد بن صالح العثيمين

السؤال

: ما حكم المسح على الجبيرة؟

الإجابة: ابد أولاً أن نعرّف ما هي الجبيرة؟

الجبيرة في الأصل ما يُجبر به الكسر، والمراد بها في عرف الفقهاء: "ما يوضع على موضع الطهارة لحاجة"، مثل الجبس الذي يكون على الكسر، أو اللزقة التي تكون على الجرح، أو على ألم في الظهر أو ما أشبه ذلك، فالمسح عليها يجزىء عن الغسل.

فإذا قدرنا أن ذراع المتوضئ لزقة على جرح يحتاج إليها، فإنه يمسح عليها بدلاً عن الغسل وتكون هذه الطهارة كاملة، بمعنى أنه لو فرض أن هذا الرجل نزع هذه الجبيرة أو اللزقة، فإن طهارته تبقى ولا تنتقض لأنها تمت على وجه شرعي.

ونزع اللزقة ليس هناك دليل على أنه ينقض الوضوء أو ينقض الطهارة وليس في المسح على الجبيرة دليل خالٍ من معارضة، فيها أحاديث ضعيفة ذهب إليها بعض أهل العلم، وقال: إن مجموعها يرفعها إلى أن تكون حجة.

ومن أهل العلم من قال: إنه لضعفها لا يعتمد عليها، وهؤلاء اختلفوا، فمنهم من قال: يسقط تطهير محل الجبيرة، لأنه عاجز عنه، ومنهم من قال: بل يتيمم له ولا يمسح عليها.

لكن أقرب الأقوال إلى القواعد بقطع النظر عن الأحاديث الواردة فيها، أقرب الأقوال أنه يمسح، وهذا المسح يغنيه عن التيمم فلا حاجة إليه، وحينئذ نقول: إنه إذا وجد جرح في أعضاء الطهارة فله مراتب:

المرتبة الأولى: أن يكون مكشوفاً ولا يضره الغسل، ففي هذه المرتبة يجب عليه غسله إذا كان في محل يُغسل.

المرتبة الثانية: أن يكون مكشوفاً ويضره الغسل دون المسح، ففي هذه المرتبة يجب عليه المسح دون الغسل.

المرتبة الثالثة: أن يكون مكشوفاً ويضره الغسل والمسح، فهنا يتيمم له.

المرتبة الرابعة: أن يكون مستوراً بلزقة أو شبهها محتاج إليها، وفي هذه المرتبة يمسح على هذا الساتر، ويغنيه عن غسل العضو ولا يتيمم.

مجموع فتاوى و رسائل الشيخ محمد صالح العثيمين المجلد الحادي عشر

- باب المسح على الخفين.

4) چوتھی شکل: عضو پر ایسی پٹی ہے جسکا نکالنا مشکل ہو تو اسی پر مسح کرلے[45]۔

"السؤال

هل المسح على الجبيرة بأكملها حتى ـ الفلقة ـ الزائدة عن العضو المطلوب مسحه؟ أم يقتصر على العضو فقط؟.
أرجو توسيع الشرح.

الإجابــة

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه، أما بعـد:

فالواجب في المسح على الجبائر لمن كان مرخصا له في المسح عليها أن يستوعبها بالمسح في الغسل، وكذا في الوضوء إن كانت كلها محاذية لمحل الفرض، وأما إن كان بعضها محاذيا لمحل الفرض وبعضها خارجا عن محل الفرض فالواجب أن يمسح ما حاذى محل الفرض فقط، لأن المسح بديل عن الغسل فاقتصر به على محله؛ قال ابن قدامة في المغني ضمن الكلام على الفرق بين المسح على الخفين والمسح على الجبائر: والثاني أنه يجب استيعابها بالمسح لأنه لا ضرر في تعميمها به بخلاف الخف فإنه يشق تعميم جميعه ويتلفه المسح، وإن كان بعضها في محل الفرض وبعضها في غيره مسح ما حاذى محل الفرض، نص عليه أحمد. انتهى.

والله أعلم.

http://fatwa.islamweb.net/fatwa/index.php?page=showfatwa&Option=FatwaId&Id=138918

السؤال

بعض العلماء المعاصرين مثل الشيخ الألباني رحمه الله تعالى يقولون بعدم جواز المسح على الجبيرة لضعف الحديث الوارد في ذلك، ويقول بوجوب التيمم للجبيرة بعد الوضوء ولا يمسح بالماء على الجبيرة ... فما الراجح في هذه المسألة..؟

الإجابــة

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه، أما بعـد:

فالصحيح أن المسح على الجبائر مشروع في حالة العذر، سواء كان ذلك في الوضوء أو في الغسل، والأصل في ذلك ما رواه ابن ماجه عن علي بن أبي طالب قال: انكسرت إحدى زندي، فسألت النبي صلى الله عليه وسلم؟ فأمرني أن أمسح على الجبائر. وروى أحمد وأبو داود وغيرهما عن جابر قال: خرجنا في سفر فأصاب رجلا منا حجر فشجه في رأسه، ثم احتلم فسأل أصحابه فقال: هل تجدون لي رخصة في التيمم؟ فقالوا: ما نجد لك رخصة وأنت تقدر على الماء، فاغتسل فمات، فلما قدمنا على النبي صلى الله عليه وسلم أخبر بذلك، فقال: قتلوه قتلهم الله، ألا سألوا إذ لم يعلموا، فإنما شفاء العي السؤال، إنما كان يكفيه أن يتيمم ويعصر أو يعصب على جرحه خرقة ثم يمسح عليها ويغسل سائر جسده. ولأن الحاجة تدعو إلى المسح على الجبائر، لأن في نزعها حرجا وضررا، والمسح على الجبيرة واجب عند إرادة الطهارة، وذلك بشروط خاصة، والوجوب هنا بمعنى الإثم بالترك مع فساد الطهارة والصلاة، وهذا عند المالكية والشافعية في المذهب، والحنابلة وأبي يوسف ومحمد من الحنفية، وقال أبو حنيفة: يأثم بتركه فقط مع صحة وضوئه، وروي أنه رجع إلى قول الصاحبين، وقال بعض الشافعية: يغسل الصحيح ويتيمم ولا يمسح على الجبيرة. والمعتمد عندهم ما قدمناه عن جماهير أهل العلم رحمهم الله.

والله أعلم.

مسئلہ 24:

اگر کسی کا ہاتھ یا کوئی وضوء کیا جانے والا عضوء ٹوٹ جائے اور وہ اس کی جگہ کوئی مصنوعی Artificial عضو لگالے تو اس عضوء پر وضوء کا حکم ساقط یعنی حکم ختم ہو جاتا ہے جیسا کہ فقہی قاعدہ ہے "اذا فات الشرط فات المشروط" یعنی اگر شرط نہ پائی جائے تو مشروط کا حکم بھی ختم ہو جاتا ہے، اس قاعدہ کے مطابق، وضوء کے لئے ہاتھ کا وجود شرط ہے اور جب یہی نہ رہا تو مشروط یعنی ہاتھ کے دھونے کا حکم بھی نہ رہا لیکن اگر عضوء پر مصنوعی آلہ ہو تو وضوء یا مسح کرنا ضروری ہے۔

---

http://fatwa.islamweb.net/fatwa/index.php?page=showfatwa&Option=FatwaId&lang=A&Id=49344

السؤال

متى يبطل المسح على الجبيرة؟ وجزاكم الله خيرا.

الإجابــة

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه، أما بعـد:

فالمسح على الجبيرة يبطل بسقوطها أو نزعها، وهذا السقوط أو النزع قد يكون بسبب برء الجرح الذي هو سببها، وقد يكون لغير البرء من الأسباب الأخرى، كما قد يكون سقوطها أو نزعها أثناء الصلاة، وقد يكون خارجها.

ومذاهب أهل العلم في هذه الحالات كلها مفصلة في الموسوعة الفقهية على النحو التالي:

ينتقض المسح على الجبيرة بما يأتي:

أ- سقوطها أو نزعها لبرء الكسر أو الجرح، وعلى ذلك إن كان محدثا وأراد الصلاة توضأ وغسل موضع الجبيرة إن كانت الجراحة على أعضاء الوضوء وهذا باتفاق، وإن لم يكن محدثا فعند الحنفية والمالكية يغسل موضع الجبيرة لا غير؛ لأن حكم الغسل وهو الطهارة في سائر الأعضاء قائم لانعدام ما يرفعها وهو الحدث فلا يجب غسلها ، وعند الشافعية يغسل موضع الجبائر وما بعده مراعاة للترتيب، وعند الحنابلة يبطل وضوءه. أما بالنسبة للغسل إن كان مسح عليها في غسل يعم البدن فيكفي بعد سقوطها وهو غير محدث غسل موضعها فقط، ولا يحتاج إلى إعادة غسل ولا وضوء لأن الترتيب والموالاة ساقطان في الطهارة الكبرى .

ب - سقوط الجبيرة لا عن برء يبطل الطهارة عند الحنابلة وفي قول عند الشافعية، وعلى ذلك يجب استئناف الوضوء أو استكمال الغسل. وعند المالكية وهو الأصح عند الشافعية ينتقض مسح الجبيرة فقط، فإذا سقطت لا عن برء أعادها إلى موضعها وأعاد مسحها فقط، أما عند الحنفية فلا ينتقض شيء فيعيد الجبيرة إلى موضعها ولا يجب عليه إعادة المسح. وهذا كله إذا كان في غير الصلاة، فإن كان في الصلاة وسقطت الجبيرة عن برء بطلت الصلاة باتفاق. وإن سقطت لا عن برء بطلت الصلاة عند الجمهور ومضى عليها ولا يستقبل عند الحنفية. انتهى.

والله أعلم .

http://fatwa.islamweb.net/fatwa/index.php?page=showfatwa&Option=FatwaId&Id=74898

مسئلہ: 25

مصنوعی پیر یا ہاتھ پر وضوء یا غسل کی ضرورت نہیں (اذا فات الشرط فات المشروط) اگر کچھ اصلی یا فطری عضو کا حصہ باقی ہو اس مصنوعی الہ کے ساتھ تو اس بچے ہوئے حصہ کو دھولے[46]۔

مسئلہ: 26

ناک میں بالی زیب وزینت کی غرض سے سوراخ کرنے کے بارے میں دو قول ہیں

- پہلا قول: ناجائز بلا وجہ۔
- دوسرا قول: جائز ہے اگر سماج میں عادت بن گئی ہو جیسے کان میں سوراخ کیا جاتا ہے نیت اگر مشابہت فساق اور غیروں کی نہ ہو[47]۔

---

[46] السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

http:/ / www.ahlalhdeeth.com vb/ showthread.php?t=145746

قال الشيخ صالح الفوزان

" إذا كانت الرِّجل قد قطعت من الساق وذهب الكعب والقدم ولبست مكانها قدماً صناعيًا فليس عليك غسله ، وقد سقط عنك غسل هذه الرِّجل المقطوعة ، ولا تمسح على القدم الصناعي ، أما إذا كان قد بقي من الرِّجل شيء من الكعب فما تحته ، فإنه يجب عليك غسل هذا الباقي ، وإذا لبست عليه ساترا من خف أو جورب فإنك تمسح عليه على ما يحاذيه من الملبوس "

"المنتقى من فتاوى الشيخ صالح الفوزان" (٢ / ٣٦)

[47] حكم وضع حلقة في الأنف والشفة والتختم في أصابع الرجل

السؤال

ما حكم من تضع حلقة في أنفها أو على شفتها ومن يضع خاتما في أصبع رجله ؟

الإجابــة

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه، أما بعد:

فلا حرج على المرأة في لبس الخاتم في أصابع يديها أو رجليها، وأما الرجل فيكره له التختم في السبابة والوسطى من أصابع يديه، وهو الذي نص عليه أحمد بن حنبل وفقا للأئمة الثلاثة، كما ذكره السفاريني في غذاء الألباب في شرح منظومة الآداب.

وقال الإمام النووي رحمه الله في شرحه لصحيح مسلم: وأجمع المسلمون على أن السنة جعل خاتم الرجل في الخنصر، وأما المرأة فإنها تتخذ خواتم في أصابع . . . ويكره للرجل جعله في الوسطى والتي تليها . . . وهي كراهة تنزيه.

وقال النووي: (في أصابع) أي في أي أصبع شاءت ولو في أصابع رجليها، كما في الموسوعة الفقهية، وأما الرجل فيكره

مسئلہ: 27

وضوء کے فرائض سے متعلق چند مسائل

1) 1-مضمضہ: کلی واجب (البتہ غرارہ سنت ہے) اور استنشاق: یعنی ناک میں پانی لینا یہ فاغسلو اوجوھکم میں شامل ہے اور آحادیث میں مذکور ہے اسی لئے واجبات وفرائض میں شامل ہے کیونکہ صفۃ الوضو میں داخل ہے صوم کی حالت میں مبالغہ سے منع کیا گیا ہے۔

2) واجبات وضوء کے عدد میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔

3) مسح راس/سارے سر کا مسح فرض میں سے ہے۔

له التختم في السبابة والوسطى من أصابع يديه، وأصابع رجليه أشد، بل قال الرشيدي في حاشيته على تحفة المحتاج (قال ابن القاسم: هل يحل للرجل الخاتم في رجله؟ فيه نظر. اهـ

وقد يقال قضية قولهم الأصل في الفضة التحريم إلا ما صح الإذن فيه عدم حله.

وأما ثقب الأنف -ومثله الشفة- ففيه قولان لأهل العلم:

الأول: لا يجوز لا للصبي ولا للصبية وهو مذهب الشافعية. قال ابن حجر الهيتمي رحمه الله في تحفة المحتاج: ويظهر في خرق الأنف بحلقة تعمل فيه من فضة أو ذهب أنه حرام مطلقاً، لأنه لا زينة في ذلك يغتفر لأجلها؛ إلا عند فرقة قليلة ولا عبرة بها مع العرف العام بخلاف ما في الأذان، فإنه زينة للنساء في كل محل، والحاصل أن الذي يتمشى على القواعد حرمة ذلك في الصبي مطلقاً، لأنه لا حاجة فيه يغتفر لأجلها ذلك التعذيب، ولا نظر لما يتوهم أنه زينة في حقه ما دام صغيراً، لأن الحق أنه لا زينة فيه بالنسبة إليه وبفرضه هو عرف خاص، وهو لا يعتد به، إلا في الصبية -أي فيجوز- لما عرف أنه زينة مطلوبة في حقهن قديماً وحديثاً.

وقال البجيرمي رحمه الله في تحفة الحبيب: وقال الشريف الرحماني: وخرق الأنف لما يجعل فيه من نحو حلقة نقد حرام مطلقاً، ولا عبرة باعتياد ذلك لبعض الناس في نسائهم وأذن الصبي كذلك، ولا نظر لزينته بذلك دون الأنثى، فيجوز خرق أذنها على المعتمد من إفتاءين للرملي.

الثاني: يجوز إذا جرت عادة النساء المسلمات بالتزين به قياساً على ثقب الأذن الذي أجازه جماهير أهل العلم بجامع وجود الحاجة الداعية إلى ذلك، وهي التزين، ولكن بشرط عدم ترتب ضرر لقوله صلى الله عليه وسلم: لا ضرر ولا ضرار. وعدم التشبه بطقوس الهندوسيات، قال ابن عابدين -رحمه الله- من الحنفية في حاشيته عند قول الحصكفي: (لم أره) أي منقولاً في المذهب، قال أي ابن عابدين: إن كان مما يتزين النساء به كما هو في بعض البلاد فهو فيها كثقب القراط. انتهى، أي لا بأس به عندهم استحساناً.

والله أعلم.

http://fatwa.islamweb.net/fatwa/index.php?page=showfatwa&Option=FatwaId&Id=94475

4) شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا عورت کے لیے سر کا خمار نکالنا مشکل ہو اور مرد کے لیے عمامہ نکالنا مشکل ہو تو مسح اسی صورت پر جائز ہے جبکہ وضوء کی حالت میں پہنا گیا ہو جیسا کہ موزے کے شرائط ہیں وہی احکامات لاگو ہوں گے۔ دوسرے فقہاء نے کہا کہ ایسی شرطِ طہارت عمامہ کے لئے دلیل سے ثابت نہیں

5) توالی (موالات) شرط ہے۔(موالاۃ یعنی ایک عضو کے بعد دوسرے عضو کے درمیان اتنا فاصلہ نہ ہو کہ پہلا عضو سوکھ جائے)

6) نوٹ: پانی نہ کافی ہونے کی وجہ سے وضو کے اتمام کے لیے دوران وضو اگر پانی لینے میں تاخیر ہو اور سوکھ جائے تو معاف ہے۔﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾





المصادر

شمار	نام کتاب	مؤلف	ناشر
1	القرآن وتقاسیر، الحدیث وشرحات والفقہ وشروحات		
2	مؤطا امام مالک	امام مالک رحمۃ اللہ علیہ	
3	صحیح البخاری	امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ	
4	صحیح مسلم	امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ	
5	سنن الترمذی	امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ	
6	سنن ابوداو	امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ	
7	سنن النسائی	امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ	
8	سنن ابن ماجہ	امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ	
9	مصنف ابن ابی شیبۃ	امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ	دارالکنوز اشبیلیا، ریاض
10	مصنف عبدالرزاق	امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ	

نمبر	کتاب	مصنف	ناشر
11	مسند احمد ابن حنبل	امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ	
12	مسند الحمیدی	امام الحمیدی رحمۃ اللہ علیہ	
13	صحیح ابن خزیمہ	امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ	
14	سنن الدار قطنی	امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ	
15	المستدرک علی الصحیحین	امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ	
16	سنن الدارمی	امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ	
17	صحیح ابن حبان	امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ	
18	سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ والضعیفۃ وتحقیقات	شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ	مکتبۃ المعارف، الریاض
19	سنن الکبری البیہقی	امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ	
20	الجامع الاحکام القرآن	امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ	دار الکتب المصریۃ، القاہرۃ
21	تفسیر القرآن العظیم	امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ	
22	الشرح الممتع علی زاد المستقنع	الشیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ	دار ابن الجوزی
23	الاجماع لابن المنذر	امام ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ	دار المسلم
24	شرح معانی الآثار	ابو جعفر الطحاوی رحمۃ اللہ علیہ	عالم الکتب
25	شرح السنۃ للبغوی	امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ	المکتب الاسلامی، دمشق ،بیروت
26	مجموع الفتاوی	امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ	مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف ،

			المدينة المنورة، السعودية
27	المغنی	امام ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ	دارالکتب، ریاض، السعودیۃ
28	فتح القدیر علی الہدایۃ	علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ	شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابي الحلبي واولادہ بمصر
29	تمام المنۃ فی التعلیق علی فقہ السنۃ	شیخ البانی رحمہ اللہ	دار الرایۃ
30	شرح صحیح البخاری	امام ابن بطال رحمہ اللہ	مکتبۃ الرشد، ریاض، السعودیۃ
31	المجموع شرح المہذب	امام نووی رحمہ اللہ	ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ، (القاہرۃ)
32	شرح العمدۃ فی الفقہ	امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ	مکتبۃ العبیکان، ریاض
33	زاد المعاد فی ہدی خیر العباد	امام ابن القیم رحمہ اللہ	مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت – ومکتبۃ المنار الاسلامیۃ، الکویت
34	التاریخ الکبیر المعروف بتاریخ ابن ابی خیثمہ	امام ابن ابی خیثمہ رحمہ اللہ	الفاروق الحدیثۃ للطباعۃ والنشر، القاہرۃ
35	سلسلۃ احادیث الضعیفۃ	شیخ البانی رحمہ اللہ	
36	الجامع الصحیح	شیخ البانی رحمہ اللہ	
37	نیل الاوطار	امام شوکانی رحمہ اللہ	دار الحدیث، المصر
38	المنہاج شرح مسلم بن الحجاج	امام نووی رحمہ اللہ	داراحیاء التراث العربی، بیروت
39	فتح الباری شرح صحیح البخاری	امام ابن حجر عسقلانی	دار المعرفۃ، بیروت

		رحمۃ اللہ علیہ	
40	التمہید لمافی الموطا من المعانی والاسانید	امام عبد البر رحمۃ اللہ علیہ	وزارۃ عموم الاوقاف والشؤون الاسلامیۃ، المغرب
41	مراتب الاجماع فی العبادات والمعاملات والاعتقادات	امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت
42	شرح بلوغ المرام (اردو)	صفی الرحمن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ	در السلام
43	شرح سنن النسائی	شیخ الراجحی رحمۃ اللہ علیہ	
44	زاد المعاد فی ہدی خیر العباد	امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ	موسسۃ الرسالۃ، بیروت۔ ومکتبۃ المنار الاسلامیۃ، الکویت
45	مجموع فتاویٰ ومقالات متنوعۃ	الشیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ	رئاسۃ ادارۃ البحوث العلمیۃ والافتاء بالمملکۃ العربیۃ السعودیۃ
46	السنۃ	امام مروزی رحمۃ اللہ علیہ	موسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت
47	بحوث وفتاوی فی المسح علی الخفین	شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ	دار الوطن للنشر
48	الطہارۃ	الشیخ محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ	جامعۃ الامام محمد بن سعود، الریاض، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ)
49	فتاوی المراۃ المسلمۃ	شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ	

50	شرح بخاری	شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ	
51	عمل الیوم واللیلۃ	امام ابن السنی رحمۃ اللہ علیہ	دار القبلۃ للثقافۃ الاسلامیۃ ومؤسسۃ علوم القرآن - جدۃ / بیروت
52	عون المعبود علی شرح سنن ابی داود	شیخ عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ	دار ابن حزم
53	الدرر السنیہ للسقاف		
54	اسک اسلام پیڈیا کے تیار کردہ مضامین		
55	الوکہ		
56	صید الفوائد		
57	الاسلام سؤال وجواب		
58	فتاوی الشیخ الالبانی وابن باز وابن عثیمین وابن جبرین واللجنۃ الدائمۃ		
59	الدراری المضیۃ والسیل الجرار ونیل الاوطار مع التحقیقات للشوکانی		
60	التعلیقات الرضیۃ الشوکانی، نواب صدیق حسن خان والالبانی		
61	الملخص الفقھی للشیخ صالح الفوزان		
62	الشرح الممتع علی زاد المستقنع لابن العثیمین		

63 تسهيل الفقه عبد الله بن جبرين

64 شرح أخصر المختصرات ابن جبرين

65 شروحات عمدة الفقه ابن جبرين

66 الموسوعة العويشة

67 تمام المنة للالباني وعزاوی

68 صحيح فقه السنة لكمال

69 مسائل الطهارة الشيخ عمر بازمول

70 اللباب صبحي حسن حلاق

71 شروحات بلوغ المرام- سبل السلام للصنعاني وشرح عبد الله الفوزان وصفی الرحمن مبارکفوری

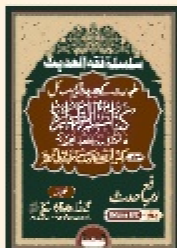
72 شروحات مشكوة ملا علی قاری وطیبی وعبید الله المبارکپوری

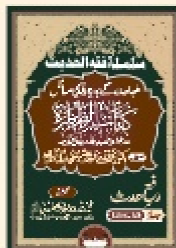
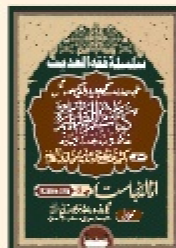
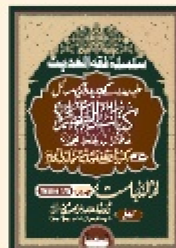
73 الاختيارات ابن تيمية / الالبانی

اس کتاب کو تیار کرنے کے لیے 6 سال کیوں لگے ؟

اسکے جواب کا اندازہ اسی وقت ہو گا جب 5 جلدوں کی اس ضخیم کتاب کو گہرائی کے ساتھ پڑھا جائیگا، ان شاء اللہ، کئی ماہ تو دن کے ساتھ مکمل راتیں بھی لگ گئیں الحمدللہ، چار مسالک کے فقہی اقوال جمع کر کے اردو میں ترجمہ کرنا مقارنہ اور ترجیح تک پہنچنے کے لیے سارے جدید اور قدیم مصادر و کتب کا مطالعہ کرنا یہ کافی محنت طلب کام ہے، اللہ ہی کا فضل کہ یہ اس کی توفیق سے ممکن ہو سکا۔﴿ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ﴾

اس کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ اس کام کے ساتھ ساتھ دیگر آسک اسلام پیڈیا کے پراجکٹس پر بھی کام جاری ہے اور اس کے علاوہ تفسیر کے پراجکٹس اور فقہ کے پرجکٹس پر بھی کام جاری ہے لہذا الگ الگ پراجکٹس کے لئے بھی وقت کو تقسیم کرنا پڑتا ہے، تاخیر کے لیے میں معذرت خواہ ہوں ان حضرات سے جو کتاب الطہارۃ کے منتظر تھے۔ شکریہ





www.abmqurannotes.com | www.askislampedia.com | www.askmadani.com

Dr. Shaikh Arshad Basheer Umari Madani

Hafiz, Alim, Fazil (Madina University, K.S.A), M.B.A.;
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean The ABM School, Hyderabad, TS, INDIA.
+91 92906 21633 (WhatsApp only)